

راہِ حقیقت

پروفیسر ابراہیم علی خان صاحب مدظلہ العالی نے لکھی ہے

عبدالحق صاحب مدظلہ العالی نے لکھی ہے

1954ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالصَّلٰوةَ وَالسَّلَامَ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَعَلٰی آلِهِ وَاصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ

بغداد و کربلا و نجف اور ملکِ شام
ہے مظہر جمال محمد (ﷺ) ہر اک مقام
مکہ معظمہ کہ مدینہ منورہ
انوارِ مصطفیٰ (ﷺ) کے خزانے ہیں یہ تمام

(میکس)

☆☆☆

جملہ حقوق بحق پیرانِ خطیبِ اعظم پاکستان محفوظ ہیں

راہِ عقیدت (سفر نامہ)

خطیبِ اعظم حضرت مولانا محمد شفیع اذکار ڈی رحمة اللہ علیہ

مولانا اذکار ڈی اکادمی (العالمی)، 53۔ بی، سندھی مسلم سوسائٹی، کراچی 74400

جنوری 2006ء

1288

کسپڈ کوڈ

ایک ہزار

ضیاء القرآن جلی کیشنز، لاہور

175/- روپے

نام کتاب

مؤلف

مرتبہ

طبع جدید

تعداد

ناشر

قیمت

طلب کے پتے

ضیاء القرآن جلی کیشنز

فون: 7221953-7228010-042-فیکس: 7221953-7228010-042

9-الکریم مارکیٹ، داروہاڑی، لاہور۔ فون: 7247350-7225085

14-انڈل سٹریٹ، لاہور۔ فون: 7247350

فون: 021-2212011-2630411-فیکس: 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

35	قریہ اولاد مسلم رضی اللہ عنہ	7	عرض مرتب
36	حضرت عون بن علی رضی اللہ عنہ	9	ردائگی برائے بغداد شریف
36	زمین کر بلا	10	غوث اعظم کا دربار
37	دربار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	13	داڑھی نثارو
40	نجف اشرف	15	کرامت
40	دربار شہنشاہ ولایت	17	امام اعظم رضی اللہ عنہ
41	کوفہ	20	حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ
42	حزار حضرت یونس علیہ السلام	21	امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ
42	قریہ ذاکمفل علیہ السلام	23	امام محمد الجواد رضی اللہ عنہ
43	بائٹ، ہاروت، ماروت	26	امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
45	سلمان پاک	28	حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
47	کھنڈرات محل کسری	29	زبیدہ خاتون
48	نقیب الاشراف کاسلوک	29	حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ
50	دمشق (شام)	30	حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ
50	حضرت مولانا عبد الوہاب انصاری	33	حضرت یوشع علیہ السلام
51	جامع اموی	33	حضرت بہلول داتا رحمۃ اللہ علیہ
51	حضرت یحییٰ علیہ السلام کاسرائور	33	چلہ گردنا تک
52	مصطفیٰ سیدنا خضر علیہ السلام	33	حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ
53	مقام سرائور شہید کر بلا رضی اللہ عنہ	34	حضرت داؤد وطائی رحمۃ اللہ علیہ
53	حزار صلاح الدین ابوبی رحمۃ اللہ علیہ	35	ردائگی کر بلائے مصطفیٰ

67	أشیح ابو بکر بن علی رحمۃ اللہ علیہ	53	مزار نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ
69	الموفق بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ	53	سازش نصاری
69	ابن خلکان	53	قید خانہ اہل بیت
69	علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ	56	قبر یزید
	برزہ۔ مقام ولادت و مسجد خلیل اللہ	56	باب صغیر و مزارات مقدسہ
70	علیہ السلام	56	باب تو ما و مزارات مبارکہ
70	مژہ و مزارات صحابہ رضی اللہ عنہم	61	باب القرا دینس و مزارات مبارکہ
71	دار یاد ابو مسلم خولانی	61	مدحت پاشا بازار
72	راویہ و سیدہ زینب	62	حمیدیہ بازار
73	مزارات صحابہ کرام	62	محل بولس الرسول
74	مسجد التقدم	62	جبل قاسیون
74	مسجد ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ	62	مقارۃ الجوع
74	مقبرۃ الصوفیہ و مزارات ائمہ	62	مقارۃ الدم و ہائیل و قاتیل
75	حالات دمشق	63	مصلى حضرت ابراہیم علیہ السلام
76	بیروت	63	کہف جبریل علیہ السلام
77	امرکین یونورٹی	64	مقام اربعین
78	حالات بیروت	64	چالیس ابدال
79	القدس و زاویۃ البندیہ	66	أشیح الاکبر رحمۃ اللہ علیہ
80	بیت المقدس	66	علامہ تالیسی رحمۃ اللہ علیہ
80	صخرہ شریف	66	أشیح ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ
82	مزار حضرت سلیمان علیہ السلام	66	أشیح ابو السو و رحمۃ اللہ علیہ
82	مزار حضرت مریم صدیقہ رضی اللہ عنہا	67	أشیح علی القرعی رحمۃ اللہ علیہ

105	جدہ میں میلاؤ شریف	قصہ خلیل الرحمن اور حضرت ابراہیم و
106	راہ مدینہ منورہ	اسحق و یعقوب و یوسف علیہم السلام
107	مدینہ منورہ میں داخلہ	83 کے محاربات
	شہنشاہ کونین کے دربار میں حاضری و	84 زاویۃ الاشراف
108	صلوٰۃ و سلام	85 مزار سیدنا نوح علیہ السلام
112	حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب	86 مزار سیدنا لوط علیہ السلام
113	فضائل مدینہ منورہ	86 مزار سیدنا یونس علیہ السلام
123	مسجد نبوی شریف	86 بیت اللہ
125	اساطین شریفہ	87 مزار سیدنا عزیر علیہ السلام
129	چہترہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم	87 جبل زینون
130	مسجد قبا شریف	88 مزار سیدنا موسیٰ کلیم اللہ
132	مسجد شمس و مسجد محمد	88 حالات القدس
132	مسجد بنی سعادہ	89 واپسی بیروت
133	مسجد شریہ ام ابراہیم رضی اللہ عنہ	89 جدہ
133	مسجد بنی ظفر	90 مکہ مکرمہ اور اس کے فضائل
134	مسجد غمامہ	94 فضائل حج و عمرہ
134	مسجد ابو ذر غفاری	95 طریقہ عمرہ
134	مسجد شہ	97 طواف ادراس کی دعائیں
135	غار حیدرہ	97 کعبہ شریف
136	مسجد قبلینین	102 دعائے مستتر
136	جنت البقیع	103 صفا و مرہ
137	کیفیت تہج	105 حرم شریف و منظر اطاری

181	طلبِ وسیلہ و شفاعت	138	مزار سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا
181	قبل از ولادت وسیلہ شفاعت	140	طریقِ زیارتِ سلام
186	ظاہری حیات میں وسیلہ و شفاعت	145	جبلِ احد شریف
	باطنی حیات میں طلبِ وسیلہ و	146	شہدائے احد
190	شفاعت و حاجت	147	آبار مبارکہ
203	آخرت میں وسیلہ و شفاعت	150	بدر و شہدائے بدر
206	اہلِ محبت کی 54 حکایات	150	مقامِ ابواء
267	خاتمہ	151	خیبر و مقاماتِ زیارت
272	قہرست تصاویر	154	فضائلِ زیارتِ روضۃِ انور
277	تصاویر	156	قیامِ مدینہ و حاضری کے 41 آداب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

عرض مرتب

اللہ کریم جل شانہ نے میرے ابا جان قبلہ علیہ الرحمہ کو بہت نوازا تھا۔ مجھ پر تعالیٰ سستوں میں ان کے نام اور کام کی دھوم ہے۔ وہ اپنی حیات ظاہری کا ہر لمحہ دین مبین اور مسلک حق اہل سنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے وقف کئے رہے۔ 55 برس کی مختصر مدت میں انہوں نے صدیوں کے کام کئے۔ اللہ کریم جل مجدہ ان کے فیضان کو جاری رکھے، آمین۔

”راہ عقیدت“ بظاہر ایک سفر نامہ ہے مگر حقیقت میں یہ کتاب اردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی رہ نما کتاب ہے جس میں کچھ ممالک میں موجود مقامات مقدسہ اور زیارت گاہوں کی تفصیل کے ساتھ ان کی تاریخ اور کسی قدر تحقیق بھی ہے اور ان کے فضائل و مناقب بھی ہیں۔ عازمین عمرہ و زیارت کے لئے نہایت مفید معلومات اور آداب اور ضروری مسائل بھی اس میں بیان ہوئے ہیں۔ پہلی مرتبہ یہ کتاب 1965ء میں طبع ہوئی تھی، اب تک اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ متعدد اکا بر علماء و مشائخ نے بر ملا یہ اعتراف کیا کہ وہ ان ممالک میں اس کتاب کی رہ نمائی میں زیارات کرتے رہے اور میرے والد گرامی علیہ الرحمہ کو دعائیں دیتے رہے۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

ابا جان قبلہ علیہ الرحمہ کی اس دنیا سے رحلت کے بعد ان کی تمام تصانیف کی اشاعت کے لئے ”ضیاء القرآن پبلی کے شہزاد“ کے سربراہ محترم الحاج حفیظ البرکات شاہ صاحب نے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ انہیں حقوق اشاعت دے دیئے گئے۔ بفضلہ تعالیٰ وہ جب سے اب تک تمام کتب شائع کر رہے ہیں۔ ضیاء القرآن پبلی کے شہزاد کی طرف سے ”راہ عقیدت“ کی جدید اشاعت میں تاخیر کی وجہ یہ ہوئی کہ ابا جان قبلہ علیہ الرحمہ اس کتاب میں عراق و شام میں موجود جن مزارات کا ذکر نہیں کر سکے تھے، ان کی تفصیل اور مکہ مکرمہ کی زیارات اور

ان کی تفصیل بھی شامل کرنا چاہتے تھے اور حج کا طریقہ و آداب بھی لکھنا چاہتے تھے۔ اس کتاب کی پہلی طباعت کے ایک نسخے میں انہوں نے اضافوں کے عنوان درج فرمائے تھے، وہ نسخہ محفوظ ہے۔ خیال تھا کہ یہ اضافے میں تحریر کر دوں گا لیکن مجھے مہلت نہ ملی اور اتنا عرصہ ضیاء القرآن جوبلی کے ہنر سے یہ کتاب طبع نہ ہو سکی بالآخر گزشتہ ماہ حفیظ البرکات شاہ صاحب نے مطبوعہ کتاب کے متن کو کم پیوٹر سے کم پوز کروا کے مسودہ مجھے بھجوادیا۔ اس کتاب میں درج اقتباسات میں جتنی کتابوں میں دیکھ سکا ان کے حوالے میں نے قارئین کی آسانی کے لئے تحریر کر دیے ہیں۔ میرے بھائیوں جناب ڈاکٹر محمد سبحانی اذکار ڈوی اور جناب حامد ربانی اذکار ڈوی نے مطبوعہ کتاب کے مطابق نئے کم پوزڈ متن کی تصحیح میں میری معاونت کی، بایں ہمہ دوران مطالعہ اگر قارئین کو فی الواقع کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں ضرور آگاہ فرمائیں۔ اللہ کریم جل شانہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میرے والد گرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درجات و مراتب بلند فرمائے۔ آمین

مخلص

المرقوم: ماہ محرم الحرام 1427ھ کو کتب نورانی را احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شفیع
(اذکار ڈوی غفرلہ)

توجہ: اس کتاب میں درج زیارات و مقامات کی جس قدر تصاویر میرے پاس موجود ہیں وہ بھی شائع کی جا رہی ہیں۔ (کو کتب غفرلہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
 مورخہ 17 جنوری 1962ء بروز بدھ صبح آٹھ بج کر چالیس منٹ پر کراچی سے بی، او، اے، سی (B.O.A.C) کا ہوائی جہاز چلا جو چار گھنٹے کے بعد پتھر و عافیت بغداد شریف پہنچ گیا۔ جہاز سے اتر کر کسٹم کے کمرے میں پہنچے، سامان چیک ہونا شروع ہو گیا، چونکہ کسٹم ڈیوٹی والی کوئی چیز نہ تھی لہذا جلد ہی فراغت ہو گئی۔ باہر آ کر ٹیکسی کار لی اور باب اشخ کی طرف روانہ ہوئے۔ دس بارہ منٹوں میں باب اشخ آ گیا۔ ٹیکسی والے نے سامان اتار کر رکھ دیا اور کرائے کا مطالبہ کیا۔ میرے پاس ٹریولنگ چیک تھے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہاں تریب کوئی صراف نہیں ہے جس سے چیک کے بدلے میں عراقی سکہ لیا جائے، بڑی پریشانی ہوئی، ادھر ٹیکسی والا جلدی کر رہا تھا، میں نے اس سے کہا تھوڑا صبر کرو اور خود باب اشخ میں داخل ہو گیا۔ ایک خادم سے پوچھا تیب الاشراف کہاں ہیں؟ جواب ملا گھر میں۔ ان کا گھر کہاں ہے؟ یہاں سے دور ہے۔ خیال کیا اب کیا کروں ذرا اور آگے ہوا تو ہائیں طرف دروازہ تھا جس میں لوگوں کی آمد و رفت تھی، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اسی کے اندر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ہے۔ میں دروازے کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑا ہو گیا اور آہستہ سے کہنے لگا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَا غَوْثِ الْاَعْظَمُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا الْعَبْدُ الْوَلِیُّ الصَّالِحُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَلِیُّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا قُطْبَ الْاَقْطَابِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ یَا سَیِّدِیْ اَنَا حَبِیْبُکُمْ جَنَّتْ فِیْ حَضْرَتِکُمْ لِیَزَارِکُمْ ابھی میں فارغ نہیں ہوا تھا کہ ٹیکسی والا پھر آدھکا۔ میں اس کے ساتھ اس خیال سے باہر آ رہا تھا کہ اس کی ٹیکسی میں بیٹھ کر وہاں چلوں جہاں کرنسی تبدیل ہوتی ہے لیکن جوں ہی میں نے ہائیں طرف دیکھا ایک صاحب نظر آئے جو کوٹ چٹلون پہنے ہوئے تھے، میں نے ان کے لباس اور شکل و صورت سے اندازہ کیا کہ یہ ہندوستانی ہیں یا پاکستانی۔ میں نے آگے بڑھ کر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَوْ عَلَیْکُمْ اَلسَّلَامُ

م۔ آپ پاکستانی ہیں؟

ج۔ میں ہندوستان کا رہنے والا ہوں، کیا بات ہے؟

م۔ میں پاکستان سے آیا ہوں۔ میرے پاس عراقی سکہ نہیں ہے اور ٹیکسی کا کرایہ دینا ہے۔

انہوں نے فوراً ٹیکسی والے کو کرایہ دے دیا اور ایک دینار اور اڑھائی سولس مجھے دے

کر کہا ممکن ہے آپ کو ضرورت پیش آجائے اور بغیر کچھ پوچھے چلے۔ میں نے کہا میں آپ کو

کہاں ملوں؟ انہوں نے اپنا تعارفی کارڈ دے دیا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور وہ چلے

گئے۔ (یہ تھے پروفیسر ڈاکٹر محمود علی صاحب جو کہ لکھنؤ کی طرف کے رہنے والے ہیں اور

ایک طویل عرصہ سے بغداد شریف میں آباد ہیں۔ چنانچہ وہ جمعہ شریف کو تشریف لائے

اور بنگلہ کی ان کے پیسے ادا کر دیئے گئے)۔ بعد ازیں ایک انسانی صاحب کے حجرے میں

سامان رکھا اور نماز ظہر کی تیاری میں لگ گئے، ابھی وضو کر رہے تھے کہ اذان شروع ہو گئی۔

اذان سن کر دل بہت خوش ہوا، عرب کے مخصوص لہجے میں مؤذن صاحب کی آواز فضا میں

گوںج رہی تھی، اذان کے بعد صلوٰۃ شروع ہوئی: الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ يَا سَيِّدَنَا

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ يَا حَبِیْبِنَا يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ الصَّلٰوۃُ

وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَ عَلٰی الْکَ وَاَصْحَابِکَ يَا حَبِیْمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ سن کر بے حد

دل خوش ہوا، وضو کے بعد مسجد میں آیا، سنتیں پڑھیں اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔

مسجد: حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مسجد نہایت خوبصورت اور عظیم الشان

ہے، پوری مسجد میں بہترین قالین بچھے ہوئے ہیں، مسجد کی لمبائی چوڑائی برابر اور گنبد ہے۔

لوگ ذوق و شوق سے پانچوں وقت نماز پڑھنے آتے ہیں۔ مسجد کے پچھلے بائیں کونے سے

دربار شریف کی طرف ایک دروازہ نکلتا ہے۔ اس دروازے سے گزریے تو آگے ایک ہال

کمرہ ہے جس کے دائیں طرف مزارِ انوار کا دروازہ اور بائیں طرف مسجد کے دالان کا

دروازہ ہے جس سے گزر کر لوگ باہر نکل جاتے ہیں۔

حاضری: جوں ہی مزار شریف کے دروازے پر پہنچے دل فرط عقیدت سے جھک گیا،

چوکھٹ کو بوسہ دیا اور اندر داخل ہو گیا، جھک کر قدموں کے مقام پر بوسہ دیا اور کہا: قَدْ مُكِّبَ عَلِيَّ عَنِّي وَ عَلِيٌّ رَأْسِي۔ پھر رخ انور کی جانب تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر دست بستہ کھڑا ہو گیا اور مختلف الفاظ و القاب کے ساتھ سلام عرض کرتا رہا پھر باادب دوزانو بیٹھ گیا، کچھ دیر بیٹھنے کے بعد فاتحہ خوانی کی اور ثواب ہدیہ کیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک صاحب جو کلید بردار ہیں اندر آئے اور اشارہ کیا کہ باہر آجائے، میں نے دعا کی اور باہر آ گیا۔ چنانچہ یہی معمول ہے کہ ہر نماز کے وقت حزار شریف اور مسجد کا دروازہ کھلتا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد بند کر دیا جاتا ہے۔

قلب الاقطاب، غوث العقلمین، شیخ الاسلام والمسلمین، محی الملتہ والدین، محبوب سبحانی، ابو محمد سید عبدالقادر الحسینی والحصینی البیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، کیونکہ آپ کی ذات اقدس کو عالم اسلام میں جو درجہ شہرت حاصل ہے وہ شاید ہی کسی ولی کو حاصل ہو۔ علماء و محدثین و فقہائے عارفین نے آپ کے حالات اور فضائل و کمالات میں سیکڑوں کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔ بلاشبہ آپ کے فضائل و مناقب، کمالات و کرامات بے شمار اور حد تو اترا کو پہنچ چکی ہیں۔ بہت سے اکابر اولیائے کرام نے آپ کی ولادت سے پہلے بطور پیش گوئی فرمایا تھا کہ عنقریب بغداد میں ایک شخص ظاہر ہوگا جس کا نام عبدالقادر ہوگا، وہ اپنے وقت کے تمام اولیاء کرام کا سردار ہوگا اور وہ کہے گا: قَدْ مِئِي هَذِهِ عَلِيٌّ رَقَبَةٌ مُكَلِّيٌ وَلِيٌّ لِلَّهِ۔ اور اس وقت کے تمام اولیاء اپنی گردنیں جھکا کر اس کے قدم کو سرائے گھس گئے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جس وقت آپ اللہ کے فضل و کرم سے مقام غوثیت و محیوبیت پر فائز ہوئے اور آپ نے بحکم رب العالمین فرمایا: قَدْ مِئِي هَذِهِ عَلِيٌّ رَقَبَةٌ مُكَلِّيٌ وَلِيٌّ لِلَّهِ۔ تو اس وقت کے تمام اولیاء اللہ جو حاضر و غائب، قریب و بعید تھے، سب نے سن کر اپنی گردنوں کو جھکا دیا اور آپ کے قدم کو سرائے گھسوں پر لیا اور اعتراف کیا۔

آپ کی ریاضت و عبادت اور مجاہدہ کا یہ حال تھا کہ آپ نے چالیس سال عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی اور پندرہ سال متواتر ہر روز عشاء اور فجر کے درمیان ایک ٹانگ پر

کھڑے ہو کر پورا قرآن ختم کیا۔ پچیس سال عراق کے صحراؤں میں رہ کر عبادت کی ہے۔ حضور سید الانبیاء والمرسلین ﷺ نے سات مرتبہ اور سید الاولیاء والسمکین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے چھ مرتبہ آپ کے منہ میں لعاب دہن ڈالا جس کی برکتوں سے آپ پر ظاہری و باطنی علوم کے صدا دروازے کھل گئے۔ حضرت خضر علیہ السلام اکثر آپ کی مجلس شریف میں تشریف لاتے اور مشائخ سے ملاقات فرماتے اور ان کو وصیت فرماتے کہ اگر کامیابی چاہتے ہو تو غوث الاعظم کی مجلس کو لازم پکڑ لو۔ آپ نے سیکڑوں کافروں کو مسلمان کیا اور ہزاروں مسلمانوں کو فسق و فجور اور گمراہی سے نکال کر تقویٰ و ہدایت سے مزین و سرفراز فرمایا۔ اس وقت بھی دنیائے اسلام میں لاکھوں آپ کے معتقدین اور محبین ہیں۔ آپ کے دربار میں مجھے گیارہ روز حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ**۔

مزار پُر انوار: حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی قبر انور کے اوپر سبز رنگ کا خلاف چڑھا ہوا ہے جس پر آیات قرآنی اور قصیدہ غوثیہ کے اشعار لکھے ہوئے ہیں۔ قبر انور کے چاروں طرف اور اوپر قبر نما چاندی کی مضبوط جالیاں ہیں جن کی لمبائی تقریباً چار گز اور چوڑائی اور اونچائی پونے تین گز ہے۔ جالیوں کے اوپر کی جانب اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ اور عربی کے اشعار لکھے ہوئے ہیں، اوپر گنبد کے اندر اور دیواروں پر نہایت شاندار شیشہ کا کام کیا ہوا ہے، نیچے قبر انور کے گرد زائرین کے لئے بہترین قالین بچھے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مقام دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمام اہل محبت و عقیدت کو دکھائے۔ آمین ثم آمین۔

بغداد: اس کے بعد کرنسی تبدیل کرانے شارع الرشید گیا۔ ایک ٹریولنگ چیک کے بدلے ایک دینار چینیٹھ (۶۵) فلس ملے (1:65)۔ فی الحال دس چیک تبدیل کروائے۔ واپسی پر پیدل چلتا ہوا آیا اور ایک ہوٹل سے کھانا کھایا۔ بغداد بڑا خوبصورت شہر ہے، عالی شان عمارتیں ہیں، بعض عمارتیں بالکل جدید فیشن کی ہیں، بعض چدرہ چدرہ میں میں منزل بلند ہیں، بازار صاف ستھرے ہیں، موٹر کاریں بے شمار ہیں، ٹریفک اس قدر زیادہ ہے کہ سڑک

پار کرنا دشوار ہے۔ اکثر باشندوں پر مغربیت غالب ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جن کی شکل و صورت اور لباس وغیرہ شریعت کے مطابق ہے۔ یہاں تک کہ اکثر مساجد کے ائمہ اور خطبہ داڑھی منڈے ہیں۔ ویسے خوش رُو اور خوش پوش ہیں، عورتیں سروں کے بال کٹواتی ہیں اور گھٹنوں تک فراک، پوری پنڈلیاں نگلی اور بعض عورتیں جرابیں پہنے ہوتی ہیں، کالے رنگ کے جبہ نما برقعے بغیر نقاب کے پہنتی ہیں۔ عام گنگو عربی ہے۔

جب واپس باب اشیح آئے تو عصر کی نماز ہو چکی تھی، اتفاق سے چند آدمی اور آگے انہوں نے بھی نماز پڑھنی تھی میں نے ان کو اشارہ کیا کہ آؤ مل کر پڑھ لیں۔ وہ آگے، چونکہ کسی کی داڑھی نہ تھی لہذا امامت کے فرائض مجھ ہی کو انجام دینے پڑے، نماز کے بعد میں انسانی صاحب کے حجرے میں چند منٹ بیٹھا رہا۔

امام صاحب کی داڑھی ندر د: اب مغرب کی اذان ہونے والی تھی نمازی جوق در جوق مسجد میں آنے شروع ہو گئے اور صفیں باندھ کر بیٹھ گئے اذان ہوئی، اذان کے فوراً بعد امام صاحب آئے، دیکھا تو حیرت ہوئی کیونکہ امام صاحب کی داڑھی بالکل نہ تھی، میں پہلی صف میں تھا کیا کرتا کھڑا رہا ان کے پیچھے نماز پڑھ لی مگر بعد میں اعادہ کر لیا۔ نہایت افسوس ہوا کہ اتنے بڑے مقدس اور روحانی مقام کی مسجد کے امام و مؤذن (جو اوتاف کی طرف سے مقرر ہیں) داڑھی منڈے ہیں۔ چنانچہ یہ امام صاحب جو مغرب و عشاء اور فجر کی نماز پڑھاتے ہیں، غالباً روزانہ داڑھی موٹتے ہیں، ویسے قرآن کریم بہت ہی اچھا پڑھتے ہیں۔ ہاں ایک امام صاحب جو ظہر اور عصر کی نماز پڑھاتے ہیں ان کی داڑھی حد شرع کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ ان ائمہ کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ شریعت مطہرہ کے مطابق عمل کرتے ہوئے داڑھیاں رکھیں اور دوسروں کے لئے نمونہ بنیں۔ آمین ثم آمین۔

مسئلہ: داڑھی رکھنا سنت مؤکدہ قریب بواجب ہے، اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، تمام صحابہ، ائمہ اہل بیت، تابعین، تبع تابعین، ائمہ، علماء، اولیاء کاملین، عارفین اور صالحین کی قولی و فعلی اور نہایت پسندیدہ سنت ہے اور منڈانا یا حد

شرعی سے کم کرنا گناہ کبیرہ، حرام، علانیہ فسق۔ بدعت سیدہ اور طریقہ نصالی و کفار ہے۔ شریعت مطہرہ میں واڑھی منڈانے یا حد شرع سے کم کرانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہے۔

نماز مغرب سے فارغ ہو کر دربار اقدس میں حاضری دی۔ سبحان اللہ! غوث اعظم کے دربار کی کیفیت کیا بیان کی جائے، جب حزار شریف کا دروازہ بند ہو گیا تو مسجد کے والان میں آکر بیٹھ گیا جو ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ عشاء کی اذان سے کچھ دیر پہلے مسجد کا دروازہ کھلا تو میں جا کر دوسری صف میں بیٹھ گیا، اذان ہوئی سنتیں پڑھیں وہی امام صاحب آئے، جماعت ہوئی اور نماز سے فارغ ہوئے۔

نقیب الاشراف: صاحب الفضلیہ حضرت محترم السید محمد ابراہیم سیف الدین صاحب الگیلانی نقیب الاشراف بڑے عالم و فاضل اور بڑے مہمان نواز ہیں اگرچہ آپ بہت بوڑھے اور ضعیف ہو گئے ہیں اور رہائشی مکان بھی دربار شریف سے بہت دور ہے مگر باوجود اس کے ہر روز اپنی موٹر پر تشریف لاتے ہیں اور عشاء کی نماز باجماعت ادا فرماتے ہیں، نماز کے بعد چند منٹ وظیفہ پڑھتے ہیں اور پھر دربار شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ حاضری کا انداز یہ ہے کہ داخل ہوتے ہی کہتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِي يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ رَضِيََ اللهُ تَعَالَى عَنْكَ۔ پھر قدموں کی طرف جھک کر بوسہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں قَدَمَكَ عَلَيَّ وَعَنِي وَعَلَى رَأْسِي يَا سَيِّدِي يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ۔ پھر چہرہ انور کی طرف آکر کھڑے ہو کر فاتحہ خوانی کرتے ہیں اور حضور سید المرسلین ﷺ و جمیع انبیائے کرام علیہم السلام اور صحابہ و اہل بیت و تابعین و ائمہ و جمیع اولیاء و صلحاء کا نام لے کر پھر حضرت غوث الاعظم، آپ کے والدین، اجداد، امہات اور اولاد کی ارواح کو ثواب ہدیہ کرتے ہیں اور پھر جالیوں کو تمام کراں انداز سے عاجزانہ دعا کرتے ہیں کہ سبحان اللہ! ایک عجیب وقت ہوتا ہے اور پھر حضرت غوث الاعظم سے عاجزانہ عرض کرتے ہیں کہ اے غوث اعظم! لوجہ اللہ تعالیٰ و المختار رسول اللہ ﷺ آپ بھی ہمارے لئے دعا فرمائیے۔ جس

وقت آپ حضرت نوٹ اعظم سے مخاطب ہوتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کچھ باتیں کر رہے ہیں اور بعض مرتبہ تو عجیب و غریب انداز اختیار فرما لیتے ہیں کہ حاضرین پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ آپ کی تمام دعائیں عموماً تمام مسلمانوں اور خصوصاً تمام قادریوں کے لئے ہوتی ہیں۔

اس کے بعد آپ حضرت نوٹ اعظم کے بیٹے حضرت سید عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کرتے ہیں جو احاطہ درگاہ شریف کے اندر ہی ہے۔

رہائشی انتظام: حضرت نقیب الاشراف جب اپنے مشاغل سے فارغ ہوئے تو میں نے سلام کے بعد مخدوم و محترم حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی قادری دامت برکاتہم العالیہ کا تعارفی خط پیش کیا جو انہوں نے اس عاجز کے متعلق حضرت نقیب الاشراف صاحب کو تحریر فرمایا تھا۔ نقیب الاشراف صاحب خط پڑھ کر بہت خوش ہوئے، فرمایا ہوٹل میں رہنا پسند کرو گے یا درگاہ شریف میں؟ میں نے عرض کیا درگاہ شریف میں، فوراً باہر نکلے اور خاص دیوان خانہ میں تشریف لے گئے۔ اتفاق سے وہاں صاحب الفضیلۃ السید یوسف الگیلانی جو صاحب الفضیلۃ السید عبدالقادر الگیلانی سفیر عراق کے بھائی ہیں تشریف فرما تھے ان سے ملے اور میرا ذکر کیا، انہوں نے بھی شفقت فرمائی اور اپنے بھائی کی خیریت پوچھی اور ایک کمرہ جو نہایت صاف ستھرا تھا اس کی چابی خادم دیوان خانہ سے لے کر میرے حوالے کی۔ کمرہ کے اندر لوہے کی چار پائی جس پر صاف ستھرا بستر تھا، کمرے میں بجلی لگی ہوئی تھی اور باہر بیت الخلاء اور وضو وغیرہ کی جگہ بھی تھی، نقیب الاشراف نے ایک خادم کو ایک طرف لے جا کر ایک دینار دیا اور فرمایا کہ اس کو دو وقت کا کھانا اور دو وقت کی چائے ناشتا وغیرہ لا کر دو۔ اس کے بعد نقیب الاشراف یہ فرما کر تشریف لے گئے کہ انشاء اللہ کل ملاقات ہوگی۔ میں نے سامان لا کر کمرہ میں رکھا اور رات کو سو رہا۔

کرامت: اس سفر سے تقریباً دو ماہ پہلے میں نے زرمبادلہ کے لئے درخواست دے دی اور تیاری وغیرہ شروع کر دی تھی لیکن باوجود کوشش کے میں کوئی رفیق سفر نہ بنا سکا۔ میں اور

مجھ سے زیادہ میرے گھر والے خصوصاً قبلہ والد صاحب مدظلہ، اتنے طویل سفر کے لئے میرا تنہا نکلنا شدت سے محسوس کر رہے تھے لیکن شوقی زیارات اس قدر غالب تھا کہ میں ہمیشہ گھر والوں کو یہ کہہ دیتا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ اور پھر اولیائے کرام محافظ ہیں۔ روادگی سے ایک مہینہ پہلے ایک چٹھی بغداد شریف سے میرے نام آئی۔ کھول کر پڑھی تو اس میں بڑے القاب و آداب کے بعد یہ لکھا ہوا تھا کہ میں تقریباً ایک سال سے بغداد میں رہائش پذیر ہوں اور یہاں ایک بہت بڑی فرم میں ملازم ہوں۔ اس سے پہلے میں کراچی میں ملازم تھا اور ہمیشہ جمعہ آپ کے پیچھے پڑھتا تھا اور کبھی کبھی رات کو بھی آپ کی تقریر سناتا تھا میرے دل میں آپ کی بے پناہ عقیدت و محبت ہے، آپ مجھے بہت یاد آتے رہتے ہیں خصوصاً جمعہ کے دن، کئی مرتبہ خط لکھنے کا خیال کیا مگر کامیابی نہ ہوئی، آج لکھ رہا ہوں اگر آپ بغداد شریف تشریف لائیں تو مجھے بہت خوش ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

چٹھی پڑھ کر میرے دل میں یقین پیدا ہو گیا کہ یہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے، میں نے چٹھی کا جواب لکھا اور اس میں اشارہ کیا کہ میں حضرت زیارت کے لئے حاضر ہو رہا ہوں، آپ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر دعا فرمائیں کہ مجھے حاضری کا شرف حاصل ہو۔ روادگی سے تین روز پہلے خط آیا کہ میں نے دعا کی ہے آپ ضرور آئیں اور آنے سے پہلے اطلاع ضرور دیں، چونکہ وقت تھوڑا تھا میں اطلاع نہ دے سکا۔

یہ چٹھی بیچنے والے محمد اسلم صاحب تھے جو علاقہ راولپنڈی کے رہنے والے ایف، اے پاس، خوبصورت، نیک سیرت اور باشرع نوجوان ہیں۔

دوسرے دن فجر کی اذان سے کچھ پہلے جب میں وضو کر کے مسجد میں پہنچا تو داخل ہوتے ہی ایک صاحب مسکراتے ہوئے میری طرف آئے اور آ کر فرمایا السلام علیکم! میں نے جواب دیا و علیکم السلام! انہوں نے کہا: میں اسلم ہوں۔ بہت خوب! ہم دونوں گلے ملے اور پھر وہیں بیٹھ کر چند منٹ باتیں کرتے رہے۔ میں نے کہا میرا آنا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟

وہ کہنے لگے مجھے میرے ایک دوست نے بتایا جو کل شام کے وقت آپ کو یہاں دیکھ کر گئے ہیں۔ میں نے ان سے آپ کا حلیہ پوچھا۔ ان کے بتانے پر مجھے یقین ہو گیا کہ آپ ہی ہیں۔ نماز فجر کے بعد دربار اقدس میں حاضری ہوئی اور پھر رہائش گاہ میں آکر تلاوت کلام پاک اور وظائف سے ابھی فارغ ہی ہوا تھا کہ خادم ناشتا لے آیا، ہم دونوں نے مل کر ناشتا کیا، یہ ملاقات ہم دونوں کے لئے بے حد مسرت کا باعث تھی۔ اسلم صاحب نے مجھ سے پوچھا یہاں کتنے دن قیام کا پروگرام ہے؟ میں نے کہا گیارہ روز کا! اچھا میں تھوڑی دیر کے بعد حاضر ہوتا ہوں یہ کہہ کر اسلم صاحب چلے گئے اور تقریباً دو گھنٹے کے بعد واپس آئے اور کہا اب کیا پروگرام ہے؟ میں نے کہا سب سے پہلے پاسپورٹ آفس جا کر پاسپورٹ پر دخول کی مہر لگوانی ہے اور اس کے بعد زیارات! بہت اچھا چلے! میں نے کہا آپ آفس نہیں جائیں گے؟ نہیں فی الحال میں پانچ روز کی رخصت لے آیا ہوں، میں نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ میری وجہ سے نہ تو آپ کا کوئی نقصان ہو اور نہ کوئی تکلیف! اس نے کہا نہیں نہیں۔ آپ یہ خیال ہی نہ فرمائیں، میرا کوئی نقصان نہیں ہوگا اور نہ مجھے کوئی تکلیف ہوگی، بلکہ مجھے بے حد خوشی و مسرت ہے کہ مجھے آپ کی خدمت کا موقع ملا ہے۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ خیر، ہم دونوں باہر آئے ٹیکسی لی اور پاسپورٹ آفس پہنچے، کافی محنت و مشقت کے بعد یہ مرحلہ طے ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلم صاحب ساتھ نہ ہوتے تو بہت دشواری ہوتی۔

اعظمیہ: پاسپورٹ آفس سے فارغ ہو کر امام الامامہ، سراج الامامہ، حضرت امام اعظم سیدنا نعمان بن ثابت الکوئی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ امام صاحب کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔

دنیا نے علم و فضل میں جو مقام آپ کو حاصل ہے وہ اہل علم پر اظہر من الشمس ہے۔ بڑے بڑے محدثین مثل امام بخاری و مسلم آپ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ محدثین، مفسرین، علماء فقہاء نے آپ کے مناقب و فضائل میں بڑی بڑی ضخیم کتابیں تصنیف فرمائی

ہیں، بلاشبہ آپ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ آپ 70 یا 80ھ میں پیدا ہوئے اور 150ھ میں انتقال فرمایا، آپ نے سات صحابہ کرام کو دیکھا اور بعض سے روایت بھی کی ہے لہذا بلاشبہ آپ تابعی ہیں اور آیت وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ اور حدیث شریف خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ (مسند الفردوس: 2857) کے شرف سے مشرف ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ افتد الناس تحہ میں نے ان کا مثل نہیں دیکھا (تاریخ بغداد، ص ۳۴۲/۱۳)، اور یہ عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین فی الحدیث ہیں۔ ان کی امامت و صداقت پر اجماع ہے، وہ اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ کی رائے مت کہو بلکہ تفسیر حدیث کہو۔ امام صاحب کی وفات کے بعد آپ کی قبر انور پر حاضر ہو کر کہا کہ: ابراہیم نخعی اور حماد بن سلیمان نے اپنے انتقال کے وقت اپنا خلیفہ چھوڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے، آپ نے اپنا خلف یعنی قائم مقام نہیں چھوڑا، یہ کہہ کر زار زار روتے رہے۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے کئی محدثین کا حال دریافت کر کے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال پوچھا، فرمایا: سبحان اللہ! سبحان اللہ میں نے ان کا مثل نہیں دیکھا۔

(الخیرات الحسان، ص ۷۳، مطبوعہ کراچی)

خود امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ جس کو فقہ کی معرفت منظور ہو وہ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو لازم پکڑے کیونکہ فقہ میں سب امام ابوحنیفہ کے عمال ہیں۔

(تاریخ بغداد، ص ۳۴۶/۱۳۔ الخیرات الحسان، ص ۱۳)

امام حسن بن زیاد ولوی فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک دریائے بے کنار تھے، ان کے علم کی اتہا ہمیں معلوم نہ ہو سکی۔

امام کبج کی مجلس میں ایک ایسی حدیث پیش ہوئی جس کا مضمون مشکل تھا، وہ کھڑے

ہو گئے اور شہنشاہی سانس بھر کر کہا اب ابوحنیفہ کہاں ہیں جن سے یہ اشکال حل ہوتا۔
 علی ابن ہاشم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوحنیفہ علم کے خزانہ تھے جو مسائل، اعلیٰ درجہ کے
 عالم پر سخت مشکل ہوں وہ ان پر آسان تھے۔

یزید بن ہارون سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے نزدیک امام مالک کی رائے بہتر ہے یا
 امام ابوحنیفہ کی؟ فرمایا امام مالک حدیث کی تحقیق خوب کرتے ہیں اور فقہ ابوحنیفہ اور ان
 کے اصحاب کا کام ہے گویا وہ اسی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

(الخیرات الحسان، ص ۷۷۔ عقود الجمان ص ۱۹۳)

امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ کی مخالفت ایسا شخص کر سکتا ہے جو
 ان سے قدر اور علم میں بڑھا ہوا ہو اور ایسا شخص کہاں ہے؟ (الخیرات الحسان، ص ۷۶)
 سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ کا مثل میری آنکھوں نے نہیں
 دیکھا۔ (تاریخ بغداد، ص ۳۳۶/۱۳۔ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت۔ الخیرات الحسان
 ص ۷۵)

حکیم بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ علم میں اپنے زمانہ کے علماء میں اہم تھے۔
 (الخیرات الحسان، ص ۷۸)

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کل فقہائے
 کوفہ سے افضل ہیں (☆)

دیکھئے کیسے کیسے جلیل القدر محدثین، امام اعظم کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، یہ بطور
 نمونہ ہیں۔ ورنہ امام صاحب کی عظمت و شان کے بیان کے لئے دفتروں کے دفتر درکار
 ہیں۔ آپ نے چھالیس سال متواتر عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی ہے۔ رمضان
 المبارک میں ساٹھ (۶۰) قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ ہر روز دو قرآن کریم ایک
 رات میں، ایک دن میں۔ (تاریخ بغداد، ص ۳۵۵/۱۳)

☆۔ محدثین کے اقوال ”چھوٹے لفظ“ جلد اولیٰ معتمد علامہ مولانا محمد انوار اللہ حیدر آبادی سے نقل کیے گئے ہیں۔

جس طرح آپ علم و فضل میں یگانہ تھے اسی طرح زہد و عبادت اور تقویٰ و ورع میں لامثنائی تھے۔ حضور سید عالم ﷺ کے روضہ انور پر حاضر ہوئے اور عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اِمَامَ الْمُؤْمِنِيْنَ جَوَابُ آيَا وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ يَا اِمَامَ الْمُؤْمِنِيْنَ!

دنیا بھر کے کروڑوں مسلمان، لاکھوں اولیاء، صلحاء آپ کے مقلد اور معتقد ہیں۔ بغداد شریف کے جس علاقہ میں آپ کا مزار شریف ہے وہ ”اعظمیہ“ کہلاتا ہے۔ مزار شریف نہایت عالی شان ہے، قبر انور کے ارد گرد چاندی کی جالیاں بنی ہوئی ہیں۔ ایک دروازہ مسجد کی طرف ہے اور دوسرا باہر کی طرف ہے۔ مسجد بڑی فراخ اور نہایت عالی شان ہے۔ روضہ انور اور مسجد مبارک کو جدید طرز کی تعمیر سے مزین کیا جا رہا ہے اور اس قدر شاندار کام ہو رہا ہے کہ مکمل ہونے پر یہ عمارت بہت عمدہ عمارت ہوگی۔ دیکھ کر دل بہت خوش ہوا، بنانے والوں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین، دو مرتبہ حاضری دی اور کافی دیر بیٹھ کر اجر و ثواب ہدیہ کرنے اور مستفیض ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

حضرت ابو بکر شبلی: سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار انور کے قریب قدیم قبرستان ہے جس میں صاحب علم و حال، عالم علوم ظاہری و باطنی، واقف رموز خفی و علی حضرت شیخ ذکاء بن سجاد ابو بکر شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار شریف ہے۔ آپ عبادت و ریاضات اور مجاہدات و مکاشفات میں بہت بلند مقام رکھنے والے ہیں۔ چونکہ آپ اس قسم کے اسرار و رموز بیان فرماتے جو لوگوں کی عقلوں سے بہت بلند و بالا ہوتے اس لئے لوگ آپ کو دیوانہ و پاگل کہا کرتے۔ چنانچہ ایک مدت تک پاگل خانے میں قید رہے، آپ فرماتے میں لوگوں کے نزدیک پاگل ہوں، اور لوگ میرے نزدیک پاگل۔ ایک مرتبہ پاگل خانے میں چند دوست ملنے کے لئے گئے فرمایا: تم کون ہو؟ کہا تمہارے دوست! آپ نے ان کو پتھر مارنے شروع کر دیے وہ سب بھاگ گئے۔ فرمایا: جھوٹے کہیں کے۔ میری دوستی کا دعویٰ اور میری بلا پر صبر نہیں کر سکتے۔ (رسالہ تشریح، ص ۳۸۳) ایک مرتبہ کسی نے آپ کو پتھر مارا جس سے آپ کا خون نکل آیا تو آپ کے خون کا ہر قطرہ زمین پر گرتے ہی نقش اسم

”اللہ“ میں جاتا تھا۔

فرماتے: ایک مدت سے آرزو ہے کہ حق تعالیٰ سے ایسی غلطی ہو کہ شبلی درمیان میں نہ ہو۔ فرماتے: دل دنیا و آخرت سے بہتر ہے کیونکہ دنیا محنت کا مقام، اور آخرت نعمت کا مقام اور دل معرفت کا مقام ہے۔ فرماتے: شکر یہ ہے کہ نعمت کو نہ دیکھو، منعم کو دیکھو! فرماتے: جب میں بازار میں جاتا ہوں، تو لوگوں کی پیشانیوں پر سعید و شقی لکھا ہوا دیکھتا ہوں۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص ۵۲۸ تا ۵۳۲)

حضرت ابو بکر بن مجاہد بہت بڑے محدث، فقیہ اور بزرگ ہوئے ہیں، ان کی مجلس میں علماء و فقہاء حاضر رہتے، ایک دن حضرت شبلی ان کی مجلس میں تشریف لے گئے تو وہ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور سینے سے لگایا اور پیشانی کو چوما۔ کسی نے کہا حضرت یہ تو دیوانہ ہے اور آپ نے اس کا اتنا احترام فرمایا۔ کہا: میں نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو اس کے ساتھ کرتے دیکھا ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کی مجلس لگی ہوئی ہے اور یہ شبلی آئے تو رسول اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی کو چوما۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ شبلی پر اتنی شفقت و مہربانی کس وجہ سے ہے؟ فرمایا یہ ہر نماز کے بعد پڑھتا ہے:

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۰۱﴾ فَإِن تَوَلَّوْا فَعَلَّ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ إِلَآ إِلَٰهُهُمُ الَّذِي صَوَّرَكُمْ لَمْ يَكُن لَّكُمْ شَيْءٌ مِّنْ عِلْمِهِ إِذْ هُوَ صَاغِرٌ إِلَىٰ عَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۱۰۲﴾ اور اس کے بعد تین مرتبہ کہتا ہے۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ (جلاء الافہام ص 258)

آپ نے 334ھ ماہ ذی الحج میں ہجرت (77) برس وقات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاظمیہ: اعظمیہ سے کچھ فاصلے پر کاظمیہ یا کاظمین شریفین ہے، یہاں امام الائمہ ابو الحسن سیدنا حضرت امام موسیٰ اکاظم رضی اللہ عنہ بن امام جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن امام حسین بن امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہم اور آپ کے پوتے سیدنا ابو جعفر

حضرت محمد الجواد رضی اللہ عنہ کے مزارات مبارکہ ہیں۔ ان دونوں اماموں کے متعلق اتنا ہی لکھ دینا کافی ہے کہ یہ دونوں گلشن زہرا کے پھول اور جگر گوشہ رسول مقبول (ﷺ) ہیں۔ راستے میں دریائے دجلہ آتا ہے۔ امامین کریمین کے مزارات کے سنہری گنبد دور دور سے نظر آتے ہیں۔ جب حاضر ہوئے، شیعہ مزورین نے ہم کو گھیر لیا۔ بڑی مشکل سے یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ آپ کی ہمیں ضرورت نہیں ہے، ہم خود سلام پیش کریں گے۔ اب وہ بہت بری طرح ہم کو دیکھ رہے تھے بلکہ آہستہ آہستہ عربی میں برا بھلا بھی کہہ رہے تھے لیکن ہم نے ان کی طرف خیال بھی نہ کیا اور سراپا ادب و نیاز بن کر حاضر ہوئے اور رخ انور کے سامنے کھڑے ہو کر مختلف القاب والفاظ کے ساتھ سلام پیش کیا اور دو زانو بیٹھ گئے اور فاتحہ خوانی کی۔

سیدنا امام موسیٰ کاظم ابن سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہما: آپ کی ذات والاصفات بھی محتاج تعارف نہیں۔ آپ اہل بیت کرام میں سے بڑی عظمت و شان والے امام ہیں۔ آپ 128 ھ میں پیدا ہوئے 182 ھ میں انتقال فرمایا، آپ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں، آپ اپنے عہد میں بہت بڑے عابد و زاہد، عالم و فاضل، سب سے زیادہ سخی اور کریم تھے۔

ایک مرتبہ آپ اول شب مسجد نبوی شریف میں داخل ہوئے اور سجدے میں عرض کرنے لگے۔ عَظِيمِ الذَّنْبِ عِنْدِي فَلْيُحَسِّنِ الْعَفْوُ مِنِّي عِنْدِكَ، يَا اَهْلَ التَّقْوَى وَيَا اَهْلَ الْمَغْفُورَةِ (میرے پاس بڑے گناہ ہیں تو بھلائی کے ساتھ معافی تیرے پاس ہے۔ اے تقویٰ و مغفرت کے مالک۔ مہربانی کرتے ہوئے معاف فرمادے) یہی کہتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ (تاریخ بغداد، ص 29/13)

آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ فقراء اہل مدینہ کے گھروں میں درہم و درہم بھیجتے رہتے مگر ان کو معلوم تک نہ ہونے دیتے کہ کہاں سے آتا ہے۔ یہ راز آپ کی وفات کے بعد ان پر عیاں ہوا۔

خليفة ہارون رشید نے آپ سے پوچھا کہ آپ اپنے آپ کو جناب رسول اللہ ﷺ کی اولاد کہلاتے ہیں حالانکہ آپ تو حضرت علی مرتضیٰ کی اولاد ہیں؟

آپ نے آیہ کریمہ **وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ قَاوُودٌ وَسُلَيْمٰنُ وَأَيُّوبُ وَيُوسُفُ وَمُوسٰى وَ هٰرُونَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُعْسِرِيْنَ** ﴿۱۰۱﴾ **وَ لَا كُفْرِيَا وَيٰحٰجِي وَيٰعِيسٰى وَ الْيٰسَاسُ ؕ كُلٌّ مِّنَ الْعٰمِلِيْنَ** ﴿۱۰۲﴾ (الانعام) تک پڑھ کر فرمایا کہ اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں شمار کیا ہے حالانکہ ان کا باپ نہیں تھا۔ پھر دوسری آیت **فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ آبَاءَنَا وَ نَدْعُ نَا وَ آبَاءَكُمْ** (آل عمران: ۶۱) پڑھی اور فرمایا کہ جناب رسول اکرم ﷺ سہلہ میں نصاریٰ کے مقابلے میں سوائے حضرت علی وقاطمہ و حسین رضی اللہ عنہم کے کسی کو نہیں لے کر گئے لہذا حضرات حسین آپ کے اہلہ و عترت تھے۔ یہ سن کر ہارون رشید خاموش ہو گیا۔ (فضول الہبہ، صواعق محرقہ ص 201، مطبوعہ مصر 1375ھ۔ نور الابصار، ص 164، مطبوعہ مصر 1376ھ)

علمائے اسلام نے آپ کی کرامات کا ذکر بھی کیا ہے۔ آپ صاحب کرامات بھی تھے۔ مدینہ منورہ سے آپ کے بغداد آنے کا سبب یہ ہوا کہ ایک روز آپ خانہ کعبہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ہارون رشید آیا اور کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ خلیفہ بیعت لیتے ہیں؟ فرمایا میں دلوں کا امام ہوں اور تو جسموں کا امام ہے۔ جس روز دلوں کا امام اور جسموں کا امام دونوں مل کر رسول اللہ ﷺ کے رو بہ و کمرے ہوں گے رشید عرض کرے گا: **اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا بَنَی عَمِّی** اور کاظم عرض کرے گا: **اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَبْتِی** اس پر رشید نے آپ کو گرفتار کیا اور بغداد لاکر قید میں رکھا، یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(تاریخ بغداد، ص 32/13۔ صواعق محرقہ ص 202)

سیدنا امام محمد الجواد: امام محمد الجواد بن علی الرضا بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہم۔ آپ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں اور بارہ اماموں میں سے نویں امام ہیں۔ آپ کی کنیت ابو جعفر اور لقب تقی ہے، آپ بڑے سخی اور بڑے علم و فضل والے تھے۔ ابھی آپ کی عمر

صرف نو برس کی تھی، ایک دن آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ مامون رشید کی سواری آئی۔ سب لڑکے بوجہ بہت بھاگ گئے مگر آپ نہ بھاگے اور وہیں کھڑے رہے، مامون نے قریب آ کر پوچھا اے لڑکے! تو کیوں نہیں بھاگا؟ فرمایا امیر المؤمنین رستہ ٹھگ نہیں تھا جو میرے جانے سے کشادہ ہوتا۔ دوسرا میں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا کہ آپ کے خوف سے بھاگتا۔ تیسرا آپ کی نسبت میرا گمان بھی نیک تھا کہ بغیر جرم کے آپ کسی کو کچھ نہیں کہتے! مامون اس کلام اور آپ کے حسن و جمال سے بہت متاثر ہوا، پوچھا تمہارا اور تمہارے باپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا محمد بن علی الرضا، مامون کے دل میں آپ کی محبت و عظمت پیدا ہو گئی۔ اس وقت وہ اپنے ساتھ چند باز لائے ہوئے شکار کو جا رہا تھا، آبادی سے دور جا کر اس نے ایک باز کو ایک تیر پر چھوڑا، وہ غائب ہو گیا، تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا تو اس کی چوچ میں ایک چھوٹی سی مچھلی تھی، مامون متعجب ہوا اور واپس آیا، امام صاحب اسی طرح بچوں کے ساتھ بدستور کھیل رہے تھے، مامون کی سواری دیکھ کر بچے پھر بھاگ گئے، لیکن آپ بدستور کھڑے رہے، مامون نے قریب آ کر پوچھا محمد! میرے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟ فرمایا امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے دریائے قدرت میں ایک چھوٹی سی مچھلی پیدا فرمائی جس کو بادشاہوں اور خلیفوں کے باز شکار کرتے ہیں اور اہل بیت مصطفیٰ علیہ السلام والثناء کے فرزند اس کی خبر دیتے ہیں۔ مامون نے کہا بلاشبہ آپ امام علی رضا کے فرزند ہیں اور آپ کو اپنے ساتھ لے گیا اور نہایت مکرم سے پیش آیا۔ (نور الابصار، ص 177)

چنانچہ جوں جوں اس پر امام صاحب کے علم و فضل کی حقیقت کھلی گئی، وہ آپ کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرتا گیا، آخر اس نے اپنی بیٹی ام الفضل کا نکاح آپ سے کرنے کا قصد کر لیا، بنی عباس اس خوف سے مانع ہوئے کہ مامون ان کو ان کے باپ کی طرح کہیں اپنا ولی عہد نہ بنا دے۔ مامون نے عباسیوں سے کہا کہ میں نے اس صغرنی کے عالم میں ان کو علم و فضل اور حلم میں ممتاز ہونے کی وجہ سے منتخب کیا ہے۔ (نور الابصار، ص 177)

چنانچہ بنی عباس ان کے اوصاف کے معاملے میں بحث کرنے لگے آخر انہوں نے

ایک جید عالم اور بے نظیر مناظر یحییٰ بن ائثم کو امام صاحب سے علمی گفتگو کرنے کے لئے مقرر کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ امام صاحب ابھی بچے ہیں اور ایک جید عالم کے سامنے وہ کیا بات کریں گے اور اس طرح مامون کے دل سے امام صاحب کی عظمت زائل ہو جائے گی۔ چنانچہ بہترین مسند بچھ گئی، اراکین دولت اور اہل علم و فضل جمع ہوئے۔ امام صاحب تشریف لائے، یحییٰ بن ائثم نے آپ سے چند سوالات کئے آپ نے ہر سوال کا احسن و مدلل جواب دیا۔ مامون نے امام صاحب سے کہا کہ آپ نے یحییٰ کے ہر سوال کا جواب دیا ہے، آپ بھی ان سے کوئی سوال کریں، امام صاحب نے یحییٰ سے کہا آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ صبح کے وقت ایک مرد نے ایک عورت کی طرف دیکھا، اس وقت وہ اس پر حرام تھی، طلوع آفتاب کے وقت وہ اس پر حلال ہو گئی۔ ظہر کے وقت پھر اس پر حرام ہو گئی، عصر کے وقت پھر حلال ہو گئی، مغرب کے وقت پھر حرام ہو گئی، عشاء کے وقت پھر حلال آدھی رات کو پھر حرام اور فجر کو پھر حلال ہو گئی؟

یحییٰ سن کر حیران ہوئے اور کہا میں اس مسئلہ کو نہیں جانتا! امام صاحب نے فرمایا صبح کے وقت ایک اجنبی نے ایک کنیز کی طرف دیکھا اس وقت وہ اس پر حرام تھی، طلوع آفتاب کے وقت اس نے اس کو خرید لیا، وہ اس پر حلال ہو گئی۔ ظہر کے وقت اس نے اس کو آزاد کر دیا تو وہ اس پر حرام ہو گئی، عصر کے وقت اس نے اس سے نکاح کر لیا پھر وہ حلال ہو گئی، مغرب کے وقت اس نے ظہار کیا، پھر حرام ہو گئی، عشاء کے وقت کفارہ دیا، پھر حلال ہو گئی۔ آدھی رات کو رجسی طلاق دے دی، پھر حرام ہو گئی اور فجر کو اس سے رجوع کر لیا پھر حلال ہو گئی۔

یہ سن کر سب لوگ حیران تھے اور مامون، بنی عباس کی طرف دیکھ کر کہہ رہا تھا کہ دیکھ لیا تم نے؟ (نور الابصار، ص 178)

پھر اس نے اسی مجلس میں اپنی بی بی ام الفضل کا نکاح آپ سے کر دیا۔ آپ ام الفضل کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ آ گئے، کچھ عرصہ کے بعد ام الفضل نے اپنے باپ مامون کے پاس آپ کی شکایت لکھی کہ آپ کنیزوں کے ساتھ خللا مارکتے ہیں، مامون نے جواب میں

کہلا بھیجا کہ ہم نے تیرا کاح ان سے اس لئے نہیں کیا کہ تو ان پر اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرے، ایسی بات آئندہ ہرگز نہ کرنا۔

(الصواعق المحرقة ص 204۔ نور الابصار ص 178)

آپ کی ولادت 195ھ میں ہوئی اور وفات 220ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار شریف آپ کے دادا حضرت امام موسیٰ الکاظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی پشت انور کی طرف کاظمیہ میں ہے۔

مزارات: امامین کریمین کے مزارات بے حد خوبصورت ہیں۔ قبوں، دروازوں اور دیواروں پر سونے کے پترے چڑھے ہوئے ہیں۔ دیواروں پر نہایت شاندار شیشہ کا کام کیا ہوا ہے کہ جگمگ جگمگ ہو رہی ہے اور خاص قبروں پر اس قسم کی مینا کاری کی ہوئی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ ہر وقت زائرین مردوں اور عورتوں کی بھیڑ رات ہی ہے، عورتیں بہت روتی اور چلاتی ہیں، سکون نہیں ہے۔ جابجا امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مصنوعی تصاویر لگی ہیں (معاذ اللہ)۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: قَبْرُ مُوسَى الْكَاطِمِ تَرْيَاقٌ مُعْرَبٌ لِإِجَابَةِ الْمُتَعَاوِ (حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم کا مزار شریف دعا کی مقبولیت کے لئے تریاق کی طرح آزمودہ ہے) (حاشیہ مشکوٰۃ ص 154، مطبوعہ مطبع قیومی، کان پور۔ 1348ھ)

کاظمیہ ہی میں فقہ حنفی کے مشہور امام قاضی امام حضرت ابو یوسف شیخ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف بھی ہے۔ مزار شریف کے ساتھ ایک چھوٹی سی عمدہ مسجد ہے۔ احناف میں امام قاضی ابو یوسف کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد اور تاریخ میں وہ پہلے شخص ہیں جنہیں قاضی القضاة کا لقب دیا گیا۔ 182ھ میں وفات پائی۔

کاظمیہ سے واپس آ کر باب الشیخ مسجد حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ میں ظہر کی نماز ادا کی اور کھانا کھا کر تھوڑی دیر آرام کیا۔

مقبرة الغزالی: عصر کی نماز کے بعد حجۃ الاسلام حضرت امام محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ

علیہ کے مزار شریف کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ کا مزار شریف باب اشیح کے قریب ہی ایک پرانے قبرستان میں جو مقبرۃ الغزالی کے نام سے مشہور ہے، واقع ہے۔ قبرستان کے ایک کونے میں ایک چھوٹا اور سادہ سا شگفتہ قبہ ہے جس میں آپ کی قبر انور ہے۔ نہ معلوم اتنے بڑے امام کے مزار کی طرف کیوں توجہ نہیں دی گئی، (شاید یہ وجہ ہو کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل مزار شریف ”طوس“ میں بتایا جاتا ہے۔) ہم نے سلام کے بعد فاتحہ خوانی کی اور کچھ دیر بیٹھے رہے، مغرب کی نماز واپس باب اشیح آ کر جماعت کے ساتھ ادا کی، نماز کے بعد دربار اقدس میں حاضر دی اور اپنے کمرہ میں آ گئے۔ اسلم صاحب یہ کہہ کر چلے گئے کہ میں صبح آؤں گا، تھوڑی دیر کے بعد عشاء کی اذان ہوئی، مسجد میں آ کر نماز ادا کی اور نقیب الاشراف کے ساتھ دربار اقدس میں حاضر دی۔ فراغت کے بعد انہوں نے فرمایا کوئی تکلیف تو نہیں؟ میں نے عرض کیا جی نہیں! کسی چیز کی ضرورت؟ جی نہیں؟ بس نظر کرم کی ضرورت ہے۔ نقیب الاشراف نے خادم دیوان خانہ کو ایک دینار اور دے دیا کہ مولانا صاحب کی خدمت کرو اور تشریف لے گئے۔ خادم میرے پاس آیا جی کھانا لاؤں.....؟ میں نے کہا بہت تھوڑا سا! اور یہ لو ایک دینار آج کے سارے پیسے اس میں سے لو اور بقیہ کل خرچ کرو۔ خادم نے کہا نقیب الاشراف نے ایک دینار کل دیا تھا اور ایک دینار اب دے گئے ہیں۔ خیر وہ تھوڑا سا کھانا لایا کھانا کھا کر میں لیٹ گیا اور کتاب پڑھتے پڑھتے سو گیا، صبح اٹھے نماز و زیارت اور اذکار وغیرہ سے فراغت پائی، اسلم صاحب آپکے تھے، ناشتا کیا، جناب سید سالم الگیلانی کلید بردار کے ہاں برائے ملاقات حاضر ہوئے۔ ان کا مکان درگاہ شریف کے قریب ہے، بڑی محبت و شفقت سے ملے، تقریباً ایک گھنٹے تک پاکستان کے حالات پر گفتگو ہوتی رہی پھر نماز جمعہ کی تیاری میں لگ گئے غسل وغیرہ کیا اور لباس تبدیل کیا اور مسجد میں پہنچے لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ مسجد میں جگہ نہیں تھی حالانکہ ابھی نماز کو دو گھنٹے رہتے تھے۔ خیر ہمت کی اور اندر پہنچا تو جگہ مل ہی گئی۔ ابھی بیٹھے ہی تھے کہ قرآن پاک کی تلاوت شروع ہو گئی۔ خوش الحان قاری صاحبان نے عرب کے مخصوص لہجہ میں قرآن

کریم کے مختلف رکوع پڑھے اور سامعین مستفیض ہو رہے تھے۔ سیدنا غوث اعظم کی مسجد، جمعہ کا دن، تلاوت کلام پاک، بہترین قاری، ذوق و شوق والے سامعین، عجیب سا تھا۔ سبحان اللہ۔

اچانک اذان شروع ہو گئی، اذان کے بعد سنتیں پڑھی گئیں اور خطیب صاحب جو محکمہ اوقاف کی طرف سے مقرر ہیں تشریف لائے اور ممبر پر رونق افروز ہوئے اور عربی میں مختصر سی تقریر کی اور خطبہ پڑھا اور پھر انہوں نے نبی جماعت کرائی۔ داڑھی ان کی بھی شرعی حد سے بہت کم، نصف انچ ہوگی۔ نماز جمعہ سے فارغ ہو کر دربار اقدس میں حاضری دی اور آ کر کھانا کھایا، کھانے کے بعد الکسرخ روانہ ہو گئے۔

الکسرخ: یہاں سید العارفین حجتہ الکاملین حضرت معروف بن فیروز الکرنجی رضی اللہ عنہ کا مزار مقدس ہے، آپ اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں۔ آپ کے والدین عیسائی تھے، انہوں نے آپ کو مکتب میں معلم کے پاس بھیجا، معلم نے کہا: کہو خدا تین میں کا ایک ہے، فرمایا: نہیں، وہ ایک ہے۔ ہر چند معلم نے سمجھایا اور کوشش کی کہ آپ اس کے کہنے کے مطابق کہیں مگر آپ نے یہ کلمہ کفر نہ کہا بلکہ یہی کہتے رہے کہ خدا ایک ہے۔ ایک بار معلم نے مارا تو وہاں سے بھاگ آئے اور حضرت امام علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے اور وہیں رہنے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ نے اپنے خاندان کے بہت سے لوگوں کو مسلمان کر لیا۔ (الرسالۃ القشیریہ، ص 26۔ مطبوعہ بیروت) آپ حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ و خلیفہ ہیں اور حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا پیر ہیں۔ حضرت سزئی سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی وفات کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا کہ عرش کے نیچے بے ہوش پڑے ہیں، میں حیران ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی یہ ”معروف“ ہیں جو ہماری محبت میں از خود رفته ہو گئے ہیں اور بغیر ہمارے دیدار کے ہوش میں نہ آئیں گے اور بغیر ہماری ملاقات کے چھین نہ پائیں گے۔ (رسالہ قشیریہ، ص 27)

آپ نے 200ھ میں انتقال فرمایا۔ علامہ زرقانی نے لکھا ہے کہ: والمدعاء عند قبره ببغداد معجوب المجاہدہ (ص 6/317)۔ بغداد میں ان کی قبر کے پاس دعا کا قبول ہونا آزمودہ ہے۔ (طبقات الصوفیہ، ص 38)

بغداد کے جس علاقے میں آپ کا مزار مبارک ہے وہ ”انکرخ“ کہلاتا ہے، انکرخ میں شیخ معروف اسریت میں آپ کا مزار مبارک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ داخل ہوتے ہی شاندار مسجد آتی ہے، مسجد کے بائیں طرف مزار شریف کا دروازہ ہے، نیچے ایک تہ خانہ سا ہے، جس میں ایک کنواں ہے اور اس کا پانی کھاری ہے۔ مزار شریف پر سلام کے بعد چند منٹ سکون و توجہ کے ساتھ بیٹھے اور اس کے بعد فاتحہ خوانی کی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ آپ کے مزار شریف کے قریب ہی صاحب تفسیر روح المعانی، حضرت علامہ سید محمد آلوسی مدفون ہیں۔

زبیدہ خاتون: حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کے ساتھ ہی قبرستان ہے، قبرستان کے ایک کونے میں ریلوے سٹیشن کے قریب ملکہ زبیدہ کا مزار ہے۔ یہ خاتون، خلیفہ ہارون رشید کی بیوی، بڑی عقلمند اور فیاض تھی، اس کا بہترین کارنامہ نہر زبیدہ ہے، جو اس نے وادی فاطمہ سے (جو مکہ مکرمہ سے تقریباً اسی میل کے فاصلہ پر ہے)، نکال کر مکہ مکرمہ تک پہنچائی۔ سینکڑوں برس سے مکہ مکرمہ کے باشندے اور ہر سال لاکھوں حاجی اس کا پانی پیتے ہیں۔ بلاشبہ یہ بہت بڑا کارنامہ ہے جو ہمیشہ اس کا نام روشن رکھے گا۔ مزار کا گنبد بہت اونچا اور شاندار بنا ہوا ہے، لیکن اندر جا کر بہت آنسوؤں ہوا کیونکہ صفائی وغیرہ کا بالکل کوئی انتظام نہ تھا، ہم نے فاتحہ خوانی کی اور وہاں سے چلے۔ ہمیں بتایا گیا کہ مقبرہ ملکہ زبیدہ کے قریب ہی حضرت حبیب راہی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بھی ہے۔

حضرت سرری سقطلی رضی اللہ عنہ: یہاں سے کچھ فاصلے پر آفتاب ولایت، ماہتاب طریقت ابوالحسن حضرت سرری بن المغلس سقطلی رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ہے۔ آپ حضرت معروف کرخی کے مرید اور حضرت جنید کے استاد، پیر و مرشد اور ماسوں ہیں۔

حضرت سیدنا غوث اعظم کے مشائخ سلسلہ میں سے ہیں۔ آپ زہد و عبادت، تقویٰ و پرہیز گاری اور علم و عمل میں بہت بلند مقام رکھنے والے ہیں، صاحب کمالات و کرامات ہیں۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ: گناہ کا ترک تین قسم کا ہے۔ ایک دوزخ کے خوف سے، دوسرے بہشت کی رغبت سے، تیسرے خدا تعالیٰ کی شرم سے فرمایا: بندہ اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک دین کو اپنی خواہش پر ترجیح نہ دے۔

فرمایا: اے جوانو! جوانی میں عبادت کر لو ورنہ ممکن ہے کہ بڑھاپا آجائے اور ضعفی کی وجہ سے نہ کر سکو جس طرح کہ اب میں نہیں کر سکتا۔ حضرت جنید فرماتے ہیں کہ جس وقت آپ نے یہ فرمایا تھا اس وقت بھی کوئی جوان آپ کی سی عبادت نہ کر سکتا تھا۔

(رسالہ قشیریہ، ص 28۔ صفحہ المصنوعہ، ص 246/1)

ایک مرتبہ آپ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا حضرت! یہ کیا شور ہے جو آپ نے جہان میں برپا کر رکھا ہے، جب آپ کو حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ سے کامل محبت ہے تو پھر حضرت یوسف کا ذکر و محبت چھوڑیے؟ اسی وقت آپ کو ندا آئی کہ اے سری سقطی دل کو سنبھالو! اور حضرت یوسف علیہ السلام آپ کو دکھائے گئے آپ نے ایک نعرہ مارا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے، تیرہ دن بے ہوش پڑے رہے جب ہوش میں آئے تو ایک ندا سنی کہ جو شخص ہماری درگاہ کے عاشقوں کو ملامت کرے اس کی یہی سزا ہے۔

(257ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (تذکرۃ الاولیاء، ص 256)

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی شمس العارفین، سراج السالکین، معتزائے اہل طریقت و شریعت، سید الطائفہ ابو الحسن حضرت ابو القاسم جنید بن محمد رضی اللہ عنہ کا حزر شریف ہے۔ اولیائے کہا میں آپ کو ایک ممتاز حیثیت حاصل ہے۔ علم و فضل زہد و تقویٰ کے ساتھ ساتھ آپ بہت بڑے فقیہ بھی تھے، شافعی مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ حضرت سری سقطی آپ کے پیرومرشد ہونے کے باوجود مقرر تھے کہ جنید کا مقام ولایت ان سے بہت بلند ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص 318)

آپ مادر زاد ولی اللہ تھے۔ ابھی آپ کی عمر شریف سات برس کی تھی کہ حضرت سری سقطلی آپ کو اپنے ہمراہ حج کو لے گئے۔ حرم شریف میں چار سو بڑے بڑے مشائخ میں مسئلہ شکر کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ ہر ایک نے اپنا اپنا قول بیان کیا۔ حضرت سری سقطلی نے آپ سے فرمایا: جنید تم بھی کچھ کہو۔ آپ تھوڑی دیر سر جھکائے رہے پھر فرمایا شکر یہ ہے کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اس سے خدا تعالیٰ کی نافرمانی نہ کی جائے، اور نعمت کو سرمایہ معصیت نہ بنایا جائے۔ تمام مشائخ نے فرمایا: اَخْسَنْتَ يَا قُرَّةَ اَعْيُنِ الصِّدِّيقَيْنِ۔ (بہت اچھا کہا آپ نے، اے صدیقیوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک)۔

(الکواکب الدرر، ص 574/1۔ طبقات الصوفیہ، ص 201۔ تذکرۃ الاولیاء، ص 319)

آپ کا ارشاد ہے کہ: راہ سلوک کے مسافر کو چاہیے کہ دائیں ہاتھ میں کتاب اللہ اور بائیں ہاتھ میں سنت رسول ﷺ لے اور ان دونوں شمعوں کی روشنی میں چلے تاکہ شک و شبہ اور بدعت کے گڑھے میں نہ گرے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص 321)

ایک صاحب جو گیلان کے رہنے والے تھے اور حج کے ارادہ سے گھر سے نکلے ہوئے تھے، سفر کرتے ہوئے بغداد آئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا: کہاں کے رہنے والے ہو اور کس کی اولاد ہو؟ کہا گیلان کا رہنے والا ہوں اور امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے ہوں! فرمایا تمہارے دادا امیر المؤمنین دو تلواریں چلایا کرتے تھے، ایک کفار پر دوسری نفس پر، تم کون سی تلوار چلاتے ہو؟ بس یہ سنتے ہی ان پر گرہ یہ دو جڈ طاری ہوا، وہ زمین پر لوٹنے لگے اور لوٹتے ہوئے کہتے تھے، بس میرا حج بیہوش ہے، مجھے خدا کی راہ بتا دیجئے۔ فرمایا: تمہارا یہ سینہ خاص حرم خدا ہے، جہاں تک ہو سکے اس کے حرم خاص میں کسی نامحرم کو جگہ نہ دو! (تذکرۃ الاولیاء، ص 334)

آپ وعظ نہیں فرمایا کرتے تھے، حالانکہ مریدین کا بہت اصرار تھا اور آپ کے پیرو مرشد حضرت سری سقطلی اور دیگر مشائخ بغداد بھی کئی مرتبہ آپ کو کہہ چکے تھے، لیکن آپ یہ فرمادیتے کہ شیخ کے ہوتے ہوئے بیان کرنا خلاف ادب ہے۔ ایک رات خواب میں حضور

سید عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے، حضور ﷺ نے فرمایا: جنید بیان کیا کرو! صبح اٹھ کر اپنے پیرو مرشد کی طرف چلے تاکہ ان کو خیر کریں۔ جب وہاں پہنچے تو ان کو دروازے میں کھڑا پایا، جا کر سلام کیا۔ حضرت سری سقطنی نے فرمایا: جنید تم نے مریدوں مشائخ بغداد اور میرے کہنے سے تو وعظ نہیں کیا، اب رسول اللہ ﷺ کے فرمانے پر بھی وعظ نہیں کرو گے؟ عرض کیا، کیا آپ کو معلوم ہو گیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے؟ فرمایا: ہاں مجھے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اپنے رسول کو بھیجا ہے کہ وہ جنید کو حکم دیں۔

(رسالہ قشیریہ، ص 274۔ تذکرۃ الاولیاء، ص 322)

آپ کا ارشاد ہے کہ جس کا علم یقین تک اور یقین خوف تک اور خوف عمل تک اور عمل ورع تک اور ورع اخلاص تک اور اخلاص مشاہدہ تک نہیں پہنچا وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص 336۔ الکوآب الدرریہ، ص 1/581)

ایک روز آپ بیان فرما رہے تھے کہ ایک آتش پرست نے مسلمانوں کے لباس میں آ کر کہا: اے شیخ! رسول اللہ ﷺ کا قول ہے: ”اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ كَمَا تَنْظُرُ الْمَوْتَمِرَةُ بِنُورِ النَّارِ“ (ترمذی: 3127) فرمایا توں یہی ہے لیکن تو زنا توڑ کر مسلمان ہو جا کیونکہ اب تیرے مسلمان ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

(رسالہ قشیریہ، ص 275۔ تذکرۃ الاولیاء، ص 323۔ الکوآب الدرریہ، ص 1/582)

ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں اور حضرت جنید بھی حاضر ہیں، ایک شخص فتویٰ لایا، حضور اکرم ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ جنید کو دو تاکہ جواب دیں۔ جنید نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ ﷺ جب آپ تشریف فرما ہیں تو پھر جنید کیا ہے؟ فرمایا: انبیاء کو جس قدر اپنی تمام امت پر فخر ہو گا مجھے جنید پر ہے۔

(وفیات الاعیان، ص 1/374، تذکرۃ الاولیاء، ص 325)

شیخ الاسلام حریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جنید (م 297ھ) کو

ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا رحمت کی اور بخش دیا! اور سوائے ان چند رکعتوں کے جو آدھی رات کے وقت پڑھا کرتا تھا کسی چیز سے فائدہ نہ ہوا۔ (تاریخ بغداد، ص 256/7 - تذکرۃ الاولیاء، ص 347۔
الکواکب الدریدہ، ص 584/1 - صفحۃ الصفوۃ، ص 275) آپ اور آپ کے پیرو مشدیہ دونوں آفتاب و ماہتاب ایک ہی جگہ آرام فرما ہیں۔ قبرستان میں ایک مکان نما چار دیواری ہے جس کے صحن اور برآمدے میں بھی قبریں ہیں۔ برآمدے میں مزارات کا دروازہ ہے۔ اندر دائیں حضرت سری سقطی اور بائیں طرف ان کے قدموں میں حضرت جنید رضی اللہ عنہما کے مزارات ہیں۔ ہم نے حاضر ہو کر پہلے نماز عصر باجماعت ادا کی اور بعد میں مزارات پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔ ان مزارات کے قریب ہی قبرستان کے کونے میں حضرت یوشع علیہ السلام آرام فرما ہیں۔

حضرت یوشع علیہ السلام: آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رفیق خاص تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس گئے تھے۔ حضرت یوشع علیہ السلام ان کے ہمراہ تھے۔ آپ کا مزار مقدس ایک پرانی عمارت میں واقع ہے۔ مزار شریف پر قبہ بنا ہوا ہے، دروازے کے اوپر اور اندر عبرانی زبان کے کتبے نصب ہیں، حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت بہلول وانا: حضرت یوشع علیہ السلام کے مزار مقدس کے قریب ہی حضرت بہلول وانا رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے، آپ بہت بڑے ولی اللہ تھے۔

چلہ گاہ گرونانک صاحب: حضرت بہلول وانا رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کی طرف گرونانک کی چلہ گاہ ہے۔ گورکھی، انگریزی اور اردو میں لکھا ہوا ایک کتبہ لگا ہوا ہے جس پر لکھا ہوا ہے کہ گرونانک نے یہاں ایک عرصہ رہ کر چلہ کیا۔ واللہ اعلم۔ یہاں سے قریب ہی ابو اٹلق حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک ہے۔

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ: آپ عبادت و ریاضت اور اخلاص و توکل

میں یگانہ روزگار تھے۔ حضرت جنید کے ہم عصر تھے۔ فرمایا: حضرت خضر علیہ السلام نے مجھ سے صحبت رکھنا چاہی لیکن میں نے قبول نہ کیا کہ کہیں میرے توکل میں خلل و فرق نہ آجائے۔ (الکواکب الدرر، ص 499/1) فرمایا: عالم وہ نہیں جو کثرت سے روایات بیان کرے بلکہ عالم وہ ہے جو علم پر عمل کرے اور سنت کی پیروی کرے اگرچہ اس کا علم قلیل ہو۔ (رسالہ قشیریہ، ص 65)

آپ صاحب کمالات و کرامات ہیں۔ 291 ہجری میں وفات پائی۔

آپ کا مزار شریف ایک چھوٹے سے قے میں ہے، حاضری اور فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ آپ کا اصل مزار شریف ”رے“ میں ہے۔ واللہ اعلم حضرت داؤد طائی رضی اللہ عنہ (م 165ھ): آپ کے مزار کے قریب ہی شیخ طریقت، آفتاب ہدایت، سلطان ولایت، عالم علوم ظاہری و باطنی، مرد خدا کی حضرت ابو سلیمان داؤد طائی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے، آپ حضرت حبیب راعی کے مرید اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ متواتر بیس سال امام اعظم کی خدمت میں گزارے۔ امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے درمیان جب کوئی اختلاف ہوتا تو حکم آپ ہوتے۔ امام ابو یوسف کی نسبت امام محمد کی آپ زیادہ قدر و عزت کرتے اور فرماتے امام محمد بہت زیادہ مالدار اور صاحب نعمت ہونے کی حالت میں علم دین کی طرف متوجہ ہوئے اور امام ابو یوسف فقہ و فاقہ کی حالت میں۔ نیز حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نے سزائیں برداشت کر لیں مگر عہدہ قضا قبول نہ فرمایا اور امام ابو یوسف نے قبول کر لیا۔ علم عزت دین اور ذلت دنیا کا سبب ہے۔ اس کو جاہ و عزت کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے۔

خلیفہ ہارون رشید نے امام ابو یوسف سے درخواست کی کہ مجھے داؤد بن نصیر طائی کے پاس لے چلو مجھے ان کی زیارت کا شوق ہے۔ امام ابو یوسف خلیفہ صاحب کو ساتھ لے کر حاضر ہوئے، آپ نے ملاقات سے انکار کر دیا اور فرمایا مجھے اہل دنیا اور عالموں سے کیا کام؟ امام ابو یوسف نے آپ کی والدہ سے سفارش کی درخواست کی، والدہ نے کہا جب بھی

نہ مانے، آخر والدہ نے کہا میرے دودھ کے حق سے ان کو ملو! آپ نے کہا اے اللہ! تیرا فرمان ہے کہ والدہ کے حق کا خیال کرو اس لئے مل رہا ہوں، ورنہ مجھے ان ظالموں سے کیا کام؟ آپ نے اجازت دی۔ امام ابو یوسف اور خلیفہ صاحب حاضر ہوئے اور بیٹھے رہے، جاتے وقت خلیفہ نے ایک قبلی اشرافیوں کی پیش کی اور کہا یہ حلال ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے اس کی حاجت نہیں اور واپس کر دی۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص 207)

آپ کی وفات کے بعد غیب سے آواز آئی، داؤد طائی مقصود تک پہنچ گئے اور خدا تعالیٰ ان سے خوش ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص 208) آپ کے مزار اور قبر شریف کی حالت نہایت شکستہ ہے، اردگرد قبرستان میں بہت زیادہ گندگی ہے، لوگ بول و براز کرتے ہیں یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا۔ اس کے بعد ہم نے ٹیکسی لی اور واپس باب اشخ آگئے۔ مغرب کی نماز ادا کر کے بارگاہِ نوح پاک میں حاضری دی اور اپنے کمرے میں آ کر کھانا کھایا، چائے پی اور کچھ دیر آرام کیا، تھوڑی دیر کے بعد عشاء کی اذان ہوئی مسجد میں آ کر نماز پڑھی، نقیب الاشراف کے ساتھ دربار اقدس میں حاضری دی اور اپنے کمرے میں آ کر سو گئے۔

کربلا معلیٰ: مورخہ 20 جنوری بروز ہفتہ نماز فجر کے بعد ناشتا وغیرہ سے فارغ ہو کر نکلے اور آٹھ دینار پر کربلا معلیٰ، نجف اشرف، کوفہ، بابل اور سلمان ہاک کی زیارت کرتے ہوئے واپس بغداد تک آنے کی ٹیکسی کر لی اور چلے۔ چند میلوں کے فاصلے پر اسکندریہ آیا، سڑک کے دونوں طرف آبادی ہے، اس کے بعد مسیت آیا، مسیت سے بائیں طرف ایک میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ”قریہ اولاد مسلم“ کے نام سے آباد ہے، جہاں حضرت امام مسلم رضی اللہ عنہ کے دونوں صاحبزادوں حضرت ابراہیم و محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مزارات مقدسہ ہیں۔ حاضری اور فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا۔

بیرونی دروازہ سے داخل ہوں تو پہلے ایک بہت بڑا صحن ہے، جس کے بائیں طرف کمرے اور سامنے برآمدہ ہے۔ برآمدے میں مزارات کا دروازہ ہے۔ مزارات خوبصورت ہیں، اوپر بزرگ کا گنبد اور سونے کا کلس ہے۔

اندر جا بجا ہاتھوں کی بنی ہوئی خیالی تصویریں لگی ہوئی ہیں۔ ایک تصویر میں ان دونوں صاحبزادوں کو بھی دکھایا گیا ہے کہ ان کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے اور جلا دان کے بالوں کو پکڑ کر بڑی بے رحمی کے ساتھ تنجر سے ذبح کر رہا ہے اور ایک طرف اس خوشی میں باجے بچ رہے ہیں۔ ایک تصویر میں دکھایا گیا ہے کہ حضرت علی اپنے گھر سے باہر نکل رہے ہیں، آپ کے پیچھے آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت حسن و حسین کھڑے ہیں، سامنے بطنیخیں منہ اٹھائے ہوئے چیخ رہی ہیں اور آگے گلی میں ایک دیوار کی آڑ میں ابن ملجم تلوار لئے چھپ کر کھڑا ہے۔ اسی طرح کی چند اور تصویریں تھیں۔ (معاذ اللہ) اور وہاں موجود عورتیں ان تصویروں کو دیکھ کر بہت بری طرح رورہی تھیں۔

مزار شریف کی زیارت کے بعد وہاں سے چلے، راستہ میں برب سڑک ایک اور حزار دیکھا، پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ حضرت عون بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حزار ہے، وہاں پر بھی جا کر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ یہاں پر خود ساختہ تصویروں کا تو ایک عجیب عالم دیکھا۔ چنانچہ ایک تصویر میں تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم ﷺ کو دودھ پلاتے اور دوسری میں حضرت عبدالمطلب کے پاس چھوٹی عمر میں حضور ﷺ کو کھڑے دکھایا گیا ہے۔ تیسری تصویر میں حضور ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوتا دکھایا گیا ہے، کچھ اس طرح کہ ایک طرف عورتیں ہیں، جن میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بصورت دلہن لگے ہیں پھولوں کے ہار ڈالے ہوئے بیٹھی ہیں اور ایک طرف مرد ہیں، جن میں حضور اکرم ﷺ بصورت دلہن پھولوں کے ہار پہنے ہوئے تشریف فرما ہیں اور ابوطالب آپ کا نکاح پڑھا رہے ہیں۔ ایک تصویر میں آپ پہاڑی پر کھڑے اعلان نبوت فرماتے اور ایک میں براق پر بیٹھے ہوئے معراج کو جاتے دکھایا گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ (معاذ اللہ)۔

مزار شریف کی زیارت کے بعد وہاں سے چلے ٹیکسی بڑی تیز رفتار تھی، چند منٹوں کے بعد کہ بلا کے وسیع میدان میں پہنچ چکے تھے۔ جوں جوں کہ بلا کا میدان نزدیک آ رہا تھا، قلب کی کیفیت بدلتی جا رہی تھی۔ ساڑھے تیرہ سو سال پہلے واقعات کے تصورات پیش نظر

تھے۔ یہی وہ سرزمین ہے جہاں مسافر مدینہ، فرزند رسول، قرۃ عین، بتول، جگر پارہ علی، شہزادہ گوینم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایمان و استقلال کا بے مثال مظاہرہ فرما کر اسلام کی بنیادوں کو مضبوط و مستحکم کیا تھا۔ یہی وہ سرزمین کر بلا ہے جہاں امام عالی مقام اور آپ کے رفقاء نے اپنے خون سے شجر اسلام کو تازگی بخشی۔ یہی وہ زمین ہے جو چمن زہرا کے جنتی پھولوں سے مہک رہی ہے۔ جہاں آسمان و فاقہ کے چاند تارے چمک رہے ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں راکب دوش رسول کو گھوڑے سے گرا کر خاک و خون میں تڑپایا گیا، جہاں تصویر مصطفیٰ حضرت علی اکبر کو نیزوں پر اچھالا گیا، جہاں گلشن زہرا کی وہ کلی جو ابھی کھلنے بھی نہ پائی تھی یعنی معصوم علی اصغر کے حلق میں تیر پیوست کیا گیا، یہی وہ زمین ہے جہاں چنستان رسول کے لہلہاتے ہوئے پھولوں کو تیروں سے چھلنی کیا گیا، جہاں آل رسول، وارثان کوثر کو پانی کی ایک ایک بوند کے لئے ترسایا گیا، جہاں مندرات عصمت و طہارت کو قیدی بنایا گیا، اسی زمین پر وہ لوگ آرام فرما ہیں جن پر آسمان و زمین خون کے آنسو روئے تھے، کچھ اسی قسم کے تصورات میں ڈوبا ہوا تھا کہ جوں ہی نظر اٹھی کچھ فاصلہ پر دو بہت بڑے بڑے گنبد اور مینار نظر آئے۔ قلب و نظر فرط عقیدت سے جھک گئے زبان پر درود و سلام جاری ہو گیا۔ چند لمحوں کے بعد کسی شہر میں داخل ہوئی اور روضہ انور کے بہت بڑے دروازے کے پاس رک گئی، اتر کر سراپا نیا زین کر دست بستہ اندر داخل ہوئے۔ مزورین دوڑ کر آئے مگر اسلم صاحب نے ان میں سے ایک سے کہہ دیا کہ ہم سلام خود پڑھیں گے آپ اطمینان رکھیں آپ کا نذرانہ آپ کو مل جائے گا۔

نگاہوں کے سامنے روضہ انور تھا، کس کا روضہ انور، جنت کے لوجوانوں کے سردار کا، زہرا کے لال کا، علی کے چاند کا، مصطفیٰ کے نور عین، کا شہزادہ گوینم، کا سیدنا امام حسین کا
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى وَسَلَامَهُ عَلَيَّ جَدِّهِ وَعَلَيْهِ وَأَبِيهِ وَأُمَّهُ

جوں ہی قبر انور پر پہنچے اور ابھی صرف اتنا ہی کہا تھا اَلْسَلَامُ عَلَيْنِكَ يَا بَنِي رَسُولِ اللَّهِ! بس ایک طوفان تھا جو آنکھوں سے بہہ نکلا، ہچکیاں بندھ گئیں، خوب روئے۔ محرم میں

شہادت کے بیان پر جب آنکھیں اٹکبار ہوا کرتی تھیں تو ڈاکٹر اقبال مرحوم کا ایک شعر درود زبان ہوتا تھا۔

اے صبا اے بیک دور اتماماں
اشک ما بر خاک پاک او رساں

آج وہ شرف حاصل تھا کہ جہاں مصطفیٰ کریم (ﷺ) کے نور عین نے اپنے مقدس خون کا چمڑکاؤ کیا تھا، وہاں ہم اپنے آنسوؤں کا حقیر نذرانہ پیش کر رہے تھے، بلاشبہ وہ وقت بہت مبارک وقت تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
اس ہدیہ عقیدت کے بعد پھر سلام پڑھنا شروع کیا۔

السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا بَنَیْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ، السَّلَامُ
عَلَیْكَ يَا بَنَیْ فَاطِمَةَ الزُّهْرَاوِ: السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَخَا الْحَسَنِ:
السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَبَا زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ: السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَبَا عَلِیِّ
اَكْبَرَ: السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اَبَا عَلِیِّ اصْغَرَ: السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَیِّدَ
الصَّابِرِیْنَ: السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا اِمَامَ الْمُجَاهِدِیْنَ: السَّلَامُ عَلَیْكَ
يَا سَیِّدَ الشُّهَدَاءِ: السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَیِّدِیْ يَا اِمَامَ الْحُسَیْنِ:
السَّلَامُ عَلَیْكَ اَيُّهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ: السَّلَامُ
عَلَیْكَ وَعَلِیْ اِخْوَانِكَ وَاعْوَابِكَ وَاَوْلَادِكَ وَرَفَقَائِكَ
وَسَائِرِ الشُّهَدَاءِ فِي الْكُرْبَلَاءِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

سلام کے بعد دو زانو بیٹھ گئے اور ایک پارہ کلام پاک ختم شریف اور درود شریف پڑھ کر
ثواب ہدیہ کیا اور مزار انور اور مقام شہادت دیکھا، نام عالی مقام کے مزار انور کی کیفیت اور
خوبصورتی کے بیان سے الفاظ شرمندہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ مقام مبارک دیکھنے ہی سے
تعلق رکھتا ہے نامعلوم کس قدر سونا چاندی صرف کیا ہوا ہے، اس قسم کی بیٹا کاری اور شیشہ کا
کام کیا ہوا ہے جو اپنی مثال آپ ہے۔

آپ کے ساتھ ہی آپ کے دونوں شہزادے، جگر پارے، آنکھوں کے مارے، حضرت علی اکبر و حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آرام فرما ہیں۔ اس کے بعد دوسرے روضہ انور ہیں جن میں حضرت عباس علم بردار حضرت امام عالی مقام کے بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آرام فرما ہیں۔ حاضر ہوئے کھڑے ہو کر سلام عرض کر رہے تھے کہ آپ کی شہادت کے تصور نے آکر ایسا رلا لیا کہ یہاں بھی ہچکیاں بندھ گئیں۔ پھر بیٹھ کر کچھ کلام پاک پڑھا اور ثواب ہدیہ کیا، یہ حزار پاک بھی بالکل اسی طرح نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے، یہاں سے فارغ ہو کر اس مقام پر حاضر ہوئے جہاں امام عالی مقام اور آپ کے رفقاء نے کربلا معلیٰ میں پہنچ کر خیمے لگائے تھے۔ وہاں نفل پڑھے، درود شریف پڑھا، دعائے خیر کی۔

وہاں سے فارغ ہو کر حضرت حرمین یزید ریاحی رضی اللہ عنہ کے حزار پر حاضر ہوئے جو امام عالی مقام کے روضہ انور سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ وہی حرمین جو یزیدی لشکر میں ایک سالار تھے مگر عین لڑائی کے دوران میں یزیدی ظلم و ستم دیکھ کر اور امام عالی مقام کی تقریر سے متاثر ہو کر یزیدی فوج سے نکل کر امام عالی مقام کے خدام میں داخل ہوئے اور جان نثار کر کے جام شہادت نوش کیا۔

یہاں کی حاضری کے بعد پھر واپس حضرت امام کی بارگاہ اقدس میں آگئے۔ اب حضرت امام کے عظیم الشان، پرانوار حزار کو دیکھ کر دل میں مسرت کی لہریں دوڑ رہی تھیں اور آنکھیں روشن و منور ہو رہی تھیں، زبان سے درود و سلام جاری تھا، دل و دماغ پر اس قدر عظمت غالب تھی کہ بار بار یہ خیال آتا تھا کہ کہاں میں اور کہاں یہ سر زمین، یہ مقام مقدس، یہ بارگاہ نواسہ رسول مقبول ﷺ۔

بلاشبہ دل بھی چاہتا تھا کہ یہاں زیادہ سے زیادہ ٹھہریں اور امام عالی مقام کی حاضری کا زیادہ سے زیادہ شرف حاصل کریں، مگر ڈرائیور صاحب دو تین مرتبہ جانے کے لئے اشارہ کر چکے تھے، بالآخر ہم نے پھر کھڑے ہو کر سلام عرض کیا اور اجازت لے کر اٹک بار آنکھوں سے چلے۔ عقیدت کی بھرپور نگاہوں سے درود یوار دیکھتے ہوئے کربلا سے نکلے۔

زمین کربلا پر فاطمہ کے پھول بکھرے ہیں
شہیدوں کی یہ خوشبو ہے کہ سب جگہ مہکتا ہے

حضرت حرمین یزید کے مزار پر عورتیں بہت اچھی کجھوریں بچ رہی تھیں، ہم نے بھی تھوڑی سی لے لیں، اب ٹیکسی میں وہ ہمارے کام آ رہی تھیں۔

نجف اشرف: کربلائے معلیٰ سے تقریباً ساٹھ میل کے فاصلے پر نجف اشرف ہے۔ یہاں خلیفہ رابع آفتاب ہدایت شہنشاہ ولایت، مولائے کائنات، سید السادات، امام المستعین، امیر المؤمنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مزار اہم انور ہے۔ کربلائے معلیٰ سے نجف اشرف تک بہت اچھی پکی سڑک بنی ہوئی ہے۔ سڑک کے دونوں طرف دور دور تک کوئی آبادی نظر نہیں آتی، بلکہ ریتلا میدان ہی میدان نظر آتا ہے، جس کو دیکھ کر واقعات کربلا کی حقیقت اور واضح ہو جاتی ہے، ٹیکسی بڑی تیزی سے جا رہی تھی۔ بس دیکھتے ہی دیکھتے نجف اشرف کے محلات اور امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے مزار انور کا عظیم الشان گنبد اور مینار نظر آنے لگے۔ خوشی و مسرت کی کوئی انتہا نہیں تھی، زبان سے کلمات شکر ادا ہو رہے تھے۔ اے مولائے کریم! تیرا شکر ہے کہ تو نے محض اپنے فضل و کرم سے ان مقامات مقدسہ کی زیارت کا شرف بخشا ہے۔ ٹیکسی شہر میں داخل ہوئی اور سیدھے مزار شریف کے بڑے دروازے پر پہنچے، ظہر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا اس لئے پہلے نماز اور بعد میں حاضری کا قصد کیا، وضو کر کے مسجد میں پہنچے، مسجد کیا تھی دراصل وہ ایک بڑا کمرہ تھا جس کو مسجد قرار دیا ہوا ہے۔ اور اس کی حالت بھی درست نہیں تھی۔ پتھری ہوئی دریاں اس قدر گندی تھیں کہ ان پر نماز پڑھنے کو دل نہیں چاہتا تھا، ان پر جگہ جگہ سالن وغیرہ گراہوا تھا، صفائی ہرگز نہ تھی۔ مسجدوں کی جگہ پر مٹی کی وہ نکلیاں رکھی ہوئی تھیں جن پر پیشانی رکھ کر شیعہ حضرات سجدہ کرتے ہیں۔ خیر ہم نے اپنا کپڑا بچھا یا اور سنتیں پڑھ کر جماعت کرائی، نماز سے فارغ ہو کر مزار شریف پر حاضر ہونے کے لئے سراپا ادب و نیاز بن کر چلے۔ جوں ہی دربار اقدس کے قریب پہنچے، چار پانچ حوزہ دوڑے ہوئے آئے مگر اسلم صاحب نے ان کو عربی میں کچھ کہہ کر ٹال دیا اور

ہم قبر انور پر چہرہ انور کے سامنے دست بستہ کھڑے ہو کر سلام عرض کرنے لگے۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ الْمُتَّقِينَ! السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ! السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ! السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَوْجَ الْقَاطِمَةِ بِنْتِ رَسُولِ! السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ! السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَأَرْضَاهُ عَنَّا:

سلام کے بعد ابھی دو زانو بیٹھے ہی تھے کہ ایک مزور صاحب دوڑتے ہوئے آئے اور آتے ہی مصافحہ کر کے کہا ”آنا سنی، اور ایک تعارفی کارڈ دیا جس پر لکھا ہوا تھا ”محمد عبد اللطیف شعبان زادہ وکیل المل سنت وجماعت نجف (عراق)“ اور اصرار کرنے لگا کہ میں کھانا اور چائے وغیرہ کا انتظام کرتا ہوں، ہم نے بڑی مشکل سے روکا اور معذرت کی۔ خیر وہ اسلم صاحب سے باتیں کرتا رہا، اور میں توجہ و خیال کے ساتھ بیٹھا اور دوشرف پڑھتا رہا۔ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضری کی عجیب و غریب کیفیت رہی بار بار آنکھیں اٹکبار ہوئیں اور رقت پیدا ہوئی۔

آپ کا مزار انور امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار کی طرح بے حد خوبصورت ہے۔ گنبد، مینار، چوکھٹ اور دروازوں وغیرہ پر سونے اور چاندی کے پترے چڑھے ہوئے ہیں، قبر مبارک کے ارد گرد چاندی کی نہایت خوبصورت جالیاں ہیں خاص قبر انور پر اس قسم کی مینا کاری اور نقش و نگاری کی ہوئی ہے کہ سبحان اللہ۔ سونے چاندی کی خوب صورت قندیلیں لٹک رہی ہیں اور اندر ہیرے جواہرات بھی رکھے ہوئے ہیں، دیواروں پر چینی کی گلکاری اور آئینہ بندی کا ایسا کام کیا ہوا ہے کہ جگمگ جگمگ ہو رہی ہے، غرض یہ مقام مبارک دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔

کوفہ: نجف اشرف سے سات میل کے فاصلہ پر کوفہ ہے، چند منٹوں میں ٹیکسی وہاں پہنچ گئی اور ایک بہت بڑے دروازے کے پاس جائز کی، دروازہ کے اندر ایک بہت ہی بڑا صحن ہے

جس میں چند جگہ مصلے بنے ہوئے ہیں یعنی تقریباً پندرہ فٹ لمبی اور اتنی ہی چوڑی جگہ کوسخ زمین سے اڑھائی تین فٹ اونچا رکھ کر آگے محراب بنایا ہوا ہے۔ ان مصلوں کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ یہاں مختلف انبیائے کرام علیہم السلام نے نمازیں ادا فرمائی ہیں، محسن کے درمیان میں ایک جگہ ہے جہاں لوہے کے سریوں سے تین فٹ اونچا ایک گول حلقہ بنایا ہوا ہے۔ اس کے متعلق یہ بتایا گیا کہ یہاں وہ خور تھا جس سے زمانہ نوح علیہ السلام میں چشمے پھوٹے تھے۔

سامنے ایک برآمدہ ہے جیسے عام طور پر مسجدوں کے برآمدے ہوتے ہیں، اس میں امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقام شہادت اور مقام نماز ہے۔ ہم نے ان مقامات پر نقل پڑھے، اور مقام شہادت کی زیارت کی۔ زیارت کے بعد نماز عصر ادا کی، نماز عصر کے بعد حضرت امام مسلم بن حقیل، ہانی بن عروہ، محمد طاہر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حزارات کی زیارت کا شرف حاصل کیا، جو اسی محسن کے بائیں طرف خوبصورت قبوں میں ہیں۔ ان حزارات کے ایک طرف مختار ثقفی کا حزار بنا ہوا ہے اس کو بھی دیکھا، لیکن وہاں فاتحہ خوانی نہ کی کیونکہ اس بد بخت نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ دروازہ کے باہر چند قدموں کے فاصلے پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک صاحب زادی حضرت خدیجہ کی قبر ہے، جو ایک چھوٹے اور سادے سے قبہ میں ہے، اس کی زیارت کا بھی شرف حاصل کیا۔

کوفہ کی جدید آبادی میں نہر فرات کے کنارے پیغمبر خدا حضرت یونس علیہ السلام کا حزار انور بنایا جاتا ہے، وہاں بھی حاضری کا شرف حاصل کیا، حزار شریف کے اندر ایک تصویر میں حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں دکھایا گیا ہے (معاذ اللہ!)۔ وہاں سے چلے اور قریہ ذالکفل پہنچے۔

قریہ ذالکفل: کوفہ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلے پر قریہ ذالکفل کے نام سے ایک چھوٹا سا قصبہ آباد ہے۔ اس میں پیغمبر خدا ﷺ تعالیٰ حضرت ذالکفل علیہ السلام کا حزار مبارک ہے، آپ کا ذکر مبارک قرآن پاک میں آیا ہے۔ حزار مبارک کے ساتھ ایک پرانی شکستہ سی مسجد

ہے۔ زیارت کا شرف حاصل کرنے کے بعد ہم نے وہیں باجماعت نماز مغرب ادا کرنے کا بھی شرف حاصل کیا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ**
یہاں کی زیارت کے بعد بائبل پڑھیے، افسوس کہ بائبل کو ہم اچھی طرح نہ دیکھ سکے، کیونکہ کافی اندر میرا ہونچکا تھا۔

بائبل: قریہ ذاکفل سے تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر ”بائبل“ ہے شہر کے باہر فصیل ہے، شہر کے اندر ایک چھوٹا سا عجائب خانہ ہے، جس میں قدیم مندروں کے نمونے وغیرہ ہیں، ایک ریسٹ ہاؤس بھی ہے شہر میں باب العسرت کے پاس سیاہ پتھر سے تراشا ہوا ایک شیر کا مجسمہ ہے جو بائبل کے نام سے مشہور ہے۔ اسی شہر میں وہ کواں بھی ہے جس میں ہاروت و ماروت دو فرشتے اٹلے لٹکائے ہوئے ہیں اور تاقیامت لٹکے رہیں گے۔

مفسرین کرام نے ہاروت و ماروت کا قصہ کتب تفسیر میں یوں بیان فرمایا ہے کہ: حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانہ میں انسان بہت بد عمل ہو گئے تھے، انسانوں کی اس بد عملی کو دیکھ کر فرشتوں نے کہا اے مولا! انسان بہت بدکار ہے۔ ارشاد ہوا کہ انسان کو غصہ اور شہوت دی گئی ہے اور یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں کہ جن لوگوں پر ان کا غلبہ ہو جاتا ہے وہ گناہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ تم فرشتوں میں نہ غصہ ہے نہ شہوت، اس لئے تم گناہ نہیں کرتے ہو، اگر یہ دونوں چیزیں تمہارے اندر ہوتیں تو تم بھی گناہ کرتے۔ فرشتوں نے کہا ہم تو گناہوں کے قریب بھی نہ جائیں خواہ کتنا ہی غصہ و شہوت ہو! ارشاد ہوا کہ تمہارا امتحان کیا جاتا ہے، چنانچہ ہاروت و ماروت جو بڑے ہی عبادت گزار فرشتے تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم تمہیں غصہ و شہوت دے کر شہر بائبل میں اتارتے ہیں تم وہاں قاضی (جج) بن کر لوگوں میں فیصلے کرو اور شام کو اسم اعظم کے ذریعے آسمان پر آ جایا کرو، اور دیکھنا گناہ نہ کرنا۔ یہ فرشتے ایک مہینے تک ایسے ہی کرتے رہے۔ برابر عدل و انصاف کرتے رہے اور ان کے عدل و انصاف کا خوب چرچا ہو گیا، ایک دن ایک نہایت حسین و جمیل زہرہ نامی عورت نے اپنے شوہر کے خلاف ان کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا۔ یہ دونوں اس کو دیکھتے

ہی اس پر عاشق ہو گئے اور برائی کی خواہش کر بیٹھے۔ اس نے کہا ایک تو میرا اور تمہارا دین مختلف ہے اور دوسرا میرا شوہر بڑا غیرت مند ہے، اگر اسے معلوم ہو گیا تو مجھے قتل کر دے گا ایسی صورت میں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ہاں اگر تم میرا دین اختیار کر لو، اور میرے بت کو سجدہ کرو، اور ساتھ ہی میرے شوہر کو بھی قتل کر دو تو پھر تمہارا مطلب پورا ہو سکتا ہے۔ انہوں نے انکار کیا۔ وہ چلی گئی لیکن ان کے دل میں جو عشق کی آگ لگ چکی تھی وہ بھڑک اٹھی اور یہ بہت بے قرار ہو گئے آخر انہوں نے اس کو پیغام بھیجا کہ ہم تیرے گھر آنا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا سر آنکھوں پر، جب یہ وقت مقررہ پر گئے تو وہ خوب بن سنور کر بیٹھی ہوئی تھی، یہ بے قابو ہوئے، گفتگو کے دوران اس نے ان کا سب حال معلوم کر کے کہا کہ ان چار باتوں میں سے کوئی ایک بات مان لو؟ یا مجھے اسم اعظم سکھا دو یا میرے بت کو سجدہ کر دیا میرے شوہر کو قتل کر دیا شراب پی لو۔ انہوں نے خیال کیا کہ اسم اعظم اسرار الہی ہے، اس کو ظاہر کرنا ظلم ہے بت پرستی کرنا شرک، اور بے گناہ کا قتل کرنا ظلم ہے، لاؤ شراب پی لیتے ہیں۔ چنانچہ جب شراب پی کر بدست ہوئے تو اس نے بد مستی کی حالت میں ان سے بت کو سجدہ اور شوہر کا قتل بھی کروالیا اور اسم اعظم بھی پوچھ لیا، چنانچہ وہ اسم اعظم پڑھ کر صورت بدل کر آسمان پر چلی گئی۔ یہ اپنا سب کچھ کھو چکے تھے، ہوش میں آ کر نام و نشیمان ہوئے۔ یہ دیکھ کر سب فرشتوں نے اپنی خطا کا اقرار کیا اور انسانوں پر لعن طعن کی بجائے ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے لگے۔ (مسند احمد: 6178)

یہ دونوں فرشتے حضرت اور ایں علیہ السلام کے پاس پہنچے اور طالب شفاعت ہوئے، آپ نے ان کے لئے دعائے بخشش فرمائی، حکم ہوا کہ ہم ان کو اختیار دیتے ہیں کہ یا تو دنیاوی عذاب قبول کر لیں یا آخرت کا؟ انہوں نے آخرت کے دائمی عذاب کے مقابلے میں دنیا کا فانی عذاب قبول کیا۔ چنانچہ ان کو لوہے کی زنجیروں میں جکڑ کر باہل کے اس کنوئیں میں اوندھا لٹکا دیا گیا اور اب ہر روز ان کو عذاب دیا جاتا ہے جس کو وہی جانتے ہیں۔ (تفسیر نمبر، درمنثور)

یہاں سے واپس آ کر ہم نے کھانا کھایا اور عشاء کی نماز پڑھی، خادم نے بتایا کہ نقیب الاشراف صاحب ایک دینار اور دے گئے ہیں اور فرما گئے ہیں کہ کل مولانا کی خاص دعوت کرو۔ میں اس شفقت پر حیران و نادام تھا۔

چنانچہ دوسرے روز میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا حضور آپ تکلیف نہ فرمائیں اور میری خوراک کے سلسلہ میں اپنے خادم کو کچھ نہ دیں میں خود خرچ دوں گا کیونکہ میں یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ تقریباً تین حصہ خادم صاحب خود رکھ کر ایک حصہ ہم کو کھلا دیتے، خیر حضرت نے میری درخواست قبول فرمائی۔ آج دل بہت خوش تھا کہ ایک عرصہ سے جن مقامات کی زیارت کا اشتیاق تھا وہ پورا ہوا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

جہاں تک امیر المؤمنین حضرت علی، حضرت سیدنا امام حسین و دیگر افراد اہل بیت نبوت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ذات گرامی کا تعلق ہے وہ محتاج بیان نہیں ان حضرات کے فضائل و کمالات اور درجات و حسنات بے حدود پیش کریں۔ (☆)

امام الائمہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ فَرَضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِي الْقُرْآنِ اَنْزَلَهُ
كَفَّاحُكُمْ مِّنْ عَظِيمِ الْقُدْرِ اِنَّكُمْ مَن لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَّهٗ
اے اہل بیت رسول اللہ (ﷺ)! اللہ تعالیٰ نے تمہاری محبت کو فرض قرار دیا ہے، اس قرآن میں جس کو اس نے نازل کیا ہے۔ تمہاری عظمت و شان کے لئے یہی بات کافی ہے کہ جس نے تم پر رو نہ نہیں پڑھا اس کی نماز ہی نہیں۔

مسلمان باک: 21 جنوری بروز اتوار کو نماز فجر، زیارت اور کھانا وغیرہ کے بعد مسلمان باک کے لئے تیار تھے کہ ٹیکسی والا وقت مقررہ پر آ گیا اور ہم روانہ ہو گئے۔ بغداد سے تقریباً پچیس میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ مسلمان باک کے نام سے آباد ہے۔ یہاں حضرت مسلمان

☆۔ اہل بیت نبوت کے فضائل و کمالات اور ان کے مبارک حالات و واقعات معلوم کرنے کے لئے اس ناچیز کی کتاب سفینہ نوح حصہ اول و دوم ملاحظہ فرمائیں۔ (اوکاڑوی مفسر)

فارسی، حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت حذیفہ الیمانی رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں۔ یہ تینوں حضرات حضور سید عالم ﷺ کے جلیل القدر صحابہ کرام میں سے ہیں اور بڑی عظمت و شان والے ہیں۔ (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک القدس شریف میں جبل زیتون کے بائیں طرف بھی بتایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم)۔ عمارت مزارات کے قریب ٹیکسی کھڑی کر کے اندر گئے ہی تھے کہ نماز ظہر کی اذان کی آواز لاؤ ڈاؤ اٹھ کر سے بلند ہوئی۔ سبحان اللہ مؤذن صاحب نے اس انداز سے عربی لہجہ میں اذان کہی کہ بے ساختہ زبان سے سبحان اللہ، ماشاء اللہ نکل رہا تھا اس کے بعد مؤذن نے صلوٰۃ و سلام پڑھا:

الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
 عَلَیْكَ يَا حَبِیْبِنَا يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا نَبِیْنَآ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ
 الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدِنَا يَا رَحْمَةَ لِّلْعٰلَمِیْنَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
 عَلَیْكَ وَعَلَى الْبَکِّ وَاَصْحَابِکَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ!

صلوٰۃ و سلام سن کر آنکھیں اٹکلبار ہو گئیں، دل اس قدر مسرور و شاد ماں تھا کہ بیان سے باہر ہے، کچھ عرصہ پہلے عرب و عجم میں اذان کے بعد صلوٰۃ پڑھی جاتی تھی لیکن انیسویں صدی کے فرقہ کے علماء نے اس کو شرک و کفر وغیرہ قرار دے کر بعض مقامات پر لوگوں کو اس سعادت و برکت سے محروم کر دیا ہے اگرچہ عراق، شام، القدس، مصر اور پاکستان کے بعض مقامات پر اب بھی اذان کے بعد صلوٰۃ پڑھی جاتی ہے۔ بلاشبہ اس کی بہت برکات ہیں خدا کرے کہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے۔ آمین! الغرض ہم نے وضو کیا مسجد میں جا کر سنتیں پڑھیں، مسجد نہایت شاندار ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد امام صاحب تعریف لائے جن کو دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ وہ بڑی عمر کے ایک باشرع عالم اور بزرگ تھے۔ ان کے آتے ہی مؤذن صاحب نے تکبیر اقامت کہی اور جماعت کھڑی ہو گئی۔ نماز سے فارغ ہو کر امام اور مؤذن صاحبان سے معافیہ کیا، اور زیارت کا قصد کیا۔ مسجد کے بائیں طرف مزارات مبارک ہیں: تینوں مزارات پر حاضری و فاتحہ خوانی کا شرف حاصل کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

کھنڈرات محل کسری

یہاں سے قریب ہی خسرو پرویز المعروف کسری بادشاہ ایران کے محلات کے کھنڈرات ہیں۔ کھنڈرات کو دیکھ کر عمارت کی عظمت و شان کا خود بخود اندازہ ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ یہ محلات اس وقت دنیا کے بلند ترین اور بہت زیادہ خوبصورت محلات ہو گئے تقریباً سو فٹ کے قریب اونچی ڈاٹ، اور دو دو اور پانچ پانچ اور دس دس گز چوڑی دیواریں اس کی شہادت دے رہی ہیں، یہی وہ محلات ہیں جو سرور عالم، نور مجسم ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت متزلزل ہوئے اور چودہ مینار گر گئے تھے۔ (۶۶)

ان کھنڈرات کو دیکھنے کے بعد واپس بغداد آ گئے، ڈرائیور صاحب کو آٹھ دینار کی بجائے نو دینار دے کر رخصت کیا۔ دوسرے روز بی او اے سی کے دفتر میں گئے، تاکہ دمشق کے جہاز کے متعلق معلوم کریں اور سیٹ محفوظ کرادیں، وہاں جا کر معلوم ہوا کہ دمشق صرف عراق ایئرز کا ایک جہاز ہفتے میں ایک مرتبہ جاتا ہے، اور وہ تین روز پہلے جا چکا ہے، اب چار روز کے بعد جائے گا، خیر ہم عراقی ایئرز کے آفس پہنچے اور سیٹ مخصوص کرادی انہوں نے نام لکھ لیا اور تاریخ روانگی سے ایک روز پہلے پھر آنے کے لئے کہا۔

ان چار دنوں میں ہم نے بغداد کی سیر کی اور مزید کچھ زیارات کیں۔ کاظمیہ و اعظمیہ اور بعض دیگر مقامات پر دوبارہ حاضری کا شرف بھی حاصل کیا، پاسپورٹ آفس جا کر پاسپورٹ پر خروج کی مہر لگوائی، اور ایک دن پہلے عراق ایئرز کے آفس سے ٹکٹ حاصل کر لی۔ 28-1-62 صبح آٹھ بجے جہاز چلنا تھا۔ چنانچہ ہمیں سات بجے ایئر پورٹ پر پہنچنے کیلئے کہا گیا۔ 27-1-62 کو نماز عشاء سے فارغ ہو کر حضرت غوث الاعظم رضی اللہ

۶۶۔ اس کی وجوہات جاننے کے لئے ناچر کی کتاب الذکر الحسین فی سیرۃ النبی الامین میں باب ولادت ملاحظہ فرمائیں۔ (مؤلف)

عہد کے دربار اقدس میں حضرت نقیب الاشراف صاحب کے ساتھ حاضری دی اور میں نے حضرت نقیب الاشراف صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت! میں صبح نماز فجر کے فوراً بعد دمشق چار ہا ہوں۔ بس پھر حضرت نقیب الاشراف صاحب نے میرے لئے سفر میں خیر و عافیت کی اتنی دعائیں فرمائیں کہ میرا دل باغ باغ ہو گیا۔ پھر آپ دربار شریف سے نکل کر مجھے ایک حجرے میں لے گئے جس میں ایک خادم رہتا تھا اور فرمایا کہ جب مدینہ منورہ پہنچو تو حضور سید عالم ﷺ کے قدموں کی طرف کھڑے ہو کر یوں کہتا، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم ابراہیم سلام عرض کرتا ہے اور دوست بستہ عرض کرتا ہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہوا اور میری اولاد دکابھی، اور مجھ پر اور میری اولاد پر ہمیشہ نظر کرم رہے..... آپ اس انداز سے فرما رہے تھے کہ مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور میری آنکھیں اٹھکبار ہو گئیں، پھر آپ نے ہاتھ اٹھا کر میرے لئے دعا فرمائی اور مجھے چند اردو کی کتابیں عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اردو اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا، لہذا تمہارے کام آئیں گی۔ میں نے چند دینار نہایت حاجزی کے ساتھ بطور نذرانہ پیش کئے، آپ نے انکار کیا۔ میں نے عرض کی میرا دل خوش ہو جائے گا، جب زیادہ اصرار کیا تو حضرت نے ہاتھ میں لے کر فرمایا اے اللہ! میں نے قبول کئے، اور جیب میں ڈال کر اسی وقت پھر نکالے، اور میرے ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ اب میری طرف سے تم قبول کر لو! میں نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ فرمایا تم ستر میں ہو اور تمہیں ضرورت ہے، میں اور کوئی اس وقت تمہاری خدمت نہیں کر سکتا۔ میں نے بہت انکار کیا، مگر حضرت کے سامنے بے بس سا ہو گیا اور مجھے وہ دینار واپس لینے ہی پڑے۔ حضرت بہت خوش ہوئے، پھر آپ نے مجھے اپنے سینے سے لگایا اور دعائیں دیتے ہوئے تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے، بلاشبہ آپ کی ملاقات و صحبت کے تاثرات ہمیشہ باقی رہیں گے۔

صبح نماز فجر کے بعد بارگاہِ غوثِ پاک میں حاضری دی اور الوداعی سلام عرض کر کے آئے سامان باندھا اور ٹیکسی لے کر سات بجے ایئر پورٹ پہنچ گئے، وہاں جا کر معلوم ہوا کہ

جہاز بجائے آٹھ بجے کے گیارہ بجے جائے گا۔ خیال کیا گیا کہ اب واپس کیا جائیں تین چار گھنٹے ہیں گزر جائیں گے، ناشتہ کیا اور ویٹنگ روم میں بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ دس بجے معلوم کیا تو پتا چلا کہ جہاز تین بجے جائے گا۔ اس قدر کوفت ہوئی کہ بیان سے باہر ہے۔ خیر ادھر ادھر پھر کر وقت گزارا۔ ایویز والوں نے تو ناشتا بھی نہیں دیا تھا۔ ہم نے خود ہی ایک بچہ کھانا منگوایا اس کے پیسے ادا کئے۔ یہ بھی اندیشہ ہو رہا تھا کہ کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ جہاز کل جائے گا یا ایک ہفتے کے لئے ملتوی ہو گیا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ تین بجے جہاز روانہ ہو گیا، جہاز چلنے تک اسلم صاحب برابر ساتھ رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بغداد شریف کے قیام میں اسلم صاحب نے وہ مخلصانہ محبت و عقیدت کا ثبوت پیش کیا جس کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ خلوص دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک ﷺ کے اسلم صاحب کو سلامت باکرامت رکھے (آمین)۔

دمشق (شام)

26 جنوری کو تقریباً تین بجے بعد دوپہر بغداد سے ہوائی جہاز پرواز کرتے ہوئے دو گھنٹے کے بعد پانچ بجے شام دمشق پہنچا، کسٹم ہاؤس میں سامان چیک ہوا، چونکہ کسٹم ڈیوٹی کی کوئی چیز تھی اس لئے جلد ہی فارغ ہو گیا اور ہوائی کمپنی کی گاڑی پر بیٹھ کر جامع (مسجد) حلبوئی پہنچا۔ اس جامع کے امام و خطیب صاحب الفضیلۃ حضرت المکرم مولانا عبدالوہاب الصلاحی زید مجدہم ہیں۔ آپ بڑے صاحب کمال بزرگ، شریعت و طریقت کے جامع عالم و عامل اور اراو و وظائف کے نہایت پابند ہیں، چالیس سے زیادہ حج کر چکے ہیں، بڑے بااخلاق اور نہایت وجیہ ہیں (۶۶)، مسجد کے ساتھ ہی آپ کا رہائشی مکان ہے۔ آپ کے نام میرے نہایت کرم فرما حضرت المکرم مولانا شاہ احمد نورانی الصدیقی القادری وامت برکاتہم العالیہ کا ایک مکتوب تھا جس میں مولانا محترم نے میرے متعلق تحریر فرمایا کہ یہ زیارت کے لئے آرہا ہے۔ حضرت اس کو اپنے پاس ٹھہرائیں اور اپنے کسی عزیز کو ہمراہ کر دیں جو زیارت کرادے۔

الغرض نماز مغرب کے بعد میں حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ دیکھ کر فرمایا اَهْلًا وَسَهْلًا مَوْحِبًا۔ میں نے سلام عرض کر کے دست بوسی کی اور مولانا محترم کا مکتوب پیش کیا، پڑھنے کے بعد بار بار فرمایا اَهْلًا وَسَهْلًا مَوْحِبًا اور حال احوال پوچھا۔ آپ اردو زبان نہیں جانتے، فصیح عربی میں گفتگو فرماتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد کھانا آ گیا آپ نے شفقت و محبت کے ساتھ اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ کہے ہوئے خشک سالن پر آپ نے کافی مقدار میں زیتون کا تیل ڈال دیا۔ میں نے خیال کیا کہ یہ میں کیسے کھاؤں گا۔ حضرت نے فرمایا مَوْحِبًا يَا مَوْلَانَا فَخُذُوا: میں نے کھانا شروع کر دیا تو وہ بہت ہی زیادہ لذیذ تھا۔ میں نے خوب کھایا۔

۶۶۔ کتاب ہذا بھی طبع بھی نہ ہوئی تھی کہ اطلاع ملی کہ حضرت مولانا کا انتقال ہو گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مرحوم کو دین الفردوس نصیب فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (مؤلف)

حضرت نے زیتون اور ڈال دیا۔ کھانے کے بعد قہوہ منگوا لیا۔ بعد ازیں فرمایا کہ تمہیں یہاں رہنے میں تکلیف ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ رہائش ہوٹل میں رکھو اور کھانا وغیرہ یہاں سے کھاؤ! میں نے بہت کہا حضرت میں کھانا وغیرہ بھی ہوٹل سے کھا لوں گا۔ حضرت! بس کسی آدمی کو میرے ساتھ کر دیں جو مجھ کو زیارات کر دے! لیکن آپ نے فرمایا نہیں تمہیں کھانا ہمیں کھانا ہوگا۔ چنانچہ قریب ہی ایک ہوٹل تھا جس میں کمرہ لے لیا اور عشاء کی نماز کے بعد سو گیا۔

دوسرے روز ناشتے کے وقت جب حاضر ہوا تو حضرت کے بہت ہی قریبی عزیز المحترم الشیخ محمد منیر صاحب الصلاحی جو جامع حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے امام ہیں، کو وہاں پایا، حضرت نے ان کا مجھ سے اور میرا ان سے تعارف کرایا اور ناشتے کے بعد ان سے فرمایا کہ اس کو زیارات کرو! اللہ تمہیں اجر و ثواب دے گا، چنانچہ میں نے ان کے ساتھ پانچ دنوں میں حسب ذیل مقامات مقدسہ کی زیارات کیں۔

جامع اموی: یہ نہایت عالی شان، بہت خوبصورت اور بڑی وسیع مسجد ہے۔ 87ھ میں اس کی بنیاد خلیفہ ولید بن عبدالملک نے رکھی تھی، اور تقریباً آٹھ برس مسلسل کام کر کے ہزاروں ماہرین اور مزدوروں نے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اسے جامع مسجد بنی امیہ بھی کہتے ہیں۔

مزار مقدس حضرت یحییٰ علیہ السلام: مسجد کے اندر حضرت یحییٰ بن حضرت زکریا علی نبینا وعلینہما الصلوٰۃ والسلام کے سرانور کا نہایت خوبصورت مزار مبارک ہے۔ زید بن فرقد جو مسجد کی بنیاد رکھو نے والوں پر خلیفہ ولید کی طرف سے مقرر تھے، فرماتے ہیں کہ بنیاد رکھوتے ہوئے ہم نے ایک گڑھا پایا جس میں ایک صندوق تھا، ہم نے خلیفہ کو اطلاع دی۔ خلیفہ صاحب آئے پھر اس کو کھولا گیا، اس میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سرانور نکڑی کے ایک چوکھٹے میں رکھا ہوا تھا، چہرہ انور اور موئے مبارک بالکل تر و تازہ تھے، ان میں کوئی تغیر نہیں آیا تھا، ہم نے زیارت کے بعد صندوق بند کر دیا اور اوپر علامت مقرر کر دی۔ (کتاب الزیارات بدمشق ص ۴۔ مطبوعہ دمشق ۱۹۵۶ء)

انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارک قبور میں زندہ و سلامت ہوتے ہیں، مٹی وغیرہ کوئی چیز ان کو نہیں کھاتی چنانچہ حضرت ابو رداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَيَّ الْأَرْضَ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَتَسْبِي اللَّهَ حَتَّى يُرْزَقَ۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔

(ابن ماجہ: 1805۔ نسائی حدیث نمبر: 1375، ابن ابی شیبہ: 8697)

الحمد للہ ہم نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور کچھ کلام الہی پڑھ کر ثواب ہدیہ کیا۔

مصلیٰ سیدنا حضرت خضر علیہ السلام: اسی مسجد کے اندر حضرت خضر علیہ السلام کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے جو ”مصلیٰ سیدنا خضر“ کے نام سے موسوم ہے۔ لوگ وہاں اکثر تمبر کا نماز پڑھتے ہیں۔ بہت سے اہل اللہ نے حضرت خضر کو وہاں نماز پڑھتے دیکھا۔ چنانچہ ایک دن خلیفہ ولید بن عبدالملک نے مسجد کے نگران سے کہا کہ آج رات مسجد میں کسی کو نہ رہنے دینا کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میں رات بھر اکیلا مسجد میں عبادت کروں۔ نگران نے کہا بہت اچھا! چنانچہ نگران نے عشاء کی نماز کے بعد سب کو نکال دیا اور دروازے بند کر دیئے۔ کچھ دیر کے بعد خلیفہ صاحب آئے اور اپنے کام میں مشغول ہو گئے، اچانک خلیفہ نے دیکھا کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے۔ اس نے نگران کے پاس آ کر کہا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ مسجد کے اندر کوئی نہ ہو، تم نے اس شخص کو کیوں اندر رہنے دیا؟ نگران نے کہا امیر المؤمنین ایہ حضرت خضر ہیں، جو ہر رات اس مسجد میں نماز کے لئے تشریف لاتے ہیں۔

(کتاب الزیارات بدشوق ص 18)

اسی مسجد کے مغربی مینار میں حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصہ تک مشغول عبادت رہے اور اسی مسجد کے مشرقی مینار پر حضرت مصیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ چنانچہ وہ ہمیشہ بند رہتا ہے تاکہ کوئی اوپر چڑھ کر نزل کا دعویٰ نہ کر دے۔

مقام سرانور شہید کربلا رضی اللہ عنہ: اسی مسجد کے بائیں طرف وہ مقام ہے جہاں شہزادہ کونین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرانور عہد یزید میں کربلائے معلیٰ سے لا کر رکھا گیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہاں دفن ہے، نہایت خوبصورت مقام بشکل تاج بنا ہوا ہے اس کے قریب ہی سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا مصلیٰ ہے جہاں آپ نے نماز پڑھی ہے۔

مزار سلطان صلاح الدین ایوبی: اسی مسجد کے باہر غربی جانب وہ مرد مجاہد آرام فرما ہیں جن پر تاریخ اسلام کو ناز ہے یعنی فاتح بیت المقدس حضرت سلطان صلاح الدین یوسف ایوبی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کا مزار مبارک نہایت خوبصورت ہے، اکابر علماء نے لکھا ہے کہ آپ کی قبر پر حاضر ہو کر دعا کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔

مزار سلطان نور الدین زنگی: ہمیں بتایا گیا کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے ساتھ ہی حضرت سلطان المکرم نور الدین محمود بن ابوسعید زنگی الترمذی شہید رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما ہیں۔ اللہ اللہ یہی وہ مرد مجاہد ہیں جنہوں نے وہ عظیم الشان کام سرانجام دیئے جن کی مثال نہیں ملتی۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ تہجد گزار سلطان ایک رات تہجد کیلئے اٹھے، نماز تہجد کے بعد ان پر نیند کا غلبہ ہوا، سو گئے تو خواب میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ حضور ﷺ دو آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے ہیں:

يَا مَحْمُودُ اِنْقِذِي مِنْ هَذَيْنِ الْاَشْقَرَيْنِ

”اے محمود! مجھے ان دو سرخ رنگ والوں سے بچا۔“

اس خواب کے فوراً بعد سلطان معظم اٹھے تو گھبرائے اور خائف ہوئے اور پھر وضو کیا نماز پڑھی پھر نیند غالب ہوئی سو گئے، پھر حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ اسی طرح ان ہی دو آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے ہیں مجھے ان سے بچاؤ! سلطان صاحب پھر اٹھے تو اور زیادہ گھبراہٹ اور پریشانی ہوئی پھر وضو کیا نماز پڑھی پھر نیند کا غلبہ ہوا پھر بیچم وہی خواب دیکھا، تو اسی وقت اپنے وزیر جمال الدین مصلیٰ کو جو صاحبین میں سے تھے، بلایا اور

سارا واقعہ سنایا، وزیر نے کہا اس خواب کا کسی سے تذکرہ مت کرو اور اسی وقت مدینہ منورہ چلو! سلطان معظم نے اسی وقت بہت سا سونا چاندی، نقدی، دیگر ضروری سامان، وزیر صاحب اور بیس وقادار آدمیوں کو ساتھ لیا، اور تیز رفتار سوار یوں پر چلے۔ سولہ روز مسلسل سفر کر کے مدینہ منورہ پہنچے، غسل کیا اور ریاض الجنۃ میں نماز پڑھ کر حاضری دی اس کے بعد اس معاملہ میں وزیر سے مشورہ کیا وزیر نے کہا آپ ان کو پہچان لیں گے جن کی طرف اشارہ کر کے حضور اکرم ﷺ نے آپ سے فرمایا ہے؟ سلطان صاحب نے فرمایا ہاں! وزیر نے کہا کہ تمام اہل مدینہ کو یہ کہہ کر بلایا جائے کہ سلطان معظم ان کو نذرانہ دینا چاہتے ہیں، اس طرح سب لوگ آپ کی نظر سے گزریں گے اور معلوم ہو جائے گا کہ وہ مدینہ منورہ میں ہیں یا نہیں؟ چنانچہ حاکم مدینہ کے ذریعے تمام اہل مدینہ تک سلطان کا حکم پہنچا اور لوگ آنے لگے، سلطان معظم سب کو بلا تخصیص کچھ ہدیہ دیتے جا رہے تھے یہاں تک کہ تمام اہل مدینہ سلطان معظم کی نظروں سے گزر گئے مگر وہ دونوں نہ آئے۔ سلطان صاحب نے اہل مدینہ سے پوچھا کہ کوئی رہ تو نہیں گیا؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ فرمایا غور کرو! لوگوں نے کہا کہ دو شخص اندلس کے باشندہ ہیں، بڑے غنی ہیں، وہ خود بہت صدق و خیرات کرتے رہتے ہیں اور کسی سے کچھ نہیں لیتے، وہ نہیں آئے! یہ سن کر سلطان معظم خوش ہوئے اور فرمایا ان دونوں کو ہمارے پاس لاؤ ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں۔ لوگ گئے اور ان کو لے آئے۔ سلطان معظم پہلی نظر میں ہی پہچان گئے کہ بلاشبہ یہ وہی ہیں جن کی طرف حضور اکرم ﷺ نے اشارہ کر کے فرمایا تھا۔ سلطان صاحب نے نہایت تحمل سے فرمایا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم بلاد مغرب کے رہنے والے ہیں، حج کرنے آئے تھے، شوق و محبت کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کے پاس رہنا اختیار کر لیا ہے۔ سلطان صاحب نے ذرا رعب سے فرمایا سچ بولو! اس پر وہ خاموش ہو گئے۔ فرمایا تمہارا مکان کہاں ہے؟ انہوں نے کہا روضہ کے قریب ہی ہے۔ سلطان صاحب نے حکم دیا کہ ان کو پکڑ لو اور خود ان کے مکان پر آئے تو دیکھا کہ بہت سامان، کتابیں، قرآن شریف اور چٹائیوں پر ان کے بستر بچھے

ہوئے تھے، ان کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ اہل مدینہ سلطان معظم کے اس سلوک پر حیران تھے۔ چنانچہ انہوں نے سلطان صاحب کے سامنے ان دونوں کی بہت تعریف کی کہ یہ دونوں ہمیشہ روزہ رکھتے اور پابندی کے ساتھ ریاض الجہد میں نماز پڑھتے اور بعد از نماز حضور اکرم ﷺ کی زیارت کرتے، اور ہر روز صبح کے وقت جیمہ البقیع میں اور ہر ہفتہ کے روز مسجد قبا شریف میں جاتے ہیں اور مسائل کو کبھی خالی واپس نہیں کرتے۔ اور ان کی وجہ سے اہل مدینہ اس سال خوشحالی کی زندگی بسر کر رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ سلطان صاحب نے سن کر فرمایا۔ سبحان اللہ اور ان پر کوئی بات ظاہر نہ کی۔ پھر سلطان صاحب نے خود ان کے بستروں کو اٹھایا تو چھپتے خانہ کاراستہ تھا جو کنگڑی کے تختہ سے بند کیا ہوا تھا اور تہ خانہ کے اندر سرنگ تھی، جو روضہ مبارک کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی جس کو بہت سے لوگوں نے دیکھا، سلطان معظم نے ان کو بری طرح مارا اور حقیقت حال دریافت کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نصرانی ہیں، اور ہمیں نصاریٰ نے بہت سال و زر روئے کر اس کام کے لئے بھیجا ہے کہ ہم تمہارے رسول ﷺ کے جسد مبارک کو نکال کر کسی طرح ان کے پاس پہنچادیں اور ہم منافق بن کر اپنا کام کر رہے تھے۔ جس قدر روزانہ زمین کھودتے رات کو وہ کھودی ہوئی مٹی جیمہ البقیع میں پھینک آتے تھے۔ سلطان نے ان کی گردنیں مارنے کا حکم دیا۔ جب ان کی گردنیں ماری گئیں تو سلطان بہت روئے اور سجدہ شکر ادا کر کے کہا اے اللہ ایہ محض تیرا فضل و کرم ہے کہ تو نے اور تیرے حبیب کریم ﷺ نے مجھے اس کام کے لئے منتخب کیا۔ پھر سلطان معظم نے بڑے بڑے ماہر معماروں کو بلایا، روضہ شریف کے چاروں طرف پانی کی تہ تک زمین کھدوا کر اس میں سیسہ، قلعی، لوہا وغیرہ چھلا کر ڈالا، اور ہمیشہ کے لئے اس خطرے کا تذکرہ کر دیا۔ پھر سلطان معظم اپنے ملک میں واپس آئے۔ یہ واقعہ 557ھ میں ہوا۔ (ابن عساکر)

امام یاضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض عارفین شیوخ نے سلطان نور الدین محمود زنگی کو شام کے چالیس ابدال میں ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ خلفائے راشدین

اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہم کے بعد سلطان نور الدین شہید جیسا نیک سیرت عادل بادشاہ نہیں گزرا۔ رضی اللہ عنہ۔

قید خانہ اہل بیت: سلطان صلاح الدین ایوبی کے مزار شریف سے کچھ فاصلے پر العمارة الجوعاویہ میں ایک مکان ہے جو قید خانہ اہل بیت کے نام سے مشہور ہے۔ اسی مکان میں یزید پلید نے اہل بیت نبوت کے ان افراد کو رکھا تھا جو واقعہ کربلا کے بعد بحیثیت قیدی لائے گئے تھے، اسی مکان میں سیدہ رقیہ بنت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک ہے، اسی مکان میں سیدنا امام زین العابدین کا مقام عبادت ہے۔

قبر یزید: یہاں سے واپسی پر راستہ میں یزید پلید کی قبر تھی جس پر اکثر لوگ خشت باری وغیرہ کیا کرتے تھے لیکن اب وہاں لوگوں نے عمارتیں بنالی ہیں، چنانچہ یزید کی قبر پر لوہا، کانچ گلانے کی بھٹی لگی ہوئی ہے گویا یزید کی قبر پر ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے اور اصل قبر کا نام و نشان تک نہیں رہا۔

باب الصغیر: دمشق کا قدیم، اور پرانا قبرستان باب صغیر میں ہے، اس قبرستان میں بہت سے صحابہ کرام، اہل بیت نبوت، تابعین، تبع تابعین، ائمہ، اولیاء، علماء، مؤمنین، صالحین آرام فرما ہیں۔

چند حضرات کے نام درج ذیل ہیں:

(1) سیدنا بلال الحبشی رضی اللہ عنہ مؤذن رسول اللہ (ﷺ)

(2) سیدنا اوس بن اوس الصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(3) سیدنا کعب الاحبار الصحابی رضی اللہ عنہ

(4) سیدنا ابوالدرداء الخزرجی الانصاری الصحابی رضی اللہ عنہ

(5) سیدنا وائل بن الاصحیح الصحابی رضی اللہ عنہ

(6) سیدنا معاویہ بن سفیان الصحابی رضی اللہ عنہ

(7) سیدنا عبد اللہ بن ام مکتوم الصحابی رضی اللہ عنہ

- (8) سیدنا فضال بن عبید الصحابی رضی اللہ عنہ
 (9) سیدنا عبد اللہ بن جعفر طیار الصحابی رضی اللہ عنہ
 (10) سیدنا سہل بن الحنظلہ الصحابی رضی اللہ عنہ
 (11) سیدنا سہل بن الربیع الانصاری الصحابی الاوی رضی اللہ عنہ
 (12) ام المومنین سیدہ حفصہ بنت الفاروق رضی اللہ عنہا زوجہ النبی (ﷺ)
 (13) ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجہ النبی (ﷺ)
 (14) ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا زوجہ النبی (ﷺ)
 (15) سیدہ حفصہ، چاریہ (کثیر) سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما
 (16) سیدہ ام الدرداء (والدہ ابوالدرداء) رضی اللہ عنہما
 (17) سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما
 (18) سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا چاریہ رسول اللہ (ﷺ)
 (19) سیدہ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما
 (20) سیدہ خدیجہ بنت سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہما
 (21) سیدہ سکینہ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم
 (22) سیدہ فاطمہ صغریٰ بنت الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم
 (23) سیدہ ام الحسن بنت جعفر بن الحسن بن فاطمہ رضی اللہ عنہم
 (24) سیدنا ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما
 (25) سیدنا عبد اللہ بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہما
 (26) سیدنا محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم
 (27) سیدنا سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن العباس رضی اللہ عنہم
 ان کے علاوہ ایک قبہ میں سولہ شہدائے کربلا کے سر مبارک دفن ہیں جو یزید کے پاس
 ابن زیاد نے بچھوائے تھے۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

(1) سیدنا ابوبکر ابن سیدنا علی (2) سیدنا عمر ابن سیدنا علی (3) سیدنا عثمان ابن سیدنا علی (4) سیدنا عباس علمدار (5) سیدنا جعفر (6) سیدنا عبداللہ (7) سیدنا محمد بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما (8) سیدنا جعفر (9) سیدنا عبداللہ بن عقیل رضی اللہ عنہما (10) سیدنا محمد بن مسلم (11) سیدنا حبیب ابن مظاہر (12) سیدنا عون بن عبداللہ بن جعفر طیار (13) سیدنا حمر بن یزید ریاحی (14) سیدنا علی اکبر (15) سیدنا عبداللہ بن الحسین رضی اللہ عنہما (16) سیدنا قاسم بن الحسن۔ رضی اللہ عنہم۔

مذکورہ بالا وہ مقدس حضرات ہیں جن کے فضائل بے شمار ہیں۔ یہ سب کے سب گلشن نبوت کے پھول اور کلیاں ہیں، ان کی بارگاہ اقدس میں حاضری بہت بڑا شرف اور بہت بڑی سعادت ہے۔

ان مقدس حضرات کے علاوہ اسی باب الصغیر میں بڑے بڑے ائمہ، فقہاء، اولیاء، علماء، محدثین، مفسرین کرام آرام فرما ہیں جن کے علوم و فیوض سے عالم اسلام شاداب و آباد ہے۔ چند حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

1- حضرت شیخ الطغیہ ابو الفتح نصر بن ابراہیم بن داؤد المقدسی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ آپ بہت بڑے امام اور ولی کامل ہوئے ہیں، امام غزالی جیسے اکابر علماء نے آپ سے استفادہ کیا ہے، صاحب تصانیف ہیں، عاشورا کے روز 490ھ میں وفات پائی۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سَمِعْنَا الشُّيُوعَ يَقُولُونَ: اللَّهُمَّ اجْعَلْ جَنَّةَ قَبْرِهِ مُسْتَجَابَ يَوْمَ السَّبْتِ هَم نَعَى بزرگوں سے سنا ہے، فرماتے ہیں کہ ان کی قبر کے پاس ہفتہ کے دن دعا قبول ہوتی ہے۔ اسی طرح شیخ الاسلام بدر الدین الغزوی اور علامہ شیخ رضی الدین رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں ہم نے اس کا تجربہ کیا ہے۔ (کتاب الزیارات، بدمشق ص 48)

2- حضرت شیخ العلامة، الامام العارف، ابو البیان بن محمد بن محفوظ القرشی الشافعی

رحمۃ اللہ علیہ۔

علامہ تاج الدین اسکی طبقات الکبریٰ میں فرماتے ہیں:

كَانَ الشَّيْخُ أَبُو الْبَيَّانِ إِمَامًا عَالِمًا عَابِدًا قَائِمًا زَاهِدًا وَرِعًا صَاحِبِ أَخْوَالٍ
وَمَقَامَاتٍ وَ سُلُوكٍ، يَعْرِفُ اللَّفْظَ وَالشَّعْرَ، لَهُ نَظْمٌ كَثِيرٌ، وَمَجَامِيعٌ حَسَنٌ،
وَتَصَانِيفٌ مُفِيدَةٌ، وَلَهُ ذِكْرٌ حَسَنٌ يُذَكِّرُ إِلَى الْآنِ..... وَمَنَاقِبُهُ كَثِيرَةٌ،
وَقَضَائِلُهُ شَهِيرَةٌ، وَبَرَكَاتُهُ مَعْرُوفَةٌ

(طبقات ج 3 ص 318، کتاب الزیارات بدمشق ص 53)

علامہ شیخ عبداللہ الہمامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام آپ کی خدمت میں شاگردوں کی طرح آکر بیٹھتے تھے، آپ نے بروز منگل 2 ربیع الاول 501ھ میں وفات پائی۔ رحمۃ اللہ علیہ

3- الحافظ الکبیر محمد الدین، فخر الشافعیہ، امام الحدیث علامہ ابو القاسم علی بن حسن رحمۃ اللہ علیہ، آپ ”ابن عساکر“ کے نام سے مشہور ہیں، آپ بہت بڑے مصنف ہیں، آپ کی ایک کتاب ”تاریخ کبیر“ آٹھ سو جز اور اسی جلدوں پر مشتمل ہے۔ ہر جمعہ میں ایک قرآن شریف اور رمضان میں ہر روز پورا قرآن شریف ختم کیا کرتے، امراء اور حکام سے ہمیشہ کنارہ کش رہتے۔ آپ نے ماہ رجب 571ھ میں وفات پائی (رحمۃ اللہ علیہ)۔

4- حضرت الشیخ الفقیہ، امام الحدیث والاصول والفقہ شیخ الحنابلہ والحدیث علامہ زین الدین بن رجب رحمۃ اللہ علیہ، آپ ”ابن رجب“ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں ان میں چند کے نام یہ ہیں: شرح البخاری، طبقات الحنابلہ، القواعد والمطاف، ریاض الأس، شرح الربیعین نووی وغیرہ۔ (رحمۃ اللہ علیہ)۔

5- حضرت الشیخ العلامة الفقیہ، امام الحنفیہ علی بن ابی جعفر اجمعی رحمۃ اللہ علیہ آپ نے بلاد اسلام میں خصوصیت سے علم دین پھیلا یا۔ جب کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو آپ حسل فرماتے اور دروازہ بند کر کے ساری رات نماز پڑھتے، اس کی برکت سے صبح مسئلہ کا حل سامنے آ جاتا۔ آپ نے 548ھ میں وفات پائی۔ (رحمۃ اللہ علیہ)۔

6- حضرت شیخ العلامة المحدث برهان الدین ابوالسحاق ابراہیم بن محمد الحلی دمشقی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ بہت بڑے عارف، امام، اور محدث اور صاحب کرامات ہوئے ہیں۔ آپ علامہ ”ناجی“ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے 900ھ میں وفات پائی (رحمۃ اللہ علیہ)۔

7- حضرت شیخ العلامة العارف الکامل، صاحب الکشف والکرامات شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ آپ بغداد کے بہت بڑے اولیائے کرام میں سے ہیں، سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ ہیں، بغداد کے مشائخ آپ کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کرتے تھے، آپ نے 525ھ میں وفات پائی۔ علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرا تجربہ ہے جب بھی مجھے کوئی مہم پیش آئی میں نے آپ کی قبر پر حاضر ہو کر دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو پورا فرمایا، اسی طرح مشائخ سلف سے منقول ہے (رحمۃ اللہ علیہ)۔

8- حضرت شیخ العالم العارف الزاہد الولی منصور بن عمار سلمی الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ۔
9- حضرت شیخ العالم الامام الزاہد العابد عبد الرحمن بن محمد انحر بن عسا کر الشافعی رحمۃ اللہ علیہ۔

علامہ ابوالمظفر آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ زَاهِدًا عَابِدًا وَرِعًا، مُنْقَطِعًا إِلَى الْعِلْمِ وَالْعِبَادَةِ، حُسْنِ الْآخْلَاقِ، قَلِيلِ الرُّغْبَةِ فِي الدُّنْيَا، كَثِيرِ التَّهَجُّدِ، عَزِيزِ الدُّمُوعَةِ، كَثِيرِ التَّوَضُّعِ، قَلِيلِ الْفُضْظِ۔ آپ نے رجب 571ھ میں وفات پائی (رحمۃ اللہ علیہ)۔

10- حضرت العلامة الحافظ الکبیر، المحدث الشہر مشس الدین محمد ابن احمد بن عثمان احمد الذہبی رحمۃ اللہ علیہ آپ ”علامہ ذہبی“ کے نام سے مشہور ہیں، آپ کی تصانیف کثیر اور بہت مشہور ہیں، آپ نے 748ھ وفات پائی (رحمۃ اللہ علیہ)۔

11- حضرت شیخ الحنفی المحدث الفقیہ الحافظ شہاب الدین، ابو العباس احمد بن علی الغلو جی الحوی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ نے 981ھ میں وفات پائی (رحمۃ اللہ علیہ)۔

12- شیخ الاسلام، فقیہ الشام، علامتہ الزمان، العالم المحقق، اکامل المدقق، رئیس الحنفیہ ومفتیہا، شیخ نجم الدین محمد بن محمد بن رجب البہنسی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ علامہ ”بہنسی“ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے 987ھ میں وفات پائی۔

ان کے علاوہ جانے کتنے اللہ والے وہاں آرام فرما ہیں جن کے مزارات کی معلومات آسانی نہیں ہو سکتیں۔

باب تو ما: اس باب میں صحابی رسول اللہ ﷺ سیدنا عثمان انصاری رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے، اسی باب میں قطب الربانی، اہد الاولیاء الارکان شیخ الشام سیدی ارسلان، ابو النجم بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف ہے۔ آپ ملک شام کے اکابرین اولیاء کرام میں سے ہیں۔ آپ کے ساتھ شیخ الاسلام حمزہ اللہ علی الانام بدر الدین محمد بن محمد الغزالی رحمہم اللہ (م 984ھ) کا مزار مبارک ہے، قریب ہی سیف من سیوف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی مسجد تھی جو ویران ہونے کے بعد اب ایک عام گزرگاہ بن چکی ہے، ساتھ ہی مجاہد کبیر طارق بن زیاد کا مقبرہ بتایا گیا ہے جو بالکل بند ہے۔

اسی باب تو ما کے باہر سیدنا شریح بن عبد اللہ بن مطاع الصحابی وسیدنا ضرار بن ازور الصحابی وسیدہ خولہ بنت ازور صحابیہ مجاہدہ رضی اللہ عنہم کے مزارات مبارک ہیں۔

اور اسی باب تو ما اور باب شرقی کے درمیان سیدنا خالد بن سعید بن العاص الصحابی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے اور باب شرقی کے قریب سید القراء سیدنا ابی بن کعب بن قیس الصحابی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔

باب القراء لیس: باب فردیس میں میں سیدنا ابی الدرداء الصحابی وسیدنا زبیر بن العوام الصحابی وسیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہم ورضوانہ کے مزارات مبارکہ و مقدسہ ہیں۔

شیخ الاسلام اہد العلماء الاعلام المشہورین بالعلم والعمل علامہ ابو شامہ عبدالرحمن بن اسماعیل (م 665ھ) صاحب المصنفات المشہورہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک بھی یہیں ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

مَقْبَرَةٌ بِبَابِ الْفَرَادِيسِ يَتَعَثُّ اللَّهُ مِنْهَا سَبْعِينَ أَلْفَ شَهِيدٍ، يُشْفَعُ كُلُّ إِنْسَانٍ فِي سَبْعِينَ۔

مقبرہ فرادیس سے اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) ستر ہزار شہید اٹھائے گا اور ان میں کا ہر ایک ستر آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔ (کتاب الزیارات بدمشق ص 20)

مدحت پاشا بازار: اس بازار میں سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا حزار مبارک ہے۔

حمید یہ بازار: اس بازار میں سیدنا ابو ہریرہ الصحابی رضی اللہ عنہ کا حزار مقدس ہے۔

محل بولس الرسول: یہ عیسائیوں کے نزدیک ان کا بہت مقدس مقام ہے، جا بجا طرح طرح کی تصاویر آویزاں ہیں۔

جبل قاسیون: یہ بڑا عظیم الشان، بلند اور بہت مبارک پہاڑ ہے، اس میں بڑے بڑے مقدس و متبرک مقامات ہیں۔ اس پہاڑ میں ایک غار ہے جس میں چالیس نبیوں نے بھوک اور پیاس کی حالت میں وفات پائی۔ اس غار کا نام مغارة الجوع ہے۔ چنانچہ علامہ ہروی فرماتے ہیں:

أَنَّ مَاتَ بِهَا أَرْبَعُونَ نَبِيًّا مِنَ الْجُوعِ، وَهُوَ مَكَانٌ شَرِيفٌ، الْمُدْعَاؤُ فِيهِ مُسْتَجَابٌ۔ یہ مقام بہت کرم ہے اس میں دعا قبول ہوتی ہے اور اسی غار کے دروازہ پر نبی کریم ﷺ کے دو صحابیوں یعنی حضرت عبداللہ بن ابی وقاص اللہی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز الفارسی رضی اللہ عنہما کی قبریں ہیں۔

مغارة الدم: یہ وہ غار ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے ہاتیل کو بے گناہ قتل کیا تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔ اسی وجہ سے اس کو مغارة الدم یعنی خون کی غار کہتے ہیں۔ اس غار کے اندر ایک جگہ پتھروں کی شکل ایسی ہے جیسے کوئی بہت بڑا سنسار کسی کو کھانے کے لئے منہ کھولے ہوئے ہو۔ کہتے ہیں کہ یہ اسی وقت سے ایسا ہے گویا یہ پہاڑ قابیل کو کھانے لگا تھا مگر حکم الہی سے رک گیا۔ اسی غار کے اندر اوپر چھت میں دو آنکھیں سی بنی ہوئی

ہیں ان سے قطرے ٹپکتے رہتے ہیں، کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ سے آج تک یہ پہاڑ رورہا ہے۔
واللہ اعلم۔ اس غار میں بہت سے انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے ہیں گویا یہ غار مبارک
عبادت گاہ و انبیاء ہے۔ چنانچہ اسی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نماز پڑھنے کی جگہ بھی ہے،
جہاں آپ نے کثرت سے نمازیں ادا فرمائی ہیں۔ علمائے کرام فرماتے ہیں۔ بلاشبک شبہ
یہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ یہ غار بہت اونچی جگہ واقع ہے۔

کہف جبریل: اسی پہاڑ میں ایک غار کا نام ”کہف جبریل“ ہے، اس کو علامہ شیخ ابو
الفرج محمد بن عبد اللہ بن احمد المعروف بابن المعلم رحمۃ اللہ علیہ نے 370 ہجری میں بنایا تھا۔
چنانچہ چروہ خود فرماتے ہیں کہ میں نے جبریل امین علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو جبریل
امین نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ تجھے حکم فرماتے ہیں کہ تو یہاں مسجد بناتا کہ اس میں
نماز پڑھی جائے اور اس میں ذکر الہی ہو۔ میں نے عرض کیا یہ مجھ سے کس طرح ہوگا؟ فرمایا
اللہ تیری مدد فرمائے گا، چنانچہ انہوں نے اسی جگہ جو انہیں بتائی گئی، وہاں مسجد بنائی اور اس
کا نام کہف جبریل امین رکھا۔ مسجد بنانے کے بعد انہوں نے خواب میں حضور سید
عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل امین کو دیکھا کہ اس میں درخت لگا رہے ہیں۔

(تاریخ دمشق ابن عساکر ص 111 کذافی کتاب الزیارات بدمشق ص 7)

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ جس کو کوئی جائز حاجت ہو وہ غسل کرے اور پاک کپڑے
پہنے اور اس غار میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سات
مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے، سلام کے بعد یہ پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَتُوَسَّلُ اِلَیْكَ بِجِبْرِیْلِ الرُّوْحِ الْاَمِیْنِ وَ مُحَمَّدٍ خَاتَمِ
النَّبِیِّیْنَ اِلَّا قَضَیْتْ حَاجَتِیْ

اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حضرت روح الامین جبریل امین اور حضرت محمد

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتا ہوں کہ میری حاجت پوری فرما!

اور لفظ حَاجَتِیْ کہتے وقت اپنی حاجت کا ذکر کرے، انشاء اللہ اس کی حاجت پوری ہو

گی۔

مقام اربعین: اسی پہاڑ کی بہت اونچائی پر مفاخرة الدم کے اوپر چالیس ابدال کا مقام ہے جو مقام ”اربعین“ کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں چالیس مصلے بنے ہوئے ہیں اور چٹانیاں چمبھی ہیں، دائیں طرف ایک منبر نما اونچا مقام ہے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ شام کے چالیس ابدال ہر جمعرات اور ہر پیر کو یہاں جمع ہوتے ہیں اور سرکارِ دو عالم ﷺ ان کی مجلس میں تشریف لاتے اور فیض پہنچاتے ہیں۔ ان چالیس ابدالوں کے متعلق بہت سی احادیث کتب احادیث میں موجود ہیں۔ ان میں سے بعض احادیث امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الجاوی للمفتاویٰ“ کی دوسری جلد میں نقل فرمائی ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا كَلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ
أَبْدَلَهُ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا يُسْتَقَى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمُ عَلَى
الْأَعْدَاءِ وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ۔

ابدال شام میں ہیں اور وہ چالیس ہیں جب ان میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دوسرے کو اس کا قائم مقام بنا دیتا ہے انہیں کے سبب مینہ دیا جاتا ہے اور انہیں کے باعث دشمنوں پر مدد ملتی ہے اور انہیں کے سبب اہل شام سے عذاب بچھیرا جاتا ہے۔

(مسند احمد حدیث نمبر: 899، مشکوٰۃ: 6277، کنز العمال: 34591، الجاوی للمفتاویٰ ص 2/456، مطبوعہ مکتبۃ القدسی، قاہرہ، مصر 1352ھ)

دوسری روایت جو حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں امیر المؤمنین سے روایت کی ہے اس میں اتنا زیادہ ہے۔

وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ الْبَلَاءُ وَالْغَرْقُ (کنز العمال 34589)

کہ انہیں کے سبب اہل زمین سے بلا اور غرق ہونا دفع ہوتا ہے۔

(الجاوی للمفتاویٰ ص 2/556)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

لَا يَزَالُ أَزْيَعُونَ رَجُلًا مِّنْ أَقْبَعِي فَلَوْ نَهَيْتُمْ عَلَى قَلْبِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِمْ عَنْ أَهْلِ الْأَرْضِ يَقَالُ لَهُمُ الْآبِدَالُ۔

(طبرانی: 10390۔ الحاوی للفتاویٰ ج 2 ص 463۔ کنز العمال 34607)

میری امت میں چالیس مرد ہمیشہ رہیں گے کہ ان کے دل ابراہیم علیہ السلام
کے دل پر ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کے سبب اہل زمین سے بلائیں دفع کرے
گا، ان کا لقب ابدال ہوگا۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا تَسْبُوا أَهْلَ الشَّامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِيهِمْ
الْآبِدَالُ بِهِمْ تَنْصُرُونَ وَبِهِمْ تُؤْذِقُونَ (طبرانی 247/4)

اہل شام کو برا نہ کہو کیونکہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے
شام میں ابدال ہوں گے انہیں کے سبب تمہیں مدد ملے گی اور انہیں کے سبب
تمہیں رزق ملے گا۔

(طبرانی 120/18، ابن عساکر، الحاوی للفتاویٰ ج 2 ص 463۔ کنز العمال 34590)

حضرت عبداللہ بن صفوان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یوم صفین میں ایک شخص نے کہا
اے اللہ اہل شام پر لعنت کر ایسے سن کر امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

لَا تَسْبُ أَهْلَ الشَّامِ فَإِنَّ بِهَا الْآبِدَالُ فَإِنَّ بِهَا الْآبِدَالُ فَإِنَّ بِهَا
الْآبِدَالُ۔

اہل شام کو برا نہ کہو کیونکہ اس میں ابدال ہیں، اس میں ابدال ہیں، اس میں
ابدال ہیں۔

(نبیختی، ابن عساکر، الحاوی للفتاویٰ ج 2 ص 458۔ کنز العمال 35017)

اس پہاڑ کے دامن میں بہت سے مقامات مقدسہ اور بہت سے علمائے کرام اور

اولیائے عظام کے مزارات مبارکہ ہیں۔ بعض مقامات پر چکیسی وغیرہ آسانی سے جاسکتی ہے۔ چند مقامات کا ذکر ہدیہ قارئین ہے۔

الشیخ الاکبر: العارف الولی العالم العادل محی الدین محمد بن احمد بن عبد اللہ الطائی الحاتمی الاندلسی المعروف "بابن العربی" رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتوحات مکیہ و فصوص الحکم وغیرہ۔ آپ کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں، دنیائے تصوف میں آپ بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔ آپ غوص بحر حقیقت ہیں۔ ماہ ربیع الثانی 638ھ میں آپ نے وفات پائی، آپ کا مزار مبارک بہت خوب صورت ہے، ساتھ ہی عظیم الشان مسجد ہے، آپ کے مزار مبارک کے ساتھ ہی آپ کے صاحب زادگان جو اپنے وقت کے مجتہد، فقیہ، ادیب اور بزرگ ہوئے ہیں، آرام فرما ہیں (رحمۃ اللہ علیہم)۔

علامہ نابلسی: حضرت شیخ اکبر کے مزار کے قریب ہی کچھ فاصلہ پر حضرت علامہ السید عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کا نہایت خوبصورت مزار مبارک ہے اور ساتھ ہی وہاں ہی طرف نہایت خوبصورت چھوٹی سی مسجد مبارک ہے۔

الشیخ ابو عمر: الشیخ الکبیر الزاہد العابد العالم العارف القطب الولی اکامل محمد بن احمد بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب الکشف والکرامات والکمالات والنقائات کا مزار مبارک مدرسہ صالحیہ میں ہے، آپ نے 607ھ میں وفات پائی، آپ کا آخری کلام یہ تھا: إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لِنَفْسِكَ النَّبِيَّ، فَلَا تَمُوتَنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (البقرہ: 132) آپ کے ساتھ آپ کے صاحب زادے الفقیہ الامام، شیخ الاسلام قاضی قضاة الشام عبد الرحمن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما ہیں۔ آپ نے 682ھ میں وفات پائی۔

الشیخ ابو السعود: الولی اکامل الصالح ابن صفری الجعفری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ، آپ نے 605ھ میں وفات پائی۔ علامہ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر نقیب الاشراف البکری الحسینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْغُوا الْكَسْبَ وَلَا تَبْغُوا الْبُلْغَةَ كُلُّ الْمَرَادِ وَذَٰكَ مِنْكُمْ قَرَأَ

اے (حضرت) ابوسعود کی زیارت کرنے والو (ان کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر) تم نے اپنی تمام مرادوں اور سکون وطمینان کو پایا۔

أَحْوَالُهُ ظَهَرَتْ فَلَا تَخْفِي عَلَيَّ عَبْدُ بَعِينِ الْقَلْبِ حَقًّا أَبْصَرَا
ان کے احوال خوب ظاہر ہو چکے ہیں اور وہ اس بندہ پر مخفی نہیں ہیں جو قلب کی حق میں نگاہ سے دیکھتا ہے۔

الْجَفْرِيُّ وَمَنْ غَدَّتْ أَسْرَارُهُ فِي النَّاسِ أَشْهَرُ أَنْ تَعْلُدَ وَتُحْصَرَ
(حضرت ابوسعود) الجعفری وہ بزرگ ہیں جن کے اسرار و رموز روز روشن کی طرح لوگوں میں اس قدر مشہور ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔

فَاللَّهُ يَنْفَعُنَا بِهِ وَيَجْعَلُهُ أَغْلَى وَأَشْرَفَ مَنْ يُشْفَعُ فِي الْوَرْدِي
پس اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی اور ان کے جد امجد (ﷺ) جو اشرف و اعلیٰ اور مخلوق کی شفاعت کرنے والے ہیں، کی ذات اقدس سے نفع پہنچائے!

صَلَّى عَلَيْهِ اللَّهُ ذَبِي ذَائِمًا مَخَانٌ صَبَّ بِالْقَاءِ وَتَدَشُّو
میرے رب تعالیٰ کا ان پر دائمی درود و سلام ہو جن کی ملاقات کے اشتیاق میں ستون ستانہ رویا تھا۔ (کتاب الزیارات بد مشق ص 28-29)

الشیخ علی القرنی: الشیخ الکبیر العارف الکامل، صاحب کرامات و ریاضات حضرت علی القرنی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا مزار مغربی جانب المدرستہ المرشدیۃ الجھنیہ کے جواریں صالحیہ میں ہے۔ علامہ ذہبی نے تاریخ الاسلام میں آپ کی مدح و تعریف کے ساتھ آپ کی کرامات کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ نے 621ھ میں وفات پائی ہے۔

الشیخ ابو بکر بن علی: الشیخ الکبیر، الزاہد العابد، العارف الکامل، صاحب الاحوال و انکرامات و القامات حضرت ابو بکر بن علی بن قوام رحمۃ اللہ علیہ۔ علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الطبقات الکبریٰ“ میں آپ کے مناقب کثیرہ اور آپ کی کرامات شہیرہ درج فرمائی ہیں۔ ان میں سے دو ہدیہ ناظرین ہیں۔ طالب صادق کو چاہیے کہ وہ آپ کے مناقب و

کرامات کے لئے ”طبقات کمزری“ دیکھے۔

علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ شمس الدین خابوری نے ذکر کیا کہ میں ایک مرتبہ شیخ ابو بکر کی زیارت کیلئے حاضر ہوا، میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں شیخ سے روح کے متعلق گفتگو کروں۔ آپ نے میری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا احمد! میں نے عرض کی: لیک یا سیدی! فرمایا کیا تو قرآن نہیں پڑھتا؟ میں نے عرض کی ہاں یا سیدی! فرمایا پڑھو: وَ يَسْئَلُونَكَ عَنِ الرُّؤْيَا قُلِ الرُّؤْيَا مِنْ أَصْحَابِنَا وَمَا آوْتَيْنَاكُمْ مِنَ الْوَعْدِ إِلَّا تَقْوِيلًا ۗ

(الاسراء: 85) پھر فرمایا

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي ارْسَلْتُكَمُ بِرُسُولٍ مِّنِّي لِيُبَيِّنَ لَكُمْ آيَاتِي وَيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَلَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي الظُّلُمَاتِ لَمَّا كَفَرْتُمْ سِنِينَ ۚ وَتَوَلَّوْا وَرُءُوسِكُمْ مَّرْفُوعَةً ۚ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ

اے بیٹے! یہ ایسی چیز ہے کہ اس میں جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی گفتگو نہیں فرمائی پھر کیسے جائز ہے کہ تو اس میں گفتگو کرے۔

علامہ سبکی فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ صالح محمد بن ناصر المشہدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ شیخ ابو بکر نے بہت سے لوگوں کے ساتھ مسجد میں عصر کی نماز پڑھی، میں آپ کے قریب ہی بیٹھا تھا کہ بعض حاضرین نے عرض کی: یا سیدی! ولی کی علامت کیا ہے؟ فرمایا ولی کی علامت یہ ہے کہ اگر وہ اس ستون کو اشارہ کرے تو وہ نور سے جگمگا اٹھے، لوگوں نے دیکھا تو جس ستون کی طرف آپ نے اشارہ کر کے فرمایا تھا تو وہ نور سے جگمگا رہا تھا۔

علامہ سبکی لکھتے ہیں کہ شیخ ابراہیم بن شیخ ابی طالب البطالگی نے فرمایا کہ شیخ ابو بکر حلب میں ٹھہرے ہوئے تھے میں بھی آپ کے ساتھ تھا، آپ نے فرمایا:

وَاللَّهِ إِنِّي لَا أَعْرِفُ أَهْلَ السَّمَاءِ مِنَ أَهْلِ السَّمَاءِ فِيهَا. وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَسْمِعَهُمْ لَسَمِعْتَهُمْ، وَلَكِنْ لَمْ نُؤْمِرْ بِذَلِكَ، وَلَا نَكْشِفُ سِرَّ الْحَقِّ فِي الْعَلْقَى.

خدا کی قسم! بلاشبہ میں اس دنیا میں جنتیوں اور دوزخیوں کو صاف صاف پہچانتا

ہوں اور اگر میں چاہوں تو ان کے نام اور نشانیاں بھی بتا دوں لیکن ہم (اہل اللہ) کو اس کی اجازت نہیں دی گئی کہ حق کے اسرار کو لوگوں میں ظاہر کریں۔

(کتاب الزیارات بد مشق ص 45)

آپ نے 658ھ میں حلب کے قریب ایک گاؤں میں (جسے ”علم“ کہا جاتا ہے) وفات پائی اور بوقت وفات یہ وصیت فرمائی کہ مجھے ارض مقدسہ جبل قاسیون کے دامن میں دفن کرنا۔ چنانچہ آپ کے تابوت کو کچھ عرصہ بعد یہاں منتقل کیا گیا۔

الموفق بن قدامہ: الشيخ الامام العلامة موفق الدين بن قدامة المقدسي رحمة الله عليه، صاحب ”المغني“۔ جس مقام پر آپ دفن ہیں اس کو ”روضہ“ کہا جاتا ہے۔ علامہ ابن المبرد رحمة الله عليه اپنی کتاب ”تأذي الابرار بجوار الاشرار“ میں اس کی وجہ تسمیہ بیان فرماتے ہیں کہ پہلے وہاں ایک ظالم دفن تھا جو کئی مرتبہ خواب میں جلتا ہوا دیکھا گیا تھا جب حضرت موفق الدين وہاں دفن کئے گئے تو اسی ظالم کو لوگوں نے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے؟ اس ظالم نے کہا اب خیر ہے کیونکہ جس دن سے اللہ کا نیک بندہ موفق یہاں دفن ہوا ہے اس دن سے اللہ نے ہمارا عذاب دور کر کے ہمارے لئے جنت کے باغوں میں سے یہ ایک باغ کر دیا ہے۔ آپ نے عید الفطر کے دن 620ھ میں وفات پائی۔ رحمة الله عليه (کتاب الزیارات بد مشق ص 58)

ابن خلکان: الشيخ الامام الكامل الفاضل العالم الاديب المورخ العلامة ابو العباس شمس الدين احمد بن محمد الرطبي رحمة الله عليه المعروف ”ابن خلکان صاحب تاریخ و فیات الاصلان“۔ آپ کا حزر مبارک رباط الناصری کے بالمقابل ہے، آپ نے 681ء میں وفات پائی۔

التاج السبکی: الشيخ الامام العارف الكامل قاضي قضاة الشام علامہ عبد الوہاب تاج الدين ابن الجعد المطلق تقي الدين سبكي رحمة الله عليه صاحب الطبقات الكبرى والوسطى والصغرى و جمع الجوامع في الاصول ومعيد النعم ومعيد النعم وغيره۔ آپ نے 771ھ میں طاعون سے

وقات پائی۔ آپ کی قبر انور تربت السکینین، قاسیون میں ہے۔

برزہ: اسی پہاڑ قاسیون کے دامن میں ایک گاؤں ہے جس کا نام ہے ”برزہ“ اسی گاؤں کے ایک فارسی سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

وَلِدَةُ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِغَوْطَةَ دِمَشْقَ فِي قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا "بَرْزَةُ" فَهِيَ جَبَلٌ يُقَالُ لَهُ قَاسِيُونُ

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام غوطہ دمشق کے ایک گاؤں ”برزہ“ میں پیدا ہوئے جو جبل قاسیون میں ہے۔

اسی گاؤں ”برزہ“ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد بھی ہے۔
زہری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَسْجِدُ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي قَرْيَةٍ يُقَالُ لَهَا بَرْزَةُ، فَمَنْ صَلَّى فِيهِ اَرْبَعٌ رَكَعَاتٍ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ، وَيَسْأَلُ اللّٰهُ مَا شَاءَ فَاِنَّهُ لَا يَرُدُّهُ خَالِيًا.

ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد جس گاؤں میں ہے اس کو برزہ کہتے ہیں تو جو اس میں چار رکعتیں پڑھے گا وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے دن کا بچہ، وہ جو چاہے اللہ سے مانگے اس کو ملے گا۔

(کتاب الریارات بدمشق ص 16)

برزہ: دمشق سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جس کا نام حرہ ہے اس میں حضرت وحیۃ الکلیٰ الصحابی رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید الصحابی رضی اللہ عنہ کے مزارات مبارکہ ہیں یہ دونوں بڑے جلیل القدر صحابی، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے پیارے ہیں۔

حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ صحابی ہیں کہ ان کی شکل و صورت میں بھی حضور

اکرم ﷺ کے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام آیا کرتے۔ اور حضرت اسامہ بن زید کو نبی کریم ﷺ نے سواری پر اپنے ساتھ بیٹھنے کا شرف بخشا۔

داریا: دمشق میں ایک گاؤں ہے جس کا نام ہے داریا، اس میں جلیل القدر تابعی، قاری اہل شام، حضرت عبد اللہ ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ کے مزارات مبارک ہیں۔ اسود عسی کذاب نے جب یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو یہ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے فرمایا اَتَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کیا تو شہادت دیتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ قَالَ نَعَمْ اس نے کہاں ہاں ٹھیک ہے پھر اس نے کہا اَتَشْهَدُ اِنِّي رَّسُوْلُ اللّٰهِ؟ کیا تو میرے بھی رسول اللہ ہونے کی شہادت دیتا ہے؟ ابو مسلم نے کہا نہیں تو رسول اللہ نہیں ہے۔ تو اس نے ان کو جلائے کا حکم دیا۔ چنانچہ ان کو آگ میں ڈال دیا گیا مگر بحکم رب العالمین آگ ان پر گلزار ہو گئی اور ان کا ایک بال بھی نہ جلا اور آگ سے انہیں کوئی نقصان نہ ہوا۔ اس پر اسود عسی نے ان کو یمن سے نکال دیا کہ اگر یہ یہاں رہا تو لوگوں کو میرے خلاف کر دے گا۔ ابو مسلم خولانی وہاں سے چل کر مدینہ منورہ آ گئے۔

رسول اللہ ﷺ دنیا سے رحلت فرما چکے تھے اور سیدنا ابو بکر صدیق کا دور خلافت تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو دیکھا تو فرمایا کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا یمن سے ان فاروق اعظم نے فرمایا ہمارے اس دوست کا کیا حال ہے جس کو اللہ کے دشمن نے آگ میں جلایا مگر آگ نے اس کا کچھ نقصان نہ کیا؟ انہوں نے کہا ہاں وہ عبد اللہ بن ثرب ہے! فرمایا کیا تم ہی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! تو فاروق اعظم نے ان کو گلے لگایا اور پیشانی کو چوما اور پھر ان کو ساتھ لے کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ابو بکر اور اپنے درمیان بیٹھایا اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يُمَيِّنِي حَتَّىٰ اَرَانِي فِيْ اُمَّةٍ مَّحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَعَلٍ بِهٖ كَمَا فَعَلَ بِابْنِ اَهْمِجَ النَّخْلِيِّ.

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے مجھ مرنے سے پہلے امت محمدیہ میں

سے ایسے شخص کو دکھایا جس کے ساتھ ابراہیم خلیل اللہ کا سلوک کیا گیا ہے۔

(الریاض النضرۃ ج 2 ص 17 مطبوعہ مصر 1953ء، کتاب الزیارات بدمشق ص 63)

ان کے قریب ہی بہت بڑے دلی اللہ حضرت ابوسلیمان الدارانی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے کہا گیا ہے کہ یہاں دعا مستجاب ہوتی ہے۔ انہوں نے 205ھ میں وفات پائی۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

راویہ: دمشق سے تقریباً چھ سات میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے جو قریہ راویہ اور قبر الست کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں حضرت سیدہ، طاہرہ، صابرہ، زینب الکبریٰ بنت سیدنا امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کا عظیم الشان مزار مبارک ہے۔ جہاں تک ان کے فضائل و مناقب کا تعلق ہے وہ احاطہ تحریر سے باہر ہیں، یہی کیا کم ہے کہ یہ سیدہ، حضور سید العالمین ﷺ کی نواسی، سیدنا علی المرتضیٰ و سیدتنا فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما کی بیٹی، اور حضرت حسین کریمین رضی اللہ عنہما کی بہن ہیں۔ یہی وہ سیدہ صابرہ ہیں جو میدان کربلا میں سیدنا حضرت حسین کے ساتھ تھیں اور یہی وہ سیدہ ہیں جنہوں نے کاروان ال بیت نبوت کو دن کے وقت لٹتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہی وہ صابرہ ہیں جنہوں نے چمن زہرا کے مہکتے پھولوں کو میدان کربلا میں یزیدی لشکر کے ظلم و ستم کا شکار ہوتے ہوئے دیکھا تھا، یہی وہ سیدہ زینب ہیں جنہوں نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی آنکھوں کے تاروں، حضرت علی مرتضیٰ اور خاتون جنت کے جگر کے ٹکڑوں کو دشمنوں کی تلواروں اور تیروں سے چھلنی ہوتے ہوئے اور اپنے خون سے کربلا کی زمین کو رنگین بناتے ہوئے دیکھا تھا، یہی وہ صابرہ ہیں جنہوں نے حسین و عباس جیسے بھائیوں علی اکبر و قاسم جیسے بھتیجیوں، محمد و عون جیسے بیٹوں، اور خاص عزیزوں کی لاشوں کو زخمی، خون میں تریتر خاموش پڑے ہوئے دیکھا تھا، یہی وہ صابرہ ہیں جنہوں نے باوجود مصائب و آلام کے ہادلوں میں گھر جانے اور مظالم کے پہاڑوں تلے دب جانے کے بھی صبر و استقلال کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ.

حضرت شیخ ابوبکر الموصلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”فتح الرحمن“ میں فرماتے ہیں کہ میں نے بارہ سال متواتر سیدہ زینب الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ اقدس میں حاضری دی ہے۔ میرا طریقہ یہ تھا کہ جب میں حاضر ہوتا تو حجرہ کے اندر نہیں جاتا تھا، اور نہ میں ان کے چہرہ انور کے سامنے ہوتا تھا بلکہ اس خیال سے کہ علمائے کرام کا ارشاد ہے کہ ”زائر کو چاہئے کہ میت کے ساتھ ایسا معاملہ کرے جیسا کہ اس کے ساتھ کیا جاتا اگر وہ زندہ ہوتا“ باہر ہی سے سلام و نیاز پیش کر کے آ جاتا تھا۔ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ سیدہ اپنی قبر سے نکلیں، آپ بڑے جلال و عظمت اور شان و وقار والی تھیں اور مجھے فرمایا:

يَا بَنِي إِذَا ذَاكَ اللَّهُ أَذْبَاءَ، إِنَّ جَلْدِي وَأَصْحَابِي كَانُوا يَزُورُونَ أُمَّ
أَيُّمَنْ حَاضِنَةً بَعْدَ مَوْتِهَا۔

اے بیٹے! اللہ تیرے ادب کو زیادہ کرے، چٹنگ میرے نانا جان اور آپ کے اصحاب ام ایمن کی وفات کے بعد اس کی زیارت کیا کرتے تھے۔ جس نے بچپن میں آپ کی خدمت کی تھی۔ (کتاب الزیارات ص 22)۔

مزارات صحابہ: دمشق کے اسی قریہ راویہ سے قریہ حجرہ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں سیدنا درک بن زیاد الغزالی الصحابی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔

اور دمشق سے ”عقربا“ کے راستے میں بیت رائس کے قریب ایک گاؤں ہے جس میں سیدنا ابومرہم الغنوی کناز بن الحصین بن یربوع الصحابی البدری رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔

دمشق کے قریب ہی ایک گاؤں جس کا نام ہے ”ملیحہ“ اس میں سیدنا سعد بن عبادۃ الانصاری الصحابی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک ہے۔

اسی طرح دمشق کے قریب ایک گاؤں ہے جس کا نام ”عدرا“ ہے اس میں سات صحابہ کرام دفن ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

(1) حجر بن عدی (2) شریک شہاد الحضرمی (3) صفی بن قیل یا نسلی الشیبانی

(4) قمیصہ بن ضمیمہ العنسی (5) معمر بن شہاب المعمری السعدی (6) کرام بن حیان الحزلی (7) عبدالرحمن بن حسان الحزلی وَحُضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ۔
میدان الکھصا: دمشق کے میدان الکھصا میں حضرت صمیم رومی الصحابی رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک مشہور ہے۔

مسجد القدم: دمشق کے قریب ہی ایک گاؤں ہے جو مسجد القدم کے نام سے مشہور ہے، اس مسجد میں ایک پتھر ہے جس پر حضور اکرم ﷺ کے قدم مبارک کا نشان ہے، وہ پتھر دیوار کے اندر ایک طاق بنا کر اس میں لگایا ہوا ہے، شیشہ کے اندر سے نظر آتا ہے۔

مسجد ابو عبیدہ: باب الجابیہ میں ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد ہے جس کو امیر المجددین حضرت ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ عنہ نے فتح کے زمانے میں بنایا تھا، یہ صحابی رسول ان دس صحابہ میں سے ایک ہیں جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ ہر نماز کے وقت مسجد بھر جاتی ہے۔

مقبرۃ الصوفیہ: دمشق میں ایک قبرستان ہے جو ”مقبرۃ الصوفیہ“ کے نام سے مشہور ہے، اس میں بڑے بڑے مشاہیر، ائمہ، فقہاء، علماء، محدثین، مفسرین آرام فرما ہیں جن میں چند کے نام یہ ہیں۔

شیخ الامام العلامہ ابراہیم بن سلیمان الحنفی الحمودی رحمۃ اللہ علیہ جو ”حموی“ کے نام سے مشہور ہیں (متوفی 732ھ)۔

شیخ الامام المورث ابراہیم بن عبدالرزاق الحنفی شارح القدری رحمۃ اللہ علیہ، (متوفی 809ھ)۔

شیخ الامام العلامہ المحدث المفسر عماد الدین بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ جو ”ابن کثیر“ کے نام سے مشہور ہیں، (متوفی 643ھ)۔

شیخ العلامہ الراہد العابد الورع شیخ النووی عبدالرحمن بن نوح رحمۃ اللہ علیہ، (متوفی 654ھ)۔

شیخ العلامہ المحدث احمد بن عبد الحلیم النعمری الحرانی جو "ابن تیمیہ" کے نام سے مشہور ہیں، (متوفی 728ھ)۔

شیخ العلامہ المورث المفسر الفقیہ تقی الدین ابو عمرو بن الصلاح الشہر زوری رحمۃ اللہ علیہ جو "ابن الصلاح" کے نام سے مشہور ہیں (متوفی 643ھ)۔

اصل میں دمشق بہت سے انبیاء، صحابہ، تابعین، علماء، اولیاء، صالحین کا مسکن مدفن ہے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دمشق میں ایک ہزار انبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبریں ہیں۔ (کتاب الزیارات ص 96)۔

عہد فاروقی میں جب کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق کے امیر تھے، تو ایک مرتبہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ (جو پہلے یہود کے بہت بڑے علماء میں سے تھے اور آسمانی کتابوں کے عالم تھے) بیت المقدس سے 30ھ میں دمشق تشریف لائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات فرمائی۔ امیر معاویہ نے ان سے دمشق کے مقامات مقدسہ کے متعلق پوچھا، انہوں نے جبل قاسیون اور اس کے مضافات میں انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات اور حضرت ہاتل کے قتل کی جگہ، اصحاب کہف کی غار اور حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی ولادت گاہ وغیرہ چند مقامات دکھائے، حضرت معاویہ نے اس خوشی میں ان کو بہت سا مال بطور ہدیہ پیش کیا۔ (کتاب الزیارات ص 98)۔

اس دمشق شہر کے فضائل میں اکابر علماء و محدثین حضرات نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں بلاشبہ یہ شہر بلکہ یہ پورا ملک بہت ہی مبارک ہے۔

دمشق میں مقامات مقدسہ کے علاوہ نہایت خوبصورت مناظر اور سرسبز باغات ہیں، شہر کے صاف ستھرے بازار ہیں اور بعض بازاروں میں نہریں جاری ہیں، جن سے خوبصورتی میں اور اضافہ ہو گیا ہے، پھل کثرت سے ہوتا ہے، باشندے بہت خوبصورت اور خوش پوش ہیں، اکثر عورتیں باریک کپڑے کا نقاب رکھتی ہیں اور بعض بے نقاب پھرتی ہیں، اکثر عورتوں کی پنڈلیاں انگریز عورتوں کی طرح بالکل تنگی ہوتی ہیں۔ یہاں کے باشندوں کی

اکثریت مغربی تہذیب سے متاثر ہو چکی ہے البتہ علماء اکثر یا شرع اور صحیح العقیدہ اہلسنت و جماعت ہیں۔ تقریباً ہر مسجد میں اذان کے بعد ان الفاظ میں صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے۔
 الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا
 حَبِیْبِنَا يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا سَيِّدَنَا يَا نَبِیَّ اللّٰهِ! فجر اور عشاء
 کی اذان کے وقت مختلف القاب کے ساتھ زیادہ پڑھتے ہیں۔ مجالس میلاد مبارک، مجالس
 دلائل الخیرات شریف اور مجالس قصیدہ بردہ شریف منعقد ہوتی ہیں جن میں بڑے ذوق و
 شوق سے ذکر میلاد، درود شریف اور قصیدہ بردہ شریف پڑھا جاتا ہے۔ سیدی حضرت
 ابراہیم الغلغانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں بھی شرکت کا اتفاق ہوا۔ قرآن خوانی کے
 بعد باقاعدہ دست بستہ نہایت ادب و احترام کے ساتھ کھڑے ہو کر مدینہ منورہ کی طرف
 منوجھ کر کے عربی کے عمدہ لہجے میں سلام پڑھا گیا: يَا نَبِیَّ سَلَامٌ عَلَیْكَ، يَا رَسُوْلَ
 سَلَامٌ عَلَیْكَ، يَا حَبِیْبَ سَلَامٌ عَلَیْكَ، صَلَوةٌ اللّٰهِ عَلَیْكَ۔
 صلوٰۃ و سلام کے بعد دعائے خیر کی گئی، اور شیرینی تقسیم ہوئی۔

بیروت: اگرچہ دمشق سے بیروت تک ہوائی جہاز کا کٹ بھی میرے پاس موجود تھا، مگر
 دمشق سے ہوائی جہاز ہفتہ میں ایک مرتبہ جاتا ہے کیونکہ مسافت کوئی زیادہ نہیں ہے اور ہوائی
 جہاز پر جانے میں چار روز کا انتظار کرنا پڑتا تھا، اس لئے ٹیکسی میں جانے کا پروگرام بنا لیا اور
 پانچ لیرے کرایہ دے کر سیٹ بک کرائی۔ حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب قبلہ نے
 دعائیں دے کر مورخہ کلیم فروری کو صبح ناشتہ کے بعد رخصت فرمایا اور محترم الشیخ منیر صاحب کو
 ساتھ کیا کہ جاؤ روانہ کر کے آؤ۔

ٹیکسی روانہ ہوئی۔ راستہ میں سرحد پر پاسپورٹ چیک ہوا، اور (شام سے) خروج کی مہر
 لگی اور سرحد پار کر کے بیروت (لبنان) میں دخول کی مہر لگی۔ اس طرح اڑھائی گھنٹے میں
 ٹیکسی بیروت پہنچ گئی۔ میں نے اپنا ٹیپسی اور بستر ٹیکسی سٹیٹڈ والوں کے کمرہ سامان میں جمع
 کروا دیا اور رسید لے لی اور ان سے امریکن یونیورسٹی آف بیروت کا پتا پوچھا۔ انہوں نے کہا

وہ سامنے چوک سے بردس منٹ کے بعد ٹرام جاتی ہے۔ میں ٹرام میں آ کر بیٹھ گیا، ٹرام چلی اور چند منٹوں میں یونیورسٹی کا گیٹ آ گیا۔ میں نے ٹرام سے اتر کر گیٹ کے دفتر معلومات سے اپنے دوست عبدالحمید جتالا کا پتا پوچھا۔ انہوں نے کہا چند منٹ ٹھہریے، ہم ان کو ابھی بلوا دیتے ہیں۔

امریکن یونیورسٹی: اس یونیورسٹی میں تقریباً ہر ملک کے طلباء و طالبات مختلف کورس پاس کرنے کے لئے آتے ہیں۔ تعلیم و تربیت کا نہایت بہترین انتظام ہے، پاکستان کے بھی پچاس ساٹھ طلباء داخل ہیں۔ میرے محترم دوست اور پیر بھائی عبدالحمید صاحب جتالا ساکن چک نمبر 86/GR (ٹنگمری) بھی اس یونیورسٹی میں پانچ سال کا کورس پاس کرنے کے لئے آئے ہیں۔ جن دنوں میں اوکاڑا میں رہتا تھا اور ٹنگمری جمعہ پڑھایا کرتا تھا، وہ ہر جمعہ کو آتے اور بعض مرتبہ اپنے گاؤں میں لے جاتے، اسی طرح اپنے حیر خانے شرق پور شریف بھی ہم ہمیشہ ہی اکٹھے جاتے۔ بہر حال عبدالحمید صاحب سے گھریلو تعلقات ہیں اور وہ بالکل قریبی عزیزوں کی طرح ہیں۔ اتنے تعلقات ہوتے ہوئے لطیف یہ ہے کہ میں نے ان کو اپنے آنے کی اطلاع تک نہیں دی تھی، جب ان کو اطلاع ملی کہ پاکستان سے تمہارے ایک دوست آئے ہیں جو تمہیں ملنا چاہتے ہیں اور وہ گیٹ پر دفتر معلومات میں بیٹھے ہوئے ہیں تو وہ متعجب ہوئے کہ وہ کون دوست ہیں؟ خیر وہ آئے، اور آتے ہی فرط محبت سے لپٹ گئے اور اس بغیر اطلاع کے اچانک آنے پر بہت حیران اور سرد رہے۔

چونکہ یونیورسٹی ہاسٹل میں سوائے طلباء کے کوئی غیر آدمی نہیں رہ سکتا اس لئے حمید صاحب نے کہا کہ میں آپ کی رہائش کا انتظام اپنے ایک مخلص دوست کے ہاں کرتا ہوں جنہوں نے ایک پرائیویٹ مکان کرائے پر لیا ہوا ہے اور اس میں گنجائش بھی ہے، میں نے کہا کسی ہوٹل میں کوئی کمرہ لے لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا یہاں کرایہ بہت زیادہ لیتے ہیں اور آپ سفر میں ہیں۔ میں نے کہا آپ کی مرضی۔ چنانچہ وہ مجھے ہمراہ لے کر اپنے دوست ڈاکٹر عزت علی خاں صاحب اور چودھری صاحب کے ہاں پہنچے جو جوگرہ پاکستان کے رہنے

والے اور اسی یونیورسٹی میں کورس کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اور چودھری صاحب بڑی ختمہ پیشانی سے ملے اور بہت زیادہ خوشی و مسرت کا اظہار کیا اور کہا ہمارے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوگی کہ ہمیں آپ کی خدمت کا موقع ملا۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور ان کا خلوص اور اصرار دیکھ کر اظہارِ رضا مندی کر دیا۔ چنانچہ ٹیکسی اسٹینڈ سے سامان لا کر ان کے ہاں رکھ دیا اور ایک ہوٹل میں گئے، کھانا وغیرہ کھایا اور واپس آ گئے۔ کافی دیر تک پاکستان کے حالات پر گفتگو ہوتی رہی، شام کا کھانا ڈاکٹر صاحب اور چودھری صاحب نے خود تیار کیا، کھانا کھایا اور نماز سے فارغ ہو کر سو گیا۔ صبح اٹھ کر نماز پڑھی اور وظیفہ سے فارغ ہو کر غسل کیا اور کپڑے تبدیل کئے، ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر بیروت کی کچھ سیر کی۔ اور بی، او، اے، سی کے دفتر میں جا کر القدس جانے والے جہاز کا پتا کیا، معلوم ہوا کہ ایک دن میں دو تین جہاز جاتے ہیں۔ اگرچہ حمید صاحب اس پر مصر تھے کہ میں ان کے پاس زیادہ دیر ٹھہروں مگر رمضان شریف کا چاند ایک دو دن کے بعد نکلنے والا تھا، اس لئے میں نے حمید صاحب کو مجبور کر دیا کہ وہ مجھے کل ہی جانے دیں۔ چنانچہ وہ مان گئے اور اگلے دن جانے والے عرب ایئرز کے جہاز پر سیٹ بک کر وادی گئی۔

بیروت، لبنان کا دار الحکومت ہے، نہایت خوبصورت اور ترقی یافتہ شہر ہے، جدید قسم کی عالی شان عمارتیں ہیں، سمندر کے کنارے اور پہاڑوں پر تفریح گاہیں ہیں، بازاروں میں خوب گہما گہمی رہتی ہے، اکثر ممالک کے سیاح چلتے پھرتے نظر آتے ہیں، دکانیں خوب سچی ہوئی ہیں، پھل میوے اور سبزیاں بکثرت ہوتی ہیں، ٹریک بہت زیادہ ہے، باشندے بہت ہی زیادہ خوش شکل اور خوش پوش ہیں۔ مغربیت بہت زیادہ غالب ہے، مقام عورتوں کے سروں کے بال کٹے ہوئے، گھٹنوں تک فرائک پہنے ہوئے بالکل یورپین عورتوں کی طرح ہیں۔ پردہ بالکل ہی نہیں ہے الا ماشاء اللہ۔ چودھری صاحب اور عبدالحمید صاحب نے بتایا کہ یہاں، سمندر کے کنارے، تفریح گاہوں اور کلبوں میں مرد عورتیں نیم عریاں اور بالکل برہنہ بھی نہاتے اور کھیلتے ہیں، رات کو کلبوں اور ہوٹلوں میں عریاں ناز اور گانا وغیرہ ہوتا ہے

اور جا بجا عیاشی کے اڈے ہیں۔ شراب عام ہے۔ اکثر ممالک کے عیاش امراء یہاں عیاشی کے لئے آتے ہیں اور اپنا جوش وغیرہ جھاڑ کے چلے جاتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَحْفِظْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَوَاحِشِ وَالْمُنْكَرَاتِ۔

دوسرے دن ڈاکٹر صاحب اور چودھری صاحب سے رخصت ہو کر وقت مقررہ پر ہوائی اڈے پہنچ گئے۔ عبدالحمید جمالا صاحب کے دو اور دوست بھی ان کے ہمراہ ہوائی اڈے پر آئے تھے، میں چار پانچ روز کے بعد واپس آنے کا وعدہ کر کے ان سے رخصت ہوا، تھوڑی دیر کے بعد وہ گیلری میں کھڑے ہوئے القدس جانے والے جہاز کی پرواز کو دیکھ رہے تھے۔

القدس: 3 فروری کو بیروت سے چل کر تقریباً دو گھنٹے کے بعد القدس پہنچے، چونکہ کشم ڈیوٹی کی کوئی چیز نہ تھی اس لئے جلدی ہی کشم کے کمرہ سے باہر آ گئے، پاسپورٹ پر دخول کی مہر لگانے والوں نے پانچ لیرے فیس کے وصول کر کے مجھ سے پوچھ کر پندرہ دن رہنے کی مدت لکھ دی۔ ہوائی کمپنی کی گاڑی میں سوار ہو کر شہر میں داخل ہوئے اور ”زاویۃ الہندیہ“ پہنچے۔ گاڑی والوں نے بھی ایک لیرے کا مطالبہ کر دیا اور کہا کہ اگر آپ ہوائی کمپنی کے دفتر پر اتر جاتے، تو آپ سے کچھ نہ لیا جاتا، لیکن اب آپ کو آپ کی مطلوبہ جگہ پر پہنچایا ہے لہذا ایک لیرا کرایہ مزید دینا پڑے گا، حالانکہ یہ جگہ دفتر سے قریب ہی تھی اور گاڑی میں اور سواریاں بھی بیٹھی رہی تھیں جنہوں نے اپنے اپنے مقام پر اترنا تھا، تاہم ایک لیرا دینا ہی پڑا۔ گاڑی سے اتر کر ایک مزدور کو سامان اٹھوایا۔ زاویہ کے اندر پہنچتے ہی ایک پاکستانی لڑکے پر نظر پڑی، وہ مجھے دیکھ کر دوڑتا ہوا آیا اور آ کر سامان مزدور کے سر سے اتارا اور پوچھنے لگا آپ کہاں سے آئے ہیں، آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے مختصر بنا کر پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو، کس طرح آئے ہو؟ بولا میں لاہور کا رہنے والا ہوں اور میرے ساتھ چند اور ساتھی ہیں جو شام کو آ جائیں گے، ہم سب زیارتیں کرتے ہوئے آرہے ہیں اور یہاں آئے ہوئے دو ماہ ہو گئے ہیں اور آگے حج کرنے جانا ہے۔ میں نے پوچھا شیخ منیر صاحب کہاں ہیں؟ بولا وہ کہیں گھر سے باہر گئے ہوئے ہیں تھوڑی دیر کے بعد آ جائیں

گئے۔ چنانچہ تھوڑی ہی دیر کے بعد شیخ منیر صاحب آ گئے۔ ان سے ملاقات ہوئی میں نے وہ خط پیش کیا جو ان کے نام میرے مخدوم و محترم حضرت مولانا شاہ احمد نورانی قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نے تحریر فرمایا تھا۔ شیخ منیر صاحب خط پڑھ کر خوش ہوئے اور کہنے لگے کتنے روز کا قیام ہے؟ میں نے کہا کوئی چار پانچ روز انہوں نے خادم زاویہ کو بلایا اور کہا فلاں کمرہ صاف کر کے اس کی چابی آپ کو دے دو اور مجھ سے کہا کہ ویسے تو ہم چار لیرے پومہ کمرے کا کرایہ لیتے ہیں مگر آپ سے تین لیرے لیں گے۔ میں نے کہا صاحب جس طرح آپ کی مرضی۔ پھر کہنے لگے اچھانی الحال دس لیرے مجھے دے دیں پھر بعد میں دیکھا جائے گا۔ میں نے دس لیرے ان کے حوالے کئے اور چابی لے کر کمرے میں آ گیا اور اسی لڑکے نے میرا سامان لاکر اندر رکھ دیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ لڑکا اور اس کے ساتھی بھیک مانگ مانگ کر اپنا گزارہ کرتے ہیں اور اس طرح پاکستان کا نام بدنام کر رہے ہیں۔

زاویۃ الہندیہ: یہ زاویہ نواب صاحب حیدر آبادوکن نے زائرین کے آرام و رہائش کے لئے بنوایا تھا۔ اور شیخ ناظر حسین صاحب انصاری کو اس کا ناظم و مگران مقرر کیا تھا۔ انہوں نے بعد میں اس کا کچھ حصہ جدید طرز پر تعمیر کروایا۔ شیخ منیر صاحب ان ہی کے فرزند ہیں اور اب اس زاویہ کے ناظم و مگران ہیں۔ بہر صورت زاویہ کے کمرے اچھے صاف ستھرے ہیں اور رہائشی ضروریات کا اچھا انتظام ہے۔

بیت المقدس: میں نے اسی پاکستانی لڑکے کو ساتھ لیا اور مسجد اقصیٰ کی طرف روانہ ہوا۔ حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق اس مسجد میں ایک نماز پڑھنے پر پچاس ہزار نماز پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ مسجد شریف، زاویہ کے قریب ہی ہے۔ حرم شریف میں داخل ہوتے ہی دل خوشیوں اور مسرتوں سے اچھلنے لگا۔ اللہ اللہ کہاں یہ مقدس مقام اور کہاں میں زویاہ انسان۔ سب سے پہلے وہ مقدس گنبد، جو حجرہ شریف کے اوپر بنا ہوا ہے نظر پڑا، اس کو دیکھتے ہی آنکھیں اٹکبار ہو گئیں، اللہ کریم کالا کھلا کھلا شکر ادا کیا جس نے محض اپنے فضل و کرم سے ان مقدس مقامات کی حاضری کا شرف بخشا۔ وضو کیا اور مسجد شریف کے اندر جا کر

پہلے دو رکعت نماز تحیۃ المسجد اور پھر نماز عصر ادا کی۔ نماز کے بعد مسجد شریف میں بیٹھا درود شریف پڑھتا رہا، مغرب کی اذان ہوئی، سبحان اللہ مؤذن صاحب نے عرب کے مخصوص لہجہ میں اذان دی اور اذان کے بعد درود و سلام پڑھا اَلصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا، يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِیْبَ اللّٰهِ! سن کر دل باغ باغ ہو گیا۔ مسجد میں کافی لوگ جمع ہو چکے اور ہو رہے تھے، میں پہلی صف میں بیٹھا ہوا تھا۔ امام صاحب تشریف لائے دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اتنی بڑی مسجد کے امام اور تارک سنت، کیونکہ ان کی داڑھی موٹری ہوئی تھی۔ لاحول و لاقوة الا باللہ۔ ناچار کھڑا ہو گیا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھی، پھر اعادہ کر لیا۔ نماز کے بعد سوائے چند افراد کے جو ذکر اذکار میں مشغول تھے باقی سب چلے گئے۔ میں نے مسجد شریف کی اچھی طرح زیارت کی اور چند مقامات پر نوافل ادا کئے، یہ مسجد حرم مسجد اقصیٰ کے اندر بنی ہوئی ہے جس کا طول بجانب قبلہ تقریباً تین سو فٹ اور عرض دو سو پچاس فٹ ہے۔ درمیان میں چودہ بڑے بڑے ستون ہیں، محراب کے ساتھ لکڑی کا نہایت خوبصورت منبر ہے جس کی بارہ سیڑھیاں ہیں۔ دائیں طرف عورتوں کیلئے بہت بڑا ہال ہے اور بائیں طرف محراب حضرت زکریا علیہ السلام ہے، پوری مسجد شریف کے اندر بہترین قالین بچھے ہوئے ہیں، دروازہ مسجد کے پاس بائیں طرف ایک تہ خانہ ہے جس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام شرارتی جنوں کو اسی تہ خانہ کے اندر ستونوں کے ساتھ باندھ کر سزا دلوا لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ستونوں کے اندر اب بھی آہنی حلقے پڑے ہوئے ہیں۔ عشاء کی نماز کے بعد مسجد شریف کا دروازہ بند ہو گیا۔ میں نے بازار میں جا کر ایک ہوٹل سے کھانا کھایا اور زاویہ میں آ کر سو گیا۔ دوسرے دن فجر کی اذان سے پہلے ہی مسجد شریف میں آ گیا اور اشراق تک مسجد کے اندر ہی بیٹھا رہا اور ایک بار پھر پورے حرم شریف کی اچھی طرح زیارت کی۔

حرم شریف: مسجد اقصیٰ کے حرم شریف کا طول بجانب قبلہ تقریباً سولہ سو فٹ اور عرض تیرہ سو فٹ ہے چاروں طرف دیوار اور اس میں دروازے ہیں۔ درمیان میں چوتراہ اور اس

کے اوپر نہایت عظیم الشان گنبد والی عمارت ہے جس کے اندر صحرہ شریف ہے۔ یہی وہ مبارک چتر کی چٹان ہے جس پر معراج کی رات حضور اکرم ﷺ اور جبریل امین کے قدم مبارک آئے تھے چنانچہ آپ انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرمانے کے بعد آسمانوں پر تشریف لے جانے کے لئے اسی صحرہ شریف پر آ کر براق پر سوار ہوئے تھے۔ حرم شریف کے اندر جا بجا چھوٹی بڑی عمارتیں بنی ہوئی ہیں جن میں بعض انبیاء اولیاء علماء کے مزارات ہیں اور بعض کے ساتھ کچھ اور یادیں وابستہ ہیں۔ اسی طرح کہیں کہیں درخت اور گھاس وغیرہ بھی ہے، چاروں طرف صحرہ شریف کے چوتروہ پر آنے کے لئے سیڑھیاں اور دروازے بھی بنے ہوئے ہیں۔ اس صحرہ شریف میں حضور اکرم ﷺ کے تبرکات میں سے تین موئے مبارک اور ایک قدم مبارک ہے۔ اسی صحرہ شریف کے پاس ہی بائیں طرف وہ مقام ہے جہاں حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام وعظ و نصیحت اور مقدمات کے فیصلے وغیرہ کیا کرتے تھے، اس مقام کے اوپر چھوٹا سا گنبد بنا ہوا ہے۔

یہی وہ مقدس مقام ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْمٰی بِعَدُوِّ اَلْاَیْمٰنِ اَلْمَسْجِدِ الْعَرَبِ اِلٰی الْمَسْجِدِ الْاَشْجَا
 الَّذِیْ بُرُکْنَا حَوْلَکَ لِنُؤْمِرَکَ مِنْ اٰیْمٰنَا اَلَّذِیْ هُوَ السَّیِّئُ الْمَجِیْدُ ① (الاسراء)
 ”پاک ہے وہ (اللہ) جو اپنے عبد (مقدس) کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام
 سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرد اگر وہم نے برکتیں رکھی ہیں تاکہ ہم اسے اپنی
 (عظیم) نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سچا و بصیر ہے۔“

مزار حضرت سلیمان علیہ السلام: حدود حرم شریف کے اندر ہی نبی اللہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کا مزار ہے۔ قبر انور تقریباً تیس فٹ لمبی اور بارہ فٹ اونچی ہے۔ اوپر بزرگ رنگ کا غلاف ہے، سر انور کی طرف بزرگ کا بہت بڑا عمادہ رکھا ہوا ہے، یہاں کی حاضری کے بعد حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کے مزار شریف پر حاضری دی۔

مزار مریم صدیقہ علیہا السلام: حرم شریف سے باہر قریب ہی ایک بہت بڑے کلیئہ

میں حضرت مریم صدیقہ والہ سیدنا عیسیٰ علیہا السلام کا مزار شریف ہے۔ بہت سی بیڑھیاں اتر کر نیچے جانا پڑتا ہے۔ وہاں موجود پادری صاحبان ہرزائر کے ہاتھ میں ایک روشن موم بنی دے دیتے ہیں کیونکہ بیڑھیوں میں اور نیچے بہت اندھیرا ہوتا ہے۔ بیڑھیاں اترتے ہی پہلے حضرت مریم کی والدہ حضرت حمہ اور والد حضرت عمران کا دائیں طرف اور بائیں طرف یوسف نجار کا مزار ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو پالا تھا۔

زاویۃ الہند کے اندر انڈیا کے ایک بزرگ کافی عرصہ سے رہائش پذیر ہیں، محنت و مزدوری کر کے کچھ لے آتے ہیں اور اپنا کھانا پکانا خود ہی کر لیتے ہیں۔ مؤرخہ ۴ فروری کو جب رمضان المبارک کا چاند ہو گیا تو میں ان سے ملا۔ وہ بڑی محبت سے پیش آئے۔ میں نے عرض کی حضرت! سردی بہت زیادہ ہے، سحری کے وقت اٹھنا، اور پھر بازار جانا میرے لئے تو بہت دشوار ہے۔ میں نے ان کی خدمت میں کچھ ہدیہ پیش کیا اور کہا مجھے سحری کے وقت چگانے اور میرے لئے کھانے کا انتظام بھی کر دینا ادھہ بہت خوش ہوئے چنانچہ انہوں نے کھانا پکایا اور سحری کے وقت چگا کر اپنے کمرے میں لے گئے، کھانے سے فارغ ہو کر اذان سے پہلے مسجد شریف میں حاضر ہو گئے، اشراق کے بعد واپس آئے، زاویہ سے ہو کر میں بسوں کے اڈے پر آیا اور خلیل روانہ ہو گیا۔

خلیل الرحمن: بیت المقدس سے تقریباً بیس میل کے فاصلے پر ایک شہر حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک نام پر آباد ہے۔ اس شہر میں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا حرم شریف ہے۔ حرم شریف کے اندر آپ کا اور آپ کے صاحبزادے سیدنا حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کی زوجہ محترمہ سیدہ رفقہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کی زوجہ محترمہ سیدہ لائقہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام کے مزارات مقدسہ ہیں۔ مزارات مبارکہ نہایت خوبصورت ہیں، ہر مزار اقدس پر بزم رنگ کی شہنیل کے خلاف ہیں جن پر بہت عمدہ زری کا کام کیا ہوا ہے اور اسی کے ساتھ قرآن کریم کی سورتیں، آیۃ الکرسی، اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے

مبارک بہترین خطاطی کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں۔ زائرین یہاں کثرت سے آتے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی نہایت عظیم الشان مسجد ہے، محراب و منبر شریف قابل دید ہیں۔ قیمتی قالین بچھے ہوئے ہیں۔ ماحول و منظر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہے۔ اس حرم شریف کی عمارت میں پچیس پچیس فٹ لمبا اور سات سات فٹ چوڑا ایک ایک پتھر لگا ہوا ہے، اسی طرح بیت المقدس میں بعض بڑے بڑے ستون ابھی تک موجود ہیں جو ایک ایک پتھر کے بنے ہوئے ہیں۔

زاویۃ الاشراف: حرم خلیل علیہ السلام کے ساتھ ہی زاویۃ الاشراف زائرین مسافروں کے رہنے کی بہت اچھی جگہ ہے۔ جس کا انتظام اس وقت شیخ اسماعیل الکرکی کے ہاتھ میں ہے۔ شیخ اسماعیل نہایت بااخلاق بزرگ ہیں، زائرین کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرنے والے اور مہمان نواز ہیں۔ کسی سے کوئی رقم طے نہیں کرتے، کوئی اپنی خوشی سے جو خدمت کر دے منظور کر لیتے ہیں۔ ان کا اچھا اخلاق دیکھ کر خود ہی زیادہ خدمت کرنے کو جی چاہتا ہے۔ زاویہ کے چھوٹے چھوٹے کمروں میں گدیوں کے اوپر سفید چادریں بچھی ہوئی ہیں۔ صاف ستھری روانیاں اور نیکے رکھے ہوئے ہیں۔ میں نے اسی زاویہ کے اندر ایک کمرہ مخصوص کر لیا تھا، شیخ اسماعیل نے دونوں وقت کے کھانے کا انتظام بھی اپنے ذمے لیا تھا، اتفاق سے اس زاویہ کے اندر بھی پاکستان کے چند زائرین قیام پذیر تھے، جو زیارات کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے اور آگے حج کے لئے حرمین شریفین جانے والے تھے۔ الحمد للہ رمضان شریف کا پہلا روزہ سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے حرم شریف میں افطار کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ حرم شریف کے باہر افطاری کے وقت قسم قسم کی چیزیں اور کھجوریں فروخت ہوتی ہیں، بعض لوگ زیادہ مقدار میں لا کر حرم شریف میں تقسیم بھی کرتے ہیں، میں بھی عصر کے وقت کچھ لیتا آیا تھا۔

افطاری: سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار اقدس پر چہرہ انور کے سامنے ادب کے ساتھ بیٹھ کر قرآن شریف کی تلاوت کرتا رہا، جب افطار کا وقت

قریب آیا، دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ بس ہاتھوں کا اٹھانا تھا کہ عجیب کیفیت ہوئی آنکھیں اٹھلکار ہو گئیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ تَكَمَا صَلَّيْتَ عَلَى سَيِّدِنَا إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا
إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مُجِيدٌ۔

اے میرے مولائے کریم! میں کس زبان سے تیرا شکر ادا کروں کہ تو نے مجھے بیت المقدس میں روزہ رکھنے اور اپنے خلیل علیہ السلام کے پاس روزہ افطار کرنے کا شرف بخشا ہے، میرے مولا! میں گناہ گار وسیع کار ہرگز اس لائق نہ تھا، یہ محض تیرا فضل و کرم ہے۔ اس کے بعد رب العزت کی بارگاہ میں اور اس کے خلیل علیہ السلام کی حضوری میں کس کس طرح اور کیا کیا عرض کیا اس کے اظہار کی اس تحریر میں ضرورت نہیں سمجھتا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ روزہ افطار کیا اور نماز پڑھی۔

افسوس! کہ حرم خلیل علیہ السلام کے امام کی داڑھی بھی نہ ہونے کے برابر تھی یعنی ایک انچ کا چوتھائی حصہ۔ اے کاش کہ یہ لوگ اپنے مقام و منصب کو سمجھیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی سنت مؤکدہ پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی خوشنودی حاصل کریں اور دوسروں کے لئے نمونہ بنیں، آمین۔ نماز کے بعد رہائش گاہ میں کھانا کھایا اور پھر حرم شریف میں آ گیا، تراویح کے بعد کچھ دیر بیٹھا اور پھر آ کر سو گیا۔ سحری کے بعد پھر حاضر ہو گیا اور اشراق کے بعد وہاں سے نکلا، پھر ٹیکسی لی اور زاویہ ہی میں ٹھہرے ہوئے ایک پاکستانی کو ساتھ لیا اور ذیل میں درج مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔

مزار نوح علیہ السلام: حرم خلیل سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ”قریہ دورا“ کے نام سے آباد ہے۔ اس میں پہاڑی کے اوپر حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کا مزار انور ہے۔ قریب ہی چند درخت بھی ہیں، کافی بڑی قبر مبارک ہے اوپر سبز رنگ کا خلاف اور سرانور کی طرف سبز عمامہ رکھا ہوا ہے۔ یہاں حاضری دے کر واپس پھر اٹھلکے آئے اور وہاں

سے قریہ بنی نعیم گئے۔

مزار لوط علیہ السلام: حرم خلیل سے قریہ بنی نعیم چار میل کے فاصلہ پر ہے جس میں نبی اللہ حضرت سیدنا لوط علیہ السلام کا مزار اقدس ہے۔ اسی طرح قبر انور کافی بڑی، اس پر خلاف اور عمامہ رکھا ہوا تھا، ساتھ ہی مسجد مبارک بھی ہے۔ قریہ بنی نعیم سے دو میل کے فاصلے پر قریہ ”مقام یقین“ ہے وہاں حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا لوط علیہما السلام کا مقام مصلیٰ ہے اور دونوں مقامات مقدسہ کی زیارت کا شرف حاصل کر کے پھر خلیل واپس آ گئے۔

مزار یونس علیہ السلام: (☆) حرم خلیل سے چار میل کے فاصلہ پر قریہ ”حلول“ میں نبی اللہ حضرت سیدنا یونس علیہ السلام کا مزار مقدس ہے۔ قبر انور کی وہی کیفیت ہے جو اوپر مذکور ہوئی، ساتھ ہی مسجد ہے۔ یہاں کی حاضری کے بعد واپس اٹھلے آ گئے اور ظہر کی نماز کے بعد کچھ دیر آرام کیا۔ عصر کے وقت پھر حرم خلیل میں نماز ادا کی اور دوپہں روزہ افطار کیا اور دوسری رات بھی گزشتہ رات کی طرح گزاری۔ صبح حشرات مبارکہ پر پھر حاضری دی اور حسرت و ارمان کے ساتھ رخصت ہوئے۔ ”اٹھلے“ آبادی کے لحاظ سے ایک چھوٹا سا خوبصورت شہر ہے اور خلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام کا موقف ہونے کی وجہ سے دنیائے اسلام میں مشہور و معظم ہے۔ اچھی خاصی رونق اور چہل پہل ہے، اس کے چاروں طرف چھوٹے بڑے پہاڑ ہیں۔ باشندے یہاں کے خوش اخلاق ہیں۔

بیت اللحم: خلیل سے واپسی پر بیت اللحم میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام ولادت کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ یہ مقام بیت المقدس سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر ہے اور بہت مبارک مقام ہے۔ شب معراج حضور سید عالم ﷺ کا اس مقام پر تشریف لانا بھی ثابت ہے۔ اس مقام پر عیسائیوں کا قبضہ ہے اور انہوں نے اس کے ارد گرد بہت بڑی بڑی اور شاندار عمارتیں اور گرجے بنائے ہیں۔ یہاں زیادہ آبادی عیسائیوں کی ہے،

(☆) حضرت یونس علیہ السلام کا مزار اقدس، عراق کے شہر موصل میں بھی ہے اور قرآن کے مطابق وہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ موصل شہر میں حضرت شیث علیہ السلام، حضرت دانیال علیہ السلام اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بھی حشرات ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم (کوکب شہر لہ)

یہاں زیارت کے بعد واپس بیت المقدس آگئے اور ظہر کی نماز مسجد اقصیٰ شریف میں ادا کی اور نماز کے بعد عزیر یہ چلے گئے۔

عزیر یہ: بیت المقدس سے دو اڑھائی میل کے فاصلہ پر قریہ ”عزیر یہ“ ہے جس میں حضرت سیدنا عزیر علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ چونکہ آپ کا مزار مبارک نشیبی جگہ پر واقع ہے اس لئے سیڑھیاں اتر کر نیچے جانا پڑتا ہے، ساتھ ہی چھوٹی سی مسجد ہے۔

جبل زیتون: یہاں سے قریب ہی جبل زیتون ہے۔ اس پہاڑ پر دائیں طرف ولیہ کاملہ حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کا مزار مبارک ہے۔ اس کے قریب ہی حضرت محمد ابو قیس علم بردار آں حضرت علیہ السلام کا مزار مبارک ہے۔ اس کے قریب ہی وہ مقام ہے جہاں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع آسمانی ہوا ہے۔ اسی جبل کے بائیں طرف سیدنا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مزار ہے۔ واللہ اعلم

ان مقامات کی حاضری کے بعد واپس آ کر مسجد اقصیٰ شریف میں روزہ افطار کیا اور نماز کے بعد زاویہ میں آ کر کھانا کھایا، کھانا کھا کر فوراً مسجد شریف میں حاضر ہو گیا۔ نماز تراویح کے بعد صبح کے ایک قاری صاحب نے لاؤڈ اسپیکر پر مصر کے مخصوص لہجہ میں **إِنَّ أَكْثَرَ بَيِّنَاتٍ وَضَعْنَا لِلنَّاسِ (ال عمران: 96)** سے شروع کر کے پورے آدھ گھنٹے تک تلاوت کی جس سے لوگ بہت زیادہ متاثر ہوئے اور جھوم جھوم گئے۔ جوں ہی تلاوت ختم ہوئی سب لوگ قاری صاحب کے ساتھ ہی باہر آ گئے۔ میں بھی چلا آیا۔ اب کیا تھا، تمام دکانوں اور مکانوں سے پھر وہی آواز آرہی تھی، گویا پورا شہر اور ملک اسی تلاوت کو پھر سن رہا تھا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جب مسجد شریف میں تلاوت ہو رہی تھی تو اس کو ریڈیو کے لئے ریکارڈ کیا جا رہا تھا کیونکہ ریڈیو والوں نے ریکارڈنگ کا تعلق مسجد شریف کے ساتھ بھی کیا ہوا ہے، اور اب اس کو نشر کیا جا رہا ہے۔

تھوڑی دیر بازار کی سیر کی اور پھر زاویہ میں آ کر آرام کیا۔ سحری کے بعد مسجد شریف میں حاضری ہوئی، اشراق کے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی زیارت مبارک کا قصد کیا، اتفاقاً

دوساھی اور مل گئے اور ہم بذریعہ بس روانہ ہوئے۔

مزار حضرت کلیم اللہ علیہ السلام: بیت المقدس سے تقریباً ستائیس میل کے فاصلہ پر پہاڑوں میں نبی اللہ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزار اقدس ہے۔ بیت المقدس سے جو پختہ سڑک عمان کو جاتی ہے اس سڑک پر میل ڈیڑھ میل دائیں طرف واقع ہے۔ عمان کو جانے والی نہایت اچھی بس ہمیں مل گئی جس نے ایک گھنٹہ کے اندر ہی ہمیں مزار شریف کے بالمقابل روڈ پر اتار دیا اور ہم لوگ ذوق و شوق سے چلتے ہوئے مزار اقدس پر پہنچ گئے، ایک بہت بڑی وسیع عمارت کے اندر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مزار پر انوار ہے جس کے اوپر قبہ بنا ہوا ہے اور ساتھ ہی خوبصورت مسجد ہے۔ قبر شریف کے اوپر بزرگ کا خلاف ہے، سرائور کی طرف بزرگ کا بندھا ہوا حمام رکھا ہوا ہے۔ عمارت کے اندر حکومت کی فوج رہتی ہے، عمارت کے دروازے پر دو فوجی رائفلیں لئے ہر وقت کھڑے رہتے ہیں، فوجی جوان زائرین کے ساتھ بہت اچھا سلوک کرتے ہیں اور مزار شریف اور مسجد مبارک کی صفائی وغیرہ کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ اگر کوئی رات رہنا چاہے تو اس کو اجازت بھی اور جگہ بھی دے دیتے ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ معراج کی رات ہمارا گزر موسیٰ علیہ السلام کی قبر پر سے ہوا تو ہم نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ اور بلاشبہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں کَمَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ أَحْيَاءٌ يُصَلُّونَ فِي قُبُورِهِمْ۔ (مسند ابی یحییٰ: 3426)

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مزار شریف پر ظہر تک حاضری رہی اور نماز کے بعد واپس آئے، روڈ پر آتے ہی سواری مل گئی اور اقدس پہنچ گئے، اقدس پہنچ کر سب سے پہلے دوسرے دن صبح کے وقت جانے والے جہاز پر بیروت کی سیٹ بک کروادی اور آخری رات مسجد شریف میں گزاری۔ اَلْعَمَلُ بِاللَّيْلِ وَاللَّيْلَةُ بِالنَّهَارِ
القُدْس: نہایت خوبصورت اور بہت بڑا شہر ہے۔ شہر کا نصف حصہ بلکہ زیادہ حصہ یہودیوں

کے قبضہ میں ہے اور بقیہ مسلمانوں کے پاس ہے۔ بہت سے مقامات مبارکہ اس حصہ میں بھی ہیں جس پر یہودیوں کا قبضہ ہے مگر ان کی زیارت نہ ہو سکی، کیونکہ اس طرف جانے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔ مندرجہ بالا جن مقامات مبارکہ کا ذکر ہوا ہے وہ سب اس حصہ میں ہیں جو مسلمانوں کے پاس ہے۔ القدس کی آبادی ملی جلی ہے مگر مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ یہاں کے عام مسلمانوں پر بھی مغربیت کا غلبہ ہے، بہت کم ایسے نظر آئے جو شریعت کے پابند تھے۔ مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے دور دور سے لوگ آتے ہیں۔

واپسی بیروت: مؤرخہ 9 فروری 5 رمضان کو عرب ایئرویز کا جہاز عمان ہوتے ہوئے پونے تین گھنٹے میں بیروت پہنچ گیا۔ بیروت پہنچ کر عبدالحمید صاحب جنٹلا کو ساتھ لیا اور عرب ایئرویز کے دفتر پہنچے، معلوم ہوا کہ بیروت سے جدہ روزانہ ایک جہاز شام کے بعد جاتا ہے۔ چنانچہ اسی دن جانے والے جہاز میں سیٹ بک کر وادی اور جدہ میں مرزا محمد ایوب صاحب کو تاروے دیا۔ واپس آ کر بازار سے چند تھمبی کتاہیں خریدیں اور حمد ادا کیا۔

مغرب و عشاء کے درمیان بیروت سے ہوائی جہاز روانہ ہو گیا، عبدالحمید صاحب جنٹلا اپنے دو دوستوں کے ساتھ ہوائی اڈے پر الوداع کہہ رہے تھے۔

جدہ: مرزا محمد ایوب صاحب میرے نہایت مخلص دوست ہیں اور حال ہی میں خوش قسمتی سے کراچی سے تبدیل ہو کر جدہ میں متعین ہوئے تھے۔ کراچی سے روانہ ہونے سے پہلے میں اپنے تمام سفری پروگرام کی ان کو اطلاع کر چکا تھا۔ چنانچہ وہ شب و روز میرے انتظار میں تھے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تار میرے پہنچنے سے دو گھنٹے پہلے ان کو مل گیا تھا، اور وہ چند دوستوں کے ساتھ ایئر پورٹ پر تشریف لے آئے تھے۔ میں نے جہاز سے اترتے ہی جب ان کو گیلری میں کھڑے ہوئے دیکھا تو بڑی خوشی ہوئی۔

کسٹم کے کمرہ سے نکل کر احباب سے ملاقات کی، سامان موٹر میں رکھا اور چلے۔ مرزا صاحب کے مکان میں پہنچے، باتیں کرتے کرتے سحری کا وقت ہو گیا، سحری کے کھانے کا انتظام مرزا صاحب کے ایک دوست محترم عبدالحمید صاحب قریشی نے انہیں مجبور کر کے

اپنے ہاں کیا تھا، محترم عبدالحمید صاحب نہایت صالح، دیندار اور ایک مخلص مسلمان ہیں، انڈیا کے رہنے والے ہیں اور آجکل جدہ میں مقیم ہیں، سحری کے کھانے کے بعد نماز فجر پڑھی۔ نیند کا غلبہ تھا کچھ دیر بعد میں سو گیا۔

چار گھنٹے کے بعد اٹھا اور نہا کر احرام باندھا، نفل پڑھے اور عمرہ کی نیت کی اور بلند آواز سے تلبیہ کہا اور مکہ مکرمہ کی تیاری شروع کر دی۔ اگرچہ احباب کا اصرار تھا کہ میں ایک دو راتیں اور ٹھہروں لیکن بیت اللہ شریف کی زیارت کا اشتیاق بے حد غالب تھا اس لئے میں نے رکنا منظور نہ کیا اور آخر یہ طے پایا کہ میں مکہ مکرمہ سے واپسی پر رات جدہ میں رہوں اور مجلس میلاد شریف میں تقریر کروں اور صبح یہاں سے مدینہ منورہ روانہ ہو جاؤں۔

مکہ مکرمہ

مکہ مکرمہ کی حاضری کے تذکرہ سے قبل مکہ مکرمہ اور اس کی حاضری کے مختصر فضائل ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى
لِّلْعَالَمِينَ ﴿۹۶﴾ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَسَمُّهُ دَخَلَهُ كَانَ
أَمِنًا﴾ (آل عمران: 96، 97)

بلاشبہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی (عبادت) کے لئے بنایا گیا ہے وہی ہے جو مکہ میں ہے وہ مبارک اور تمام جہان کے لئے (سرچشمہ) ہدایت ہے۔ اس میں روشن نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم اور جو اس میں داخل ہو گیا وہ امان میں آ گیا۔

﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَشَابَهًا لِّلنَّاسِ ۖ وَآمَنَّا ۖ﴾ (بقرہ: 125)

اور جبکہ ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کے لئے مرجع اور مقام امان بنایا۔

﴿جَعَلَ اللَّهُ الْكعبةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِبْلَةً لِّلنَّاسِ﴾ (مائدہ: 97)

اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو محترم گھر ہے لوگوں کے قیام کا سبب بنایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے (ہجرت کے وقت) مکہ سے فرمایا:

مَا أَطَيْبَتْكَ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكَ إِلَيَّ وَلَا أُنْ قَوْمِيْ أَخْرَجُونِيْ
مِنْكَ مَا سَكُنْتُ غَيْرَكَ۔

(مشکوٰۃ: 2724۔ ترمذی حدیث نمبر 3926۔ صحیح ابن حبان: 3701)

تو کتنا بہتر شہر ہے اور مجھ کو کس قدر زیادہ محبوب ہے اور اگر مجھے میری قوم نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی دوسری جگہ قیام نہ کرتا۔

حضرت عیاش بن ابی ریبیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا تَزَالُ هَذِهِ الْأُمَّةُ بِخَيْرٍ مَا عَظَّمُوا هَذِهِ الْحُرْمَةَ حَتَّى تَعْظِيْمَهَا فَوَإِذَا
ضَيَعُوا ذَلِكَ هَلَكُوا۔

(مشکوٰۃ: 2727۔ ابن ماجہ حدیث نمبر 3110۔ مسند احمد: 19259)

اس امت سے خیر و برکت زائل نہ ہوگی جب تک کہ یہ حرم مکہ کی تعظیم کرتی رہے گی جیسا کہ اس کی تعظیم کا حق ہے، اور جب اس کی تعظیم کو چھوڑ دے گی ہلاک ہو جائے گی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

صَلَوْتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ

(مشکوٰۃ: 752۔ ابن ماجہ حدیث شریف نمبر: 1413)

مسجد حرام میں ایک نماز لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

امام الادلبیاء حضرت خواجہ حسن بھری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ کرمہ میں ایک دن کا روزہ مکہ سے باہر ایک لاکھ روزوں کے برابر ہے اور وہاں کے ایک درہم کا صدقہ باہر کے لاکھ درہم کے برابر ہے اور اسی طرح وہاں کی ہر نیکی باہر کی ایک لاکھ نیکی کے برابر ہے۔

(فضائل حج ص 109)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:
 إِنَّ لِلَّهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَثْنَتَيْنِ عَشْرِينَ وَمِائَةً رَحْمَةً تَنْزِلُ عَلَيَّ هَذَا
 الْيَوْمِ سِتُونَ لِبَطَّائِفِينَ وَأَرْبَعُونَ لِلْمُضَلِّينَ وَعِشْرُونَ لِلنَّاطِقِينَ۔
 (فضائل حج ص 105۔ مطبوعہ تاج کتب)

کہ اللہ تعالیٰ کی ہر دن اور رات میں ایک سو بیس رحمتیں اس گھر پر نازل ہوتی
 ہیں، ساٹھ طواف کرنے والوں، چالیس نماز پڑھنے والوں، اور بیس اس کو
 دیکھنے والوں کے لئے ہوتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:
 وَكُلُّ يَوْمٍ سَبْعُونَ مَلَكًا يَغِيبُ الرُّمُحَ الْيَمَانِيَّ فَمَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّي
 اَسْتَلْكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَبَّنَا اِنَّا فِي الدُّنْيَا
 حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ قَالُوا الْيَمِينِ۔
 (مشکوٰۃ ص 228، ابن ماجہ حدیث نمبر 2957)

کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں تو جو شخص وہاں یہ کہے اے اللہ! میں تجھ
 سے دنیا و آخرت میں عفو و عافیت مانگتا ہوں، اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا
 و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور جہنم کے عذاب سے بچا، تو وہ فرشتے کہتے
 ہیں: آمین!

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
 والسلام سے سنا فرمایا کہ:

اَلْمَلْتَزِمُ مَوْضِعٍ يُسْتَجَابُ فِيهِ الدُّعَاءُ مَا دَعَا اللّٰهُ فِيهِ عَبْدًا اِلَّا
 اُسْتَجَابَ بِهَا (فضائل حج ص 112)

ملترزم ایسا مقام ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے، کسی بندہ نے وہاں دعا نہیں کی مگر وہ قبول
 ہوئی۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں کعبہ شریف کے اندر جا کر نماز پڑھوں تو حضور اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حطیم میں داخل کر دیا اور فرمایا:

إِذَا أَرَدْتِ دَخُولَ النَّبِيِّ فَإِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِّنَ النَّبِيِّ فَإِنَّ قَوْمَكَ
اِقْتَصَرُوا وَاجْتَمَعُوا الْكُفَّةَ فَأَخْرَجُوهُ مِنَ النَّبِيِّ.

(ترمذی حدیث نمبر 1876 ابوداؤد حدیث نمبر 2028)

جب کعبہ میں داخل ہونا چاہو تو یہاں آ جایا کرو یا یہ کعبہ ہی کا ٹکڑا ہے تمہاری قوم نے جب کعبہ کو تعمیر کیا تھا تو اس حصہ کو (حلال خرچ کی کمی کی وجہ سے) تعمیر کعبہ سے باہر کر دیا تھا۔ اس حصہ کی تعمیر میں نہ آنا بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کا احسان عظیم ہے چنانچہ اب ہر شخص آسانی سے جب چاہے اس میں جا کر نماز وغیرہ پڑھ سکتا ہے بالخصوص عورتوں کے لئے ورنہ ان کے لئے بہت سی مشکلات کا سامنا ہوتا اور اکثر اس سعادت سے محروم رہ جاتیں۔

لیکن یہ یاد رہے کہ اس معظّم و محترم گھر کے اندر جانے کے لئے بھی منہ چاہیے ورنہ ہم گنہگار تو اس قابل بھی نہیں ہیں کہ اس کے قریب بھی جائیں۔

بطواف کعبہ رقم بجزم راہم نداوند کہ برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی
(جب میں طواف کعبہ کو گیا تو مجھے اندر داخل نہ ہونے دیا اور آواز آئی کہ دروازہ سے باہر کیا گل کھلائے جو اندر آنے کی آرزو پیدا ہوئی)۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ مکہ سے باہر ستر لغزشیں مکہ کی ایک لغزش سے بہتر ہیں یعنی جس طرح وہاں نیکیوں کا ثواب زیادہ ہے ایسے ہی وہاں گناہ کا وبال بھی سخت ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے:

مَاءٌ زَمْزَمٌ لِمَا هُوَ رَبُّ لَه (ابن ماجہ حدیث نمبر 3062)

زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے وہی اس سے حاصل ہوتا ہے۔

چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے زعم پیتے ہوئے کہا اے اللہ! میں قیامت کے دن کی پیاس بجھانے کے لئے پیتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ ہم میں اور منافقوں میں یہ بھی ایک فرق ہے کہ وہ زعم کو خوب سیراب ہو کر نہیں پیتے اور ہم خوب سیراب ہو کر پیتے ہیں۔

(ابن ماجہ، حدیث نمبر 3061)

بلاشبہ مکہ مکرمہ کے فضائل و محامد بے شمار ہیں اور اس کے درود و یار مبارک ہیں۔ حضور سید العالمین ﷺ کا مقام مولد ہے۔ تقریباً پچاس برس حضور اکرم ﷺ اس میں جلوہ افروز رہے، کہاں کہاں حضور اکرم ﷺ کے قدم مبارک آئے اور بلاشبہ ہر جگہ آپ کے ہی دم قدم کی ساری بہار ہے۔

مختصر فضائل حج و عمرہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ (البقرہ: 196)

اور (شرائط کے ساتھ) پورا کرو اللہ کے لئے حج اور عمرہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وُلِدَتْهُ أُمُّهُ

(مشکوٰۃ: 2507)

جو (خالص) اللہ کے لئے حج کرے اس طرح کہ نہ رفق ہو (یعنی نجس بات) اور نہ

فسق ہو (یعنی کوئی نافرمانی) تو وہ ایسا واپس لوٹتا ہے جیسا کہ اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنما تھا۔

حضرت عمرو بن عبد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ حَجَّةٌ مَبْرُورَةٌ أَوْ عُمْرَةٌ مَبْرُورَةٌ۔

افضل ترین اعمال نیکی والا حج یا نیکی والا عمرہ ہے۔ (مسند احمد: 17152)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

إِنَّ عُمْرَةَ فِي رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً

(مشکوٰۃ: 2509۔ ترمذی، حدیث نمبر 939۔ ابن ماجہ 2994)

بے شک ماہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

اور انہی سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک عورت سے فرمایا:

تَعْدِلُ حَجَّةً مَعِيَ عُمْرَةَ فِي رَمَضَانَ

(ابوداؤد باب العمرۃ، ص 312 حدیث نمبر 1990)

رمضان شریف میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔

حج اور عمرہ کے فضائل میں بہت سی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں، بغرض اختصار انہی

پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بظہیر اطفال اپنے حبیب پاک ﷺ ہر مسلمان کو یہ ذوق و

شوق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

مکہ مکرمہ

مؤرخہ 10 فروری (6 رمضان) کو جدہ سے موٹر کار چلی اور ایک گھنٹے میں مکہ مکرمہ پہنچ

گئی۔ مرزا محمد ایوب صاحب میرے ساتھ تھے، تلبیہ اور درود شریف پڑھتے ہوئے حدود حرم

شریف میں داخل ہوئے، مکہ مکرمہ کے درود یوں نظر آنے لگے، لگا ہیں فرط عقیدت سے

جھک گئیں، زبان پر یہ دعا جاری ہوئی اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي بِهَا قَرَارًا وَاَرْزُقْ فِيهَا رِزْقًا

خَلَالًا۔ شہر میں داخلہ ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

سب سے پہلے محلہ جیاد میں جا کر اپنے معلم محترم علی جمال کے ہاں سامان رکھا اور وضو کر کے

درود شریف پڑھتے اور لبیک کہتے مسجد الحرام کی طرف چلے، نہایت خشوع اور خضوع سے

نگاہیں شرم گناہ سے جھکائے ہوئے باب العمرہ کے پاس آئے اور یہ دعا پڑھی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطٰنِيهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَمْدِ لِلّٰهِ وَالسَّلَامِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ اَكْلَهُمْ

اغْفِرْ جَمِيعَ ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اللَّهُمَّ هَذَا حَرَمُكَ وَأَنْفُكَ الَّتِي مَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا فَاسْتَلِكْ بِانْتِكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيَّ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ﷺ وَأَنْ تَحْرِمَ لِحْمِي وَدَمِي عَلَيَّ النَّارِ اللَّهُمَّ آمِنِي مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ. (آمین)

میں خدائے عظیم اور اس کے وجہ کریم اور اس کی سلطنت قدیم کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے، اللہ کے نام سے، سب تعریف اسی کے لئے ہے اور رسول اللہ پر سلام، اے اللہ! میرے سارے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے، اے اللہ! یہ تیرا حرم پاک ہے اور تیرا وہ امن والا گھر ہے کہ جو اس کے اندر داخل ہوا، وہ بھی امن میں آ گیا، پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں بیشک تو اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو بہت رحم کرنے والا مہربان ہے یہ کہ تو ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر صلوات بھیج اور میرے گوشت اور خون کو دوزخ پر حرام کر دے، اے اللہ مجھے قیامت کے دن اپنے عذاب سے محفوظ رکھ۔ (آمین)

پھر آستانہ پاک کو بوسہ دیا اور داہنا پاؤں اندر رکھ کر داخل ہوئے۔ بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے ہی آنکھیں اٹکبار ہو گئیں اور بے ساختہ زبان سے نکلا الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالشُّكْرُ لِلَّهِ چند منٹ خوب رقت رہی اور پھر تین بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ کہہ کر درود شریف پڑھا اور پھر یہ دعائیں پڑھیں۔

اللَّهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هَذَا تَشْرِيفًا وَتَعْظِيمًا وَمَهَابَةً وَتَكْرِيمًا اللَّهُمَّ اذْجِلْنَا الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّحِيمِينَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا

اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِيكَ مُحَمَّدٌ ﷺ اَللّٰهُمَّ هَذَا بَيْتُكَ وَاَنَا
عَبْدُكَ اَسْتَلْكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لِي
وَلِوَالِدَيْ وِلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِهِ
وَاَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ۔ (آمین)

اے اللہ! تو اپنے اس گھر کی شرافت، تعظیم، بکریم اور بیت کو زیادہ کر، اے اللہ!
ہمیں بلا حساب جنت میں داخل فرما، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو
اپنی رحمت سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما دے، سب سے بڑھ کر رحم
کرنے والے، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں (مجھے) اس خیر میں سے
(دے) جس کا تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے تجھ سے سوال کیا اور تیری پناہ
مانگتا ہوں ان چیزوں کے شر سے جن سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ مانگی،
اے اللہ! یہ تیرا گھر ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، تجھ سے دین و دنیا اور آخرت
میں اپنے لئے اور اپنے والدین اور تمام مؤمنین اور مومنات کے لئے حضور
عافیت مانگتا ہوں۔ (آمین)

پھر نکاحیں شرم سے جھکائے ہوئے بیت اللہ کی طرف چلے، حجر اسود کے قریب پہنچے اور

یہ دعا پڑھی۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ صَدَقَ وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْاَخْزَابَ
وَخَدَعَهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَخَدَعَهُ لَا هٰنِيْكَ لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا
وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور اسی نے کفار کی جماعتوں کو شکست دی،
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کے لئے حمد

ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پھر اضطباع کیا یعنی چادر کو وہی بغل سے نکال کر بائیں موٹے سے پر ڈال لیا، پھر کعبہ معظمہ کی طرف منہ کئے ہوئے اس طرح کھڑے ہوئے کہ حجر اسود ہمارے داہنے ہاتھ کو تھا۔ پھر یوں نیت کی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْتُ حَلٰوَاتِ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ فَبَسُوْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ (اے اللہ میں تیرے عزت والے گھر کا طواف کرنا چاہتا ہوں اس کو میرے لئے آسان کر اور اس کو میری طرف سے قبول فرما:) پھر ذرا دائیں طرف ہو کر حجر اسود کے مقابل ہوئے اور دونوں ہاتھ کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف تھیں اور پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ (اللہ کے نام سے شروع سب تعریف اللہ کے لئے، وہ بہت ہی بڑا ہے اور صلوٰۃ و سلام ہو اللہ کے رسول ﷺ پر) اور حجر اسود کی طرف بڑھے اور اس کو بوسہ دیا اور یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَطَهِّرْ لِیْ قَلْبِیْ وَاشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ
وَبَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ وَعَافِیْ فِیْ مَنْ عَافَيْتَ

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے دل کو پاک کر اور میرے سینہ کو کھول دے اور میرے کام کو آسان کر اور مجھے عافیت دے، ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت دی۔

اور طواف شروع کیا یعنی دائیں طرف رمل کرتے ہوئے چلے پہلے تین پھیروں میں رمل کیا اور باقی چار پھیرے بغیر رمل کے آرام کے ساتھ کر کے طواف کھل کیا ان سات پھیروں میں درود شریف، کلمہ تمجید اور یہ دعائیں خاص طور پر ان مقامات پر پڑھیں۔ پہلے پھیرے میں حجر اسود کے بوسے کے بعد دروازہ کعبہ کی طرف بڑھتے ہوئے۔

اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِکَ وَتَصَدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَرَفَاقًا بِعَهْدِکَ وَابْتِغَاءًا لِسُنَّةِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحَدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمْنْتُ

بِاللَّهِ وَنَفَرْتُ الْجَبْتِ وَالطَّاغُوتِ۔

اے اللہ! تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے نبی محمد ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو یکتا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور بت اور شیطان سے نفرت کی۔

دوسرے پھیرے میں دروازہ کعبہ کے سامنے مقام ابراہیم سے گزرتے ہوئے۔

اللَّهُمَّ إِنَّ هَذَا الْبَيْتَ بَيْتُكَ وَالْحَرَمَ حَرَمُكَ وَالْأَمْنَ أَمْنُكَ
وَهَذَا مَقَامَ الْعَاذِلِيكَ مِنَ النَّارِ فَأَعِذْنِي مِنَ النَّارِ۔

اے اللہ! بے شک یہ گھر تیرا گھر اور حرم تیرا حرم اور امن تیرا امن ہے اور یہ وہ مقام ہے کہ پناہ مانگنے والا اسی مقام پر دوزخ سے تیری پناہ مانگتا ہے، اے اللہ! مجھے بھی دوزخ سے پناہ دے۔

تیسرے پھیرے میں رکن عراقی کے پاس۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّرْكِ وَالشِّقَاقِ وَالسُّوْءِ
الْأَخْلَاقِ وَالسُّوْءِ الْمُنْقَلِبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ وَالْوَالِدِ

اے اللہ! میں شرک اور شقاق اور نفاق اور برے اخلاق سے اور مال اور اہل اور اولاد میں برائی سے تیری پناہ دیکھتا ہوں۔

چوتھے پھیرے میں میزاب رحمت کے بالمقابل چلتے ہوئے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا لَا يَزُولُ وَيَقِينًا لَا يَنْقَلِبُ وَمُرَافَقَةً نَبِيَّكَ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ أَهْلِي تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ
يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّكَ اللَّهُمَّ اسْقِنِي مِنْ حَوْضِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرْبَةً هَبِيئَةً مُرِينَةً لَا أَطْمَأءِ بَعْدَهَا ابْرًا

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ایسے ایمان کا جو زائل نہ ہو اور ایسے یقین کا جو مٹنے نہ پائے اور تیرے نبی حضرت محمد ﷺ کی مرافقت کا، اے اللہ! تو مجھ کو اس دن اپنے عرش کے سائے میں رکھ جس دن تیرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، اے اللہ! تو مجھے اپنے نبی محمد ﷺ کے حوض سے وہ خوشگوار پانی پلا جس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے۔

پانچویں پھیرے میں رکن شامی کے پاس۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ حَبْجًا مَبْرُورًا وَسَفِيًّا مُشْكُورًا وَذَلْبًا مَغْفُورًا وَبِحَارَةِ
لَنْ تَبُورَ بِرَحْمَتِكَ يَا عَزِيزُ يَا غَفُورُ يَا عَلِيمُ مَا فِي الصُّنُورِ
أَعْرَجْنِي مِنَ الظُّلْمَتِ إِلَى النُّورِ

اے اللہ! تو اس کو (میرے لئے) حج مبرور اور سعی مشکور کر اور گناہ بخش دے اور اس کو وہ تجارت کر دے جو ہلاک نہ ہو، اے سینوں کے راز جاننے والے! مجھ کو ظلمتوں سے نکال کر نور کی طرف بلا۔

چھٹے پھیرے میں رکن یمانی کے پاس یہ دعا پڑھی اور اس کو بوسہ دیا۔ رکن یمانی کو صرف چھوٹا بھی جانتے ہیں لیکن بوسہ دینے کے متعلق صریح روایات موجود ہیں کہ فرمایا نبی ﷺ نے کہ حجر اسود اور رکن یمانی کو بوسہ دینا خطاؤں کو گرا دیتا ہے۔ (☆)

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَأَسْأَلُكَ
الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

اے اللہ! میں کفر سے اور فقر سے اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور تجھ سے دین و دنیا اور آخرت میں غنم و عافیت مانگتا ہوں۔

اور ہر پھیرے میں رکن یمانی اور رکن اسود کے درمیان کہ یہ مستجاب ہے اور یہاں ستر ہزار

☆: ”عن ابن عباس: ان رسول الله ﷺ قبل الركن اليماني ووضع خده عليه“۔ (صحیح ابن

فرشتہ دعا پرائین کہتا ہے، (مکملہ: 2590) یہ جامع دعا پڑھی۔

رَبَّنَا إِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ يَا
عَزِيزُ يَا غَفَّارُ بِحُورَةِ سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ
الْأَطْهَارِ وَأَصْحَابِهِ الْأَخْيَارِ۔

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی نیکی دے اور آخرت میں بھی نیکی
دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا، اے عزیز اے غفار! بحرمہ سید
الابرار ان پر اور ان کی آل طہار پر اور ان کے اصحاب اختیار پر صلوة ہوا
ساتویں پھیرے میں رکن اسود سے گزر کر یہ دعا پڑھی۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانًا كَامِلًا وَيَقِينًا صَادِقًا وَرِزْقًا حَلَالًا طَيِّبًا
وَاسِعًا وَقَلْبًا خَاشِعًا وَلِسَانًا صَادِقًا ذَاكِرًا وَرَحْمَةً وَبَرَكَاتٍ وَتَوْبَةً
تُصَوِّحُنَا قَبْلَ الْمَوْتِ وَرَاحَةً عِنْدَ الْمَوْتِ وَ مَغْفِرَةً وَرَحْمَةً بَعْدَ
الْمَوْتِ وَالْفُورَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ
خَيْرِ مَا سَأَلْتُكَ مِنْهُ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا
اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں ایمان کامل یقین صادق اور رزق حلال و
طیب و فراخ اور قلب خاشع اور زبان صادق و ذاکر اور مرنے سے پہلے رحمت و
برکت اور سچی توبہ اور موت کے وقت راحت اور موت کے بعد بخشش اور
جنت کے لئے کامیابی اور دوزخ سے نجات، اے اللہ! میں تجھ سے وہ تمام
بھلائیاں مانگتا ہوں جو تجھ سے تیرے نبی محمد ﷺ نے مانگی ہیں اور ان تمام
برائیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں جن سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے
پناہ مانگی ہے۔

طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم علیہ السلام پر آ کر نفل پڑھے اور یہ دعا کی۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَأَغْفِرْ ذُنُوبِي وَمَنْعِي بِمَا
رَزَقْتَنِي وَتَبَارَكَ لِي فِيهَا أَعْطَيْتَنِي

اے اللہ! تمام مؤمنین اور مؤمنات کو بخش دے اور میرے گناہ بھی معاف کر

دے۔

پھر ملتزم پر یعنی حجر اسود اور دروازہ کعبہ مقدسہ کے درمیان آئے۔ (ملتزم کے پاس
مقام ابراہیم پر نماز طواف پڑھ کر آنا اس طواف میں ہے جس کے بعد سعی ہو اور جس کے بعد
سعی نہ ہو اس میں نماز سے پہلے ملتزم سے لپٹے) اور دیوار کعبہ کے ساتھ اپنا سیدہ اور رخسار
لگائے اور دونوں ہاتھ اٹھانے کے ہوئے یہ دعا پڑھی۔

إِلٰهِیْ وَقَفْتُ بِبَابِكَ وَالتَّزَمْتُ بِاِحْتَابِكَ وَارْجُوا رَحْمَتَكَ
وَاحْشَى عِقَابَكَ اللَّهُمَّ حَرِّمْ شَعْرِي وَجَسَدِي عَلَى النَّارِ اللَّهُمَّ
صُنْتُ وَجْهِي عَنْ سُجُودٍ غَيْرِكَ فَصُنْ وَجْهِي عَنْ مَسْئَلَةٍ
غَيْرِكَ اللَّهُمَّ يَا رَبَّ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ رِقَابَنَا وَرِقَابَ الْاَبَانَا
وَأَهْلَانَا وَأَحْبَابِنَا مِنَ النَّارِ يَا كَرِيمُ يَا غَفَّارُ يَا غَرِيْبُ يَا جَبَّارُ تَقَبَّلْ
مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ
الرَّحِيمُ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذَا الْبَيْتِ الْعَتِيقِ رِقَابَنَا مِنَ النَّارِ وَأَعِدَّنَا
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ وَأَعِدَّنَا كُلَّ سُوءٍ وَقَعْنَا بِمَا رَزَقْتَنَا وَتَبَارَكَ
لَنَا فِي مَا أَعْطَيْتَنَا اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلَى يِعْمَانِكَ اللَّهُمَّ صَلِّ
وَسَلِّمْ وَتَبَارَكَ عَلَى حَبِيبِكَ وَنَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ
وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ وَصَلِّ عَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى
مَلَائِكَتِكَ الْمُقَرَّبِينَ وَعَلَى عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ وَارْحَمْنَا مَعَهُمْ
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

الہی! میں تیرے دروازے پر کھڑا اور تیری چوکھٹ سے چمٹا ہوں، تیری رحمت

کا امیدوار اور تیرے عذاب سے ڈرتا ہوں، اے اللہ! میرے بال اور جسم کو دوزخ پر حرام کر دے، اے اللہ! جس طرح تو نے میرے منہ کو اپنے غیر کے سجدے سے بچایا، اسی طرح میرے منہ کو اپنے غیر سے سوال کرنے سے بچا، اے اللہ! اس آزاد گھر کے مالک تو ہماری گردنوں، ہمارے باپ دادوں اور ماؤں کی گردنوں اور ہمارے احباب کی گردنوں کو دوزخ سے آزاد کر دے، اے کریم اے بخشنے والے، اے غالب، اے جبار، ہماری دعا قبول کر پھٹک تو سننے والا، جاننے والا ہے اور ہماری توبہ قبول کر بے شک تو توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔ اے اللہ! اس آزاد گھر کے مالک ہماری گردنوں کو جہنم سے آزاد کر اور ہمیں شیطان مردود سے محفوظ رکھ اور ہر برائی سے بچا اور ہمیں اپنی دی ہوئی روزی پر قانع بنا اور اپنی عطا میں ہمارے لئے برکت فرما، اے اللہ! تیرے ہی لئے حمد ہے، تیری نعمتوں پر، اے اللہ! صلوات و سلام اور برکت بھیج اپنے حبیب اور اپنے نبی ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی آل و ان کے سب اصحاب پر اور صلوات بھیج انبیاء، مرسلین اور ملائکہ و مقربین اور اپنے عباد صالحین پر اور ہم پر رحم فرما۔

اس دعا کے علاوہ جو کچھ اس عالم میں ہو سکا عرض کیا، اس وقت کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ ظہر کی اذان ہو چکی تھی، ہم نے سنتیں پڑھیں اور نماز ادا کی، نماز کے بعد سعی کا ارادہ کیا چونکہ روزہ تھا اور نہ سعی سے پہلے زحرم پیتے چنانچہ مسجد شریف سے کوہ صفا کی طرف چلے، یا یاں پاؤں باہر رکھا اور مستون دعا پڑھی، صفا کی سیڑھی چڑھنے سے پہلے پڑھا۔

أَبَدُّهُ بِمَا بَدَّهَ اللَّهُ بِهِ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَابِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ
الْبَيْتَ أَوْ عَتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا
فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ

پھر صفا پر چڑھ کر منہ قبلہ کی طرف کیا اور دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کی طرح اٹھائے اور

درود شریف، کلمہ تجمید پڑھ کر یہ پڑھا۔

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ
 الْحَمْدُ الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى مَا هَدَانَا الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى مَا أَرْزَلْنَا لَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْعَمْدُ يُحْيِي
 وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ صَدَقَ وَعْدُهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَأَعَزَّ جُنْدَهُ وَهَزَمَ
 الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ
 وَلَوْ كَفَرَ الْكَافِرُونَ۔

اس کے بعد اپنے لئے اور اپنے بزرگوں، عزیزوں، دوستوں اور تمام مسلمانوں کے
 لئے دعائیں کہیں اور پھریں کہا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ السَّعْيَ بَيْنَ الصُّفَا وَالْمَرُورَةِ فَيَسِّرْهُ لِي وَاقْبَلْهُ
 مِنِّي۔

اور صفا سے اتر کر مردہ کی طرف چلے درود شریف، کلمہ تجمید جامع دعا دینا اپنا ہی
 الدُّنْيَا حَسَنَةً اور علاوہ ان کے جو دعائیں ہو سکیں کہیں، لیکن کثرت درود شریف ہی کی
 رہی۔ میلین اخضرین کے درمیان قدرے دوڑتے رہے مردہ پر بھی اسی طرح قبلہ کی طرف
 منہ کر کے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعائیں ذکر اذکار کرتے رہے۔ سات پھیرے سعی کر کے
 حلق کرایا یعنی سارا سرمٹا یا۔

اس کے بعد قیام گاہ پر آ کر احرام اتارا اور کپڑے پہنے اور پھر حرم شریف میں آ گئے،
 عصر کی نماز کے بعد تلاوت کرتے رہے، افطاری کے لئے کھجوریں منگوائیں اور زمزم
 شریف کی صراحی بھروا کر رکھ لی۔ افطاری کا وقت قریب آیا، دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے،
 انگلیاں آنکھوں کے سامنے بیٹ، اللہ شریف تھا اور پھل بندھی تھی، الحمد للہ روزہ افطار ہوا تین
 کھجوروں کے بعد خوب جی بھر کے زمزم شریف پیا اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔

منظر افطاری: حرم شریف میں افطاری کا منظر بھی کیا خوب ہوتا ہے کہ لوگ بیت اللہ شریف کے ارد گرد کھانے پینے کی چیزیں لا کر اور دسترخوان بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں اور بعض مخیر حضرات اپنے ماحول میں بھی تقسیم کرتے ہیں۔ افطار کے بعد تقریباً پانچ سات منٹ تک کھاتے پیتے رہتے ہیں اور پھر اذان ہوتی ہے۔ جو نبی اذان ہوئی دسترخوان اکٹھے کئے اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ مکہ مکرمہ کے اکثر و بیشتر باشندے روزہ حرم شریف میں اسی طرح افطار کرتے ہیں۔ پورا حرم شریف بھرا ہوتا ہے۔ نماز کے بعد معلم صاحب کے ہاں آ کر کھانا کھایا اور چند منٹ آرام کرنے کے بعد حرم شریف میں حاضر ہو گئے۔ عشاء کی نماز کے بعد باقاعدہ بیس تراویح پڑھی گئیں، وتروں کے بعد پھر لوگ جلدی جلدی جانے لگے لیکن پھر بھی حرم شریف کے اندر کافی لوگ طواف اور ذکر و اذکار میں مشغول تھے۔ تراویح کے بعد مرزا محمد ایوب صاحب تو واپس جدہ آ گئے اور میں سات دن مکہ مکرمہ میں رہا۔ مزید چار مرتبہ عمرہ اور کئی مرتبہ طواف کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ فجر کے بعد ظہر تک سوتا تھا اور باقی سارا وقت حرم شریف کے اندر ذکر اور درود شریف، تلاوت اور طواف میں گزارتا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

آٹھویں دن نماز مغرب کے بعد واپس جدہ روانہ ہوئے۔ پاکستان کے چند دوست جو مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر ہیں مجلس میلا و شریف میں شرکت کرنے کے لئے میرے ساتھ ہو گئے تھے۔ ایک روز پہلے جدہ میں مرزا صاحب کو اطلاع دے دی گئی تھی اور انہوں نے مجلس شریف کا انتظام محترم عبدالحمید صاحب کے مکان پر کیا ہوا تھا۔ جدہ پہنچ کر کھانا کھایا اور نماز سے فارغ ہو کر مجلس شریف میں حاضر ہوئے، بہت سے پاکستانی احباب جمع تھے، ملاقات کے بعد مجلس شریف کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد محترم عبدالحمید صاحب نے ایک نعت شریف پڑھی اور پھر اس گنہگار نے تقریباً اڑھائی گھنٹہ بیان کیا۔ بیان کا اکثر حصہ حضور ﷺ کی محبت، تعظیم، اجراع اور فضائل پر مشتمل تھا۔ عبدالحمید صاحب نے ساری تقریر شیپ ریکارڈ مشین میں ریکارڈ کر لی، پھر کھڑے ہو کر سلام پڑھا گیا اور دعا و

تقسیم شیرینی پر مجلس ختم ہوئی۔ سحری کا وقت بالکل قریب ہو چکا تھا۔

تقریریں کر بفضلمہ تعالیٰ تمام احباب شفقت و محبت کے جذبات سے لبریز تھے لہذا کچھ دن رکنے کے لئے اصرار کرنے لگے، میں نے کہا میاں خیال تو کرو کہاں سے روک رہے ہو؟ اب تو سب کے سب گردنیں جھکائے خاموش تھے! میں نے کہا واپسی پر انشاء اللہ ایک رات کے لئے ٹھہر جاؤں گا اور مرزا صاحب کو پہلے اطلاع کروں گا۔ اس وقت بھی آپ حضرات محفل میلاد کا اعتقاد ضرور کر لیں، تاکہ ذکر حبیب ﷺ بھی ہو جائے اور چند ضروری مسائل کا بیان بھی ہو جائے گا، جن کی اشد ضرورت ہے۔ اس پر سب نے اظہار مسرت کیا، پھر چند احباب کے ساتھ بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ سحری کے بعد چند منٹ کے لئے لیٹ گیا فجر کی نماز کے بعد پھر لیٹ گیا اور تقریباً تین ساڑھے تین گھنٹہ تک سو تا رہا، بیدار ہونے پر مدینہ منورہ کی حاضری کا قصد کر کے غسل کیا اور لباس تبدیل کیا اور چلے ٹیکسی اسٹینڈ پر آ کر ٹیکسی میں بیٹھ گیا مرزا صاحب رخصت کر کے واپس ہوئے اور ٹیکسی چلی۔

راہ مدینہ: ٹیکسی کا نئی تھی اور چلانے والا نوجوان تھا۔ عمارات جدہ سے نکلتے ہی اس نے رفتار تیز کر دی، اب ٹیکسی ہوا سے باتیں کرنے لگی، بس میری نگاہیں تھیں اور مدینہ منورہ کی مقدس راہیں تھیں۔

ہاں ہاں رہ مدینہ ہے فافل ذرا تو جاگ او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم دسر کی ہے جوں جوں مدینہ منورہ قریب آ رہا تھا، بحر قلب میں جذبات عقیدت و محبت موجوں کی طرح اٹھ رہے تھے اور عجیب و غریب کیفیات طاری ہو رہی تھیں۔ احساس شرم گناہ و پوا گئی عقیدت و محبت شوق زیارت، مسرت قیام مدینہ حاضری شہنشاہ کونین ﷺ اور خصوصاً یہ احساس کہ کہاں میں کمینہ اور کہاں وہ مقدس مدینہ کہاں میں روسیاء اور کہاں وہ شہنشاہ کہاں میں بدکار اور کہاں وہ سید ابرار کہاں میں ناپاک اور کہاں وہ شہ لولاک۔

نسبت خود بسکت کروم و بس متعلم زانکہ نسبت بسگ گئے تو شد بی ادبی الغرض ادب و نیاز عجز و انکسار کے ساتھ درود شریف پڑھتے ہوئے چلے جا رہے تھے راستے

میں ایک قبوہ خانہ پر ظہر کی نماز ادا کی تقریباً ساڑھے پانچ گھنٹے کا سفر طے کرنے کے بعد نکاہوں کے سامنے گنبد خضرا مسجد نبوی کے مینار اور مدینہ منورہ کے درو دیوار تھے۔ نگاہیں فرط عقیدت سے جھک کر نذرانہ محبت پیش کرنے لگیں، قلب جذبات محبت سے لبریز ہو کر سجدہ ریز ہو گیا، زبان وقف صلوات و سلام ہو گئی۔

مدینہ کہاں اور کہاں میری قسمت تری رحمتوں کی فراوانیاں ہیں
سبحان اللہ کیسا عجیب اور نورانی مظهر ہے، کیسی مبارک ہوائیں اور فضا میں ہیں، کتنا بیار اور حسین خط ہے۔

من بے دل بجمال تو عجب حیرانم اللہ اللہ چہ جمالست بدیں بو العجب
نخل بستان مدینہ ز تو سر سبز مدام زان شدہ شہرہ آفاق پہ شیریں رطبی
چشم رحمت بکشا سوائے من انداز مگر اے قریشی لقی ہاشمی و مطہلی
ماہد تشنہ لبانیم توئی آسحیات رحم فرما کہ زحدمی گزرو تشنہ لبی
سَبِّدِيْ اَنْتَ حَبِيْبِيْ وَ طَيِّبُ قَلْبِيْ آمدہ سوائے تو قدسی چنے درماں طلبی
بلاشبہ مکہ مکرمہ ہر مسلمان کو محبوب ہے، لیکن مدینہ منورہ محبوب تر ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی ہے:

اَللّٰهُمَّ حَبِيْبَ اَيُّهَا الْمَدِيْنَةُ كَمَا حَبَبْتَ مَكَّةَ اَوْ اَمَلًا

(مسلم شریف ص 443 حدیث نمبر 3342- ص 21 جذب اقلوب مطبوعہ نول کشور)

اے اللہ! تو مدینہ کو ہمارا ایسا محبوب بنا دے جیسا کہ مکہ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

خاک طیبہ از دو عالم خوشترست دے خشک شہرے کہ دروے دلبرست
الغرض بصد عقیدت و محبت و بصد عجز و نیاز شہر مبارک میں داخل ہوئے اور یہ پڑھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اَدْجِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ
وَ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ
وَ ارزُقْنِيْ مِنْ زِيَارَةِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ

أُولِيَاتِكَ وَالْقُدُّلِي مِنَ النَّارِ وَأَغْفِرْ لِي وَأَرْحَمْنِي يَا خَيْرَ مُسْتَوْجِبٍ.
 باب مجیدی پینچے ٹیکسی سے اترتے ہی بھد ادب و نیاز وہیں دست بستہ کھڑے ہو کر سلام
 عرض کیا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ الْكَرِيمُ الرَّؤُوفُ الرَّحِيمُ وَرَحْمَةُ
 اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا سَيِّدِي
 يَا رَسُولَ اللَّهِ!

اور سامان ٹیکسی سے اتار کر حضرت المکرم المحترم الشیخ العارف الکامل الفاضل المولانا
 شاہ ضیاء الدین احمد صاحب القادری دامت برکاتہم العالیہ کے مکان پر حاضر ہوا، آپ کا
 مکان باب المجیدی میں حرم شریف کے بالکل قریب واقع ہے۔ حضرت اقدس دیکھتے ہی
 شفقت کھڑے ہو گئے۔ اور مرحما مرحبا اہلاً وسہلاً فرمانے لگے۔ اس ناچیز نے دست و قدم بوسی
 کی۔ تیار ہو کر حضرت سے حاضری روضہ انور (ﷺ) کی اجازت طلب کی۔ فرمایا طیب
 (بہت اچھا) وہیں تازہ وضو اور مسواک کی اور بالوں کو ٹھیک کر کے خوشبو لگائی اور بھد مجزو
 نیاز بارگاہ بے کس پناہ ﷺ کی طرف چلا۔ باب جبریل پر پہنچ کر مسنونہ دعا پڑھی اور دایاں
 پاؤں رکھ کر اندر داخل ہوا، پہلے تحیۃ المسجد پھر نماز عصر ادا کی پھر دست بستہ گردن جھکائے
 شرم گناہ سے آنکھیں نیچی کئے ہوئے مبارک قدموں کی طرف سے مواجہ شریفہ میں حاضر
 ہوا جو نبی سلام کے الفاظ زبان پر آئے، ہچکیاں بندھ گئیں اور بے اختیار گریہ طاری ہو گیا ذرا
 افاقہ ہونے پر سلام عرض کیا۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ السَّيِّدُ الْكَرِيمُ وَالرَّسُولُ الْعَظِيمُ
 الرَّؤُوفُ الرَّحِيمُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ
 يَا سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا وَحَبِيبَنَا وَفَيْضَنَا وَقُرَّةَ أَعْيُنِنَا وَرَسُولَ اللَّهِ، الصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نُورَ عَرْشِ اللَّهِ، الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
 خَيْرَ خَلْقِ اللَّهِ، الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَفِيعَ الْمَدِينِ جَنَّةِ
 اللَّهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ أَرْسَلَهُ اللَّهُ تَعَالَى رَحْمَةً

لِلْعَالَمِينَ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي حَقِّكَ الْعَظِيمِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ
 ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ
 لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ بْنَ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ يَا طه يَا يسين يَا بَشِيرًا يَا سَوَّاحُ
 يَا مُبِيرًا يَا مُقَدِّمَ جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَهَذَا أَنَا يَا سَيِّدِي يَا
 رَسُولَ اللَّهِ قَدْ جِئْتُكَ هَارِبًا مِنْ ذُنُوبِي وَمِنْ عَمَلِي وَمُسْتَشْفِعًا
 وَمُسْتَجِيرًا بِكَ إِلَى رَبِّي فَأَشْفَعْ لِي يَا شَفِيعَ الْأُمَّةِ يَا خَيْرَ الْوَسِيلِ
 يَا سِرَاجَ الظُّلُمَةِ أَجْرِنِي مِنَ النَّارِ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 أَنِّي نَاكَ زَائِرٌ وَقَصْدُ نَاكَ رَاغِبٌ وَعَلَى بَابِكَ الْعَالِي
 وَاقِفٌ وَبِحَقِّكَ عَارِفٌ فَلَا تُرَدُّنَا خَالِبِينَ وَلَا عَن بَابِ
 شَفَاعَتِكَ مَخْرُوبِينَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسْأَلُكَ الشَّفَاعَةَ
 وَأَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى بِكَ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالذَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ
 وَالْمَقَامَ الْمَحْمُودَ وَالْحَوْضَ الْمَوْزُودَ وَالشَّفَاعَةَ الْعَظْمَى فِي
 الْيَوْمِ الْمَشْهُودِ شِعْرِي

يَا خَيْرَ مَنْ دَفِنَتْ فِي التُّرَابِ أَعْظَمُهُ
 قَطَابٍ مِنْ طَيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْآكَمُ
 نَفْسِي الْفِدَاءَ لِقَبْرِ أَنْتَ سَاكِنُهُ
 فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ
 أَنْتَ الْحَبِيبُ يَا حَبِيبَ اللَّهِ أَنْتَ الشَّفِيعُ يَا شَفِيعَ اللَّهِ أَنْتَ
 الْمُقَفِّعُ أَنْتَ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُكَ عِنْدَ الصِّرَاطِ إِذَا مَا زَلَّتِ
 الْقَدَمُ أَشْهَدُ أَنَّكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ بَلَغْتَ الرِّسَالَةَ وَأَدْبَتِ
 الْإِمَانَةَ وَأَصْحَتْ الْأُمَّةَ وَكَشَفْتَ الْعَمَةَ وَجَلَّيْتَ الظُّلْمَةَ

وَجَاهَدْتَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَتَّى جِهَادِهِ وَعَبَدْتَ رَبَّكَ حَتَّى آتَاكَ
 الْيَقِينَ جَزَاكَ اللَّهُ تَعَالَى عَنَّا وَعَنْ وَالدِّينَا وَعَنِ الْإِسْلَامِ خَيْرَ
 الْجَزَاءِ وَنَسْتَلُكَ الشُّفَاعَةَ أَنْ تَشْفَعَ لَنَا عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْعُرْضِ
 يَوْمَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ- يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ
 بِقَلْبٍ سَلِيمٍ- اشفع لنا ولوالدینا ولجیراننا ولمشائخنا
 ولأستأدینا وللمن أؤمننا وقلدنا عندک بدعاء الخیر والزیارة
 الصلوة والسلام علیک یا سلطان الانبیاء والمرسلین ورحمة
 اللہ وبرکاته.

پھر تمہوڑا سادائیں طرف ہوا اور امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چہرہ
 نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر یوں سلام عرض کیا:

السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقِ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا
 خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ عَلَى التَّحْقِيقِ، السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا صَاحِبَ
 رَسُولِ اللَّهِ تَالِي التَّنِينَ إِذْهُمَا فِي الْغَارِ، السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا مَنْ أَنْفَقَ
 مَالَهُ كُفْلَةً فِي حُبِّ اللَّهِ وَحُبِّ رَسُولِهِ حَتَّى تَخْتَلِلَ بِالْعَبَا رَضِيَ اللَّهُ
 تَعَالَى عَنْكَ وَأَرْضَاكَ أَحْسَنَ الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ
 وَمَسْكَنَكَ وَمَعْلَكَ وَمَأْوَاكَ السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا أَوَّلَ الْخُلَفَاءِ
 وَتَأَجُّ الْعُلَمَاءِ وَصِهْرَ النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى وَرَحْمَةَ اللَّهِ وَبَرَكَاتَهُ.

پھر تمہوڑا سا اور دائیں طرف ہوا اور امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 چہرہ مبارکہ کے سامنے کھڑے ہو کر یوں سلام عرض کیا:

السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا سَيِّدَنَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا
 نَاطِقًا بِالْعَدْلِ وَالصُّوَابِ، السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا حَنْفِيَّ الْمِخْرَابِ،
 السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا مَظْهُورَ دِينِ الْإِسْلَامِ، السَّلَامُ عَلَیْكَ يَا مُكْتَسِرَ

الْأَصْنَامِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْفُقَرَاءِ وَالضُّعْفَاءِ وَالْأَزْمَلِ
وَالْأَيْعَامِ، أَنْتَ الَّذِي قَالَ فِي حَقِّكَ سَيِّدَ الْبَشَرِ لَوْ كَانَ نَبِيٌّ مِنْ
بَعْدِي لَكَانَ عَمْرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكَ وَأَرْضَاكَ أَحْسَنَ
الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَ مَسْكَنَكَ وَ مَعْلَكَ
وَمَاوَاكِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَابِي الْعُلَفَاءِ وَنَاجِ الْعُلَمَاءِ وَصَهْرَا
النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى وَرَحْمَةِ اللَّهِ وَبَرَكَاتِهِ

پھر ان دونوں حضرات کے مقدس چہروں کے درمیان میں کھڑے ہو کر عرض کیا
السَّلَامُ عَلَيْكَمَا وَرَبِّي رَسُولَ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَمَا يَا مُعِينِي رَسُولَ اللَّهِ،
السَّلَامُ عَلَيْكَمَا وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
پھر ملائکہ مقربین پر یوں سلام عرض کیا۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا جِبْرِيلُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا ميكَائيلُ،
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا إِسْرَائِيلُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا
عِزْرَائِيلُ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مَلَائِكَةَ الْمُقَرَّبِينَ مِنْ أَهْلِ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضِينَ كَأَفَّةٍ عَامَّةٍ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

پھر مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر اپنے اور اپنے بزرگوں اور دوستوں عزیزوں اور
تمام مسلمانوں کے لئے دعائیں کیں۔ الحمد للہ اسی ذوق و شوق کے عالم میں روزہ کی
افطاری کا وقت قریب ہو گیا۔ مسجد شریف میں عجیب چہل پہل اور رونق تھی، روضہ انور کے
ارد گرد لوگ دسترخوان بچھائے بیٹھے ذکر اذکار اور تلاوت و دعا میں مشغول تھے، اگرچہ ریاض
الجزیرہ میں بہت بھیڑ تھی تاہم جگہ مل گئی اب افطاری کا وقت بالکل قریب تھا، جو نبی دعا کے
لئے ہاتھ اٹھائے آنکھیں اٹکھلے ہو گئیں اور سب سے پہلے کلمہ زبان پر یہ آیا۔ اے اللہ! میں
کس زبان سے تیرا شکر ادا کروں، میرے مولا! تو نے محض اپنے فضل و کرم سے مجھ جیسے
تالائق کو اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار اقدس میں حاضری اور روزہ افطاری

کا شرف بخشا ہے۔ پھر دعاء مسنونہ کے بعد درود شریف پڑھ رہا تھا کہ روزہ افطار ہو گیا۔ اللہ اللہ وہ کیا نورانی سماں تھا، افطاری روزہ کے بعد نماز ادا کی اور نماز کے بعد ریاض الجسد میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کیا اور حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب کے ہاں حاضر ہو گیا۔ مولانا کے ہاں دسترخوان بچھا ہوا تھا اور چند احباب کھانا کھا رہے تھے، دیکھتے ہی فرمایا آئیے مولانا! اَهْلًا وَسَهْلًا فَضْلًا یعنی کھانا کھائیے میں بھی شریک ہو گیا۔

حضرت مولانا ضیاء الدین احمد: شیخ طریقت، ہادی راہ شریعت، شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا الشیخ ضیاء الدین احمد صاحب مدظلہ العالی موضع کلاں والا، ضلع سیالکوٹ پنجاب پاکستان کے رہنے والے ہیں۔ تقریباً 55 سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہیں۔ سلاسل اربعہ میں صاحب اجازت و خلافت ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجددین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صحبت یافتہ بزرگوں میں سے ہیں۔ ضعیف العمر ہونے کے باوجود ہر وقت عبادت و ریاضت اور مجاہدہ و مطالعہ میں مستغرق رہتے ہیں۔ بڑے ہی بلند اخلاق والے اور سہمان نواز ہیں۔ پاکستان و ہندوستان میں ہزاروں آپ کے مریدین لاکھوں معتقدین ہیں۔ اور انہوں نے کئی مرتبہ پاکستان و ہندوستان آنے کے لئے اصرار کیا مگر آپ ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ مدینہ منورہ چھوڑ کر کیسے آؤں؟ چنانچہ آپ ایک مرتبہ بھی تشریف نہیں لائے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مکرم و محترم مولانا محمد فضل الرحمن صاحب اور آپ کے پوتے محترم مولانا محمد حبیب الرحمن صاحب بھی ماشاء اللہ نہایت نیک بلند اخلاق اور بڑے ہی علم و فضل والے ہیں۔ بلاشبہ یہ بہت اونچے لوگ ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ بطفیل اپنے حبیب پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ و بارک و سلم ان کو تاقیام قیامت سلامت باکرامت رکھے۔ آمین ثم آمین۔

رہائش: اس ناچیز کی رہائش حضرت مولانا قبلہ علی کے ہاں تھی۔ دو سال قبل بر موقہ حج جب حاضری کا شرف حاصل ہوا تھا تو اس وقت بھی حضرت ہی کے ہاں ٹھہرا تھا، اس نالائق پر حضرت کی بڑی ہی عنایت و شفقت ہے۔

فضائل مدینہ منورہ: مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً وتعلیماً اور اس کے مقامات اور ان مقامات کی حاضری کے چند فضائل و برکات ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے فضائل و خصائص اور برکات اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر سب کے سب لکھے جائیں تو کئی ضخیم جلدیں بن جائیں۔ چنانچہ علامہ ابن حجر کی رحمة اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے ایک ہزار کے قریب تو نام ہی ہیں اور اگر ان سب کی تشریح کی جائے تو دفتر درکار ہیں اور کسی کے ناموں کی کثرت اس کی عظمت ہی کی دلیل ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

1- اَلَمْ تَكُنْ اَنْزَلْنَا سَمَكًا مِّنْهَا حِزًّا فَاصْبِرْ (النساء: 97)

کیا اللہ تعالیٰ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟

مفسرین کرام رحمة اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں اَرْضُ اللّٰهِ سے مراد

مدینہ منورہ ہے۔ (وفاء الوفاء، ج 1، ص 8)

2- وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ (الحشر: 9)

اور وہ جنہوں نے پہلے سے دار و ایمان میں ٹھکانا بنایا۔

اس آیت کریمہ میں دار و ایمان سے مراد مدینہ منورہ ہے (وفاء الوفاء، ج 1، ص 9)

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

الْمَدِيْنَةُ قُبَّةُ الْاِسْلَامِ وَدَارُ الْاِيْمَانِ

(وفاء الوفاء، ج 1، ص 11۔ کنز العمال 34797)

مدینہ شریف قبۃ اسلام اور دار ایمان ہے۔

اور فرمایا:

اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَبَارِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ، كَمَا قَارِزُ الْعَيْتَةِ اِلَى جُحُوْرَهَا.

بے شک ایمان مدینہ منورہ کی طرف اس طرح کھینچا آتا ہے جس طرح کہ سانپ اپنے

سوراخ کی طرف آتا ہے۔ (بخاری شریف، حدیث نمبر 1876)

3- وَالَّذِينَ هَاجَرُوا إِلَى اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا لَهُمْ وَأَلَّفْنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً

(انمل: 61)

اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا تو ہم ضرور انہیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے۔

اس آیت کریمہ میں حَسَنَةً سے مراد مدینہ ہے کیونکہ مہاجرین کو اللہ تعالیٰ نے وہیں جگہ دی۔

4- كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ (الانفال: 5)

جیسا کہ (اے حبیب!) تمہیں تمہارے رب نے حق کے ساتھ نکالا۔

اس آیت کریمہ میں مدینہ منورہ کو بَيْتُكَ فرمایا گیا کیونکہ جب آپ مدینہ منورہ سے بدر کی طرف نکلے تب یہ آیت نازل ہوئی۔

5- وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقِي وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقِي

(اے حبیب!) یوں فرماؤ کہ اے میرے رب! مجھے مدخل صدق میں داخل فرما اور مخرج صدق سے نکال۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں مُدْخَلَ صِدْقِي سے مراد مدینہ منورہ اور مُخْرَجَ صِدْقِي سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ (المستدرک للحاکم ج 3، ص 3)

حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ مَكَّةَ أَوْ أَهْلَهُ

(مسلم شریف حدیث نمبر 3342، مشکوٰۃ: 2734۔ بخاری حدیث نمبر 1889)

اے اللہ! تو مدینہ منورہ کو ہمارا ایسا محبوب بنا دے جیسا کہ مکہ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ إِنَّكَ أَحْرَجْتَنِي مِنْ أَحَبِّ الْبِلَادِ إِلَيَّ فَأَسْكِنِي

أَحَبِّ الْبِلَادِ إِلَيْكَ

(المستدرک ص 3/3۔ جذب القلوب ص 21، کنز العمال 34935)

اے اللہ! بیشک تو نے مجھے میرے محبوب ترین شہر سے نکالا تو اب مجھے اپنے محبوب ترین شہر میں بسا۔

یحییٰ بن سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا عَلَى الْأَرْضِ بُقْعَةً (ہی) أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يُكُونَ قَبْرِي بِهَا

منہا (یعنی المدینہ) تِلْكَ مَوَاتٍ

(مشکوٰۃ شریف: 2757۔ جذب القلوب ص 20۔ الموطا: 488/21)

روئے زمین پر مجھے اس کلاے سے زیادہ محبوب کوئی ٹکڑا نہیں جس میں میری قبر ہوگی اور یہ تین مرجعہ فرمایا۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مدینہ منورہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اور حضور اکرم ﷺ کا محبوب ترین شہر ہے۔

إِذَا الْحَصِيبُ لَا يَخْتَارُ لِحَبِيبِهِ إِلَّا مَا هُوَ أَحَبُّ وَأَحْرَمُ عِنْدَهُ
محبوب اپنے محبوب کے لئے وہی اختیار کرتا ہے جو اس کے لئے محبوب تر اور مکرم تر ہو۔

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَمٌ مَكَّةَ وَدَعَا لِأَهْلِهَا، وَإِنِّي حَرَمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا

حَرَمْتُ إِبْرَاهِيمَ مَكَّةَ، وَإِنِّي دَعَوْتُ فِي صَاعِهَا وَمَدِينًا بِمَقَلِي مَا دَعَا

بِهِ إِبْرَاهِيمَ لِأَهْلِ مَكَّةَ. (مسلم شریف حدیث نمبر 3313 ص 440)

بیشک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور اس کے رکنوں کے لئے دعا فرمائی اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم بنایا جس طرح انہوں نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے اس کے پیمانوں میں اس سے دوئی برکت کی دعا کی جو انہوں نے اہل مکہ کے لئے کی تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي قَعْرِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا، وَبَارِكْ لَنَا

فِي صَاعِنَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدَكَ

وَعَلَيْكَ وَبَيْتِكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَبَيْتِكَ، وَاللَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ،
وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمَقَلِّ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ، وَمَقَلُّهُ مَعَدُّ.

(مسلم حدیث نمبر 3334۔ مشکوٰۃ: 2731۔ دفاء الوفاء، ص 1/36۔ موطا امام مالک
ص 45/666)

اے اللہ! ہمارے لئے ہمارے پچھلوں میں اور ہمارے لئے ہمارے مدینہ میں اور
ہمارے لئے ہمارے پیانوں میں برکت فرما، اے اللہ! بیٹک (حضرت) ابراہیم علیہ السلام
تیرے بندے تیرے غلیل اور تیرے نبی ہیں اور بیٹک میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں
انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے دعا کی اور میں ویسی ہی دعا مدینہ منورہ کے لئے کرتا ہوں اور
اس سے بھی دوچند کی دعا کرتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے دعا کی۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفِي مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ

(بخاری: 1885۔ مسلم: 3326، مشکوٰۃ: 2754۔ مسند ابی یعلیٰ: 3578)

اے اللہ! جتنی برکتیں مکہ مکرمہ میں تو نے رکھی ہیں اس سے دوئی برکتیں مدینہ منورہ میں
رکھ دے۔

ایک حدیث میں فرمایا:

اللَّهُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ

(مسلم شریف: 3336۔ مسند احمد: 11889)

اے اللہ! مکہ کی برکت کے ساتھ دو برکتیں مدینہ میں زیادہ کر!

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مدینہ منورہ میں مکہ مکرمہ سے کہیں زیادہ برکتیں رکھی گئی
ہیں، کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی دعائیں بلاشبہ قبول ہوئیں۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

الْمَدِينَةُ خَيْرٌ مِّنْ مَّكَّةَ (طبرانی، حدیث نمبر 4450۔ دفاء الوفاء، ج 1 ص

26 مطبوعہ مصر 1326ھ۔ جذب القلوب ص 21۔ کنز العمال (34796)

کہ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے بہتر ہے۔

حضرت مصعب فرماتے ہیں کہ خلیفہ مہدی جب مدینہ منورہ میں آیا تو شرفائے مدینہ اس کے استقبال کے لئے شہر سے باہر گئے جن میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جب خلیفہ مہدی کی نظر امام مالک رضی اللہ عنہ پر پڑی تو خلیفہ مہدی نے فوراً آگے بڑھ کر امام مالک رضی اللہ عنہ سے معانقہ کیا جب سب سے مل چکا تو امام صاحب نے خلیفہ سے فرمایا۔

يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّكَ تَدْخُلُ الْآنَ الْمَدِينَةَ فَتَمَرُّ بِقَوْمٍ عَنْ
يَمِينِكَ وَيَسَارِكَ وَهُمْ أَوْلَادُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَسَلِّمْ
عَلَيْهِمْ فَإِنَّ مَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ قَوْمٌ خَيْرٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ وَلَا
خَيْرَ مِنَ الْمَدِينَةِ (وفاء الوفاء ج 1 ص 36)

اے امیر المؤمنین! ابھی تم مدینہ منورہ میں داخل ہو گے تو تمہارے دائیں اور بائیں سے وہ لوگ گزریں گے جو مہاجرین اور انصار کی اولاد ہیں تو تم ان کی خدمت میں سلام پیش کرو کیونکہ روئے زمین پر نہ تو اہل مدینہ سے بہتر کوئی قوم ہے اور نہ مدینہ منورہ سے بہتر کوئی شہر ہے۔

تمام علمائے کرام اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ روئے نور کا وہ حصہ جو حضور اکرم ﷺ کے جسم اطہر سے ملا ہوا ہے زمینوں، آسمانوں، کعبہ مقدسہ اور عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے اس کے بعد ساری زمین سے افضل کعبہ مقدسہ ہے۔ اس کے بعد اختلاف ہے کہ مدینہ منورہ افضل ہے یا مکہ مکرمہ؟ تو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن عمر اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امام مالک اور اکثر علمائے مدینہ رحمہم اللہ کا مذہب ہے کہ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔ اور بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم ﷺ کا محبوب ترین شہر ہے اور قیامت تک حضور اکرم ﷺ کا اسی میں قیام ہے۔

اور آپ کے جسم انور کے یہاں موجود ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی جو بے شمار رحمتیں اور برکتیں ہر آن اور ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہیں وہ کسی اور جگہ کہاں نازل ہوتی ہیں؟ نیز شریعت مطہرہ اور اس کے تمام احکام کی تکمیل اسی شہر میں ہوئی، تمام فتوحات اور تمام کمالات ظاہری و باطنی کا حصول یہیں ہوا، اسلام کو شان و شوکت اور قوت و عظمت یہیں حاصل ہوئی، اول و آخر کی نیکیاں اور ہدایت و نورانیت کے چشمے یہیں سے جاری ہوئے اور یہیں وہ منبر ہے جو جنت کے حوض پر ہے اور یہیں وہ جنت کی کیاری ہے اور یہیں وہ جبل احد ہے جو حضور اکرم ﷺ کا محبوب ترین پہاڑ ہے اور یہیں وہ جنت البقیع ہے جس میں آپ کے جگر کے ٹکڑے ازواج مطہرات اور تقریباً دس ہزار صحابہ کرام اور بے شمار اولیاء و صلحاء و رضوان اللہ علیہم اجمعین آرام فرما ہیں۔ اور یہیں وہ مسجد نبوی شریف ہے جس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے حج کا ثواب ملتا ہے اور یہیں وہ مسجد قبا شریف ہے جس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت سعید اپنے والد حضرت ابی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے تو بارگاہ الہی میں عرض کرتے:

اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَائِنَا نَا بِمَكَّةَ حَتَّى نَخْرُجَ مِنْهَا

(وفاء الوفاء ج 1 ص 34۔ طبرانی حدیث نمبر 13329۔ مسند احمد، جذب القلوب ص 24)

اے اللہ! ہماری موت مکہ میں نہ ہو بلکہ جب ہم مکہ سے باہر نکل (کہ مدینہ پہنچ) جائیں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ

يَمُوتُ بِهَا. (ترمذی شریف: 3917۔ مشکوٰۃ شریف: 2750۔ جذب

القلوب ص 24۔ تہذیبی 4185)۔

ترجمہ: جس شخص سے ہو سکتا ہے کہ مدینہ منورہ میں مرے تو چاہئے کہ وہ مدینہ ہی میں

مرے اس لئے کہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔
چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِي بَلَدِ
رَسُولِكَ ﷺ

(بخاری کتاب الحج حدیث نمبر 1890۔ جذب القلوب ص 25)

اے اللہ! مجھے اپنی راہ میں شہادت اور اپنے رسول کے شہر مدینہ میں موت نصیب فرما!
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خاص مسجد نبوی شریف میں عین حالت نماز میں شہادت نصیب
ہوئی۔

سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ نے سوائے ایک حج کے جو فرض ہے اور فلی حج نہیں کیا
صرف اسی واسطے کہ کہیں مدینہ منورہ کے سوا کسی اور جگہ موت نہ آجائے۔ چنانچہ ہمیشہ مدینہ
منورہ میں رہے اور وہیں انتقال فرما کر حجۃ البقیع میں دفن ہوئے (جذب القلوب ص 20)
امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جب کبھی مدینہ منورہ سے باہر
تشریف لے جاتے تو نکلنے وقت روتے اور بار بار فرماتے:

نَخْشِي أَنْ نَكُونَ مِمَّنْ نَفَقَةَ الْمَدِينَةِ

(الموطا امام مالک: 884۔ جذب القلوب ص 25 مطبوعہ نول کشور۔ 1930ء)

ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم ان لوگوں میں سے نہ ہوں جن کو مدینہ دور کر دیتا ہے۔
صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) بھی جب حج و عمرہ کے لئے تشریف لے جاتے
تو فارغ ہوتے ہی واپس آ جاتے، زیادہ دیر مکہ میں نہ ٹھہرتے۔ اور نبی کریم علیہ السلام
والتسلیم جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچتے تو اپنی سواری
کو کمال شوق وصال مدینہ سے تیز کر دیتے اور چادر مبارک دوش انور سے گرا دیتے اور
فرماتے ہلہم اَرْوَاخَ حَبِيبَتِي يَا هُوَانِيں پاكيزہ اور پسندیدہ ہیں اور چہرہ انور پر جو گرد و غبار
پڑتا اس کو دور نہ فرماتے اور اگر کوئی صحابی گرد و غبار سے بچنے کے لئے سر اور منہ چھپاتے تو

آپ روک دیجئے اور فرماتے خاکِ مدینہ شفا ہے۔ (جذب القلوب ص 24)
حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

غَبَارُ الْمَدِينَةِ شِفَاءٌ مِنَ الْجَذَامِ

(زرقاتی علی المواہب ج 8 ص 336۔ کنز العمال 34823)

کہ مدینہ منورہ کا غبار جذام یعنی کوڑھ کے لئے شفا ہے۔

”وفاء الوفاء شریف“ میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ فِي غُبَارِهَا شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ (وفاء الوفاء

شریف ج 1 ص 47، جذب القلوب ص 24۔ عمدۃ الاخبار ص 68، مطبوعہ

مطبعہ الشیخی اسکندریہ)

قسم ہے اس ذاتِ اقدس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مدینہ کی مٹی

میں ہر بیماری کے لئے شفا ہے۔

علامہ زرقاتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: بلاشبہ مدینہ منورہ کی مٹی میں شفا ہے و لا

يتنفع به من اكره لکن منكر كوفع نہیں کرتی (زرقاتی علی المواہب ج 8 ص 335)۔

حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: یمن فتح ہوگا تو

بعض لوگ وہاں کے حالات سنیں گے اور پھر اپنے اہل و عیال کو اور ان کو جو ان کے کہنے میں

آجائیں گے لے کر وہاں چلے جائیں گے ”وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ سَأَلُوا يَعْلَمُونَ۔ حالانکہ

مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا اگر وہ جائیں“ اور اسی طرح شام فتح ہوگا تو لوگ وہاں کے حالات

سن کر اور اپنے اہل و عیال وغیرہ لے کر وہاں چلے جائیں گے ”وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ سَأَلُوا

يَعْلَمُونَ“ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا اگر وہ اس کو جائیں اور عراق فتح ہوگا اور لوگ

وہاں کے حالات سن کر اپنے اہل و عیال وغیرہ کو لے کر وہاں چلے جائیں گے۔ ”وَالْمَدِينَةُ

خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ سَأَلُوا يَعْلَمُونَ“ حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا، کاش وہ جائیں۔

(بخاری: 1875۔ موطا ص 45/671۔ مسلم: 3365 ص 445، مشکوٰۃ ص 2736)

حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام نووی رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ارشاد مبارک کے عین مطابق ہوا اور یہ ملک اسی ترتیب سے فتح ہوئے اور لوگ وہاں منتقل ہوئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ سرسبز و شاداب زمینوں کی طرف نکل جائیں گے وہاں ان کو خوب کھانے پینے کو ملے گا اور کثرت سے سواریاں ملیں گی، تو وہ اپنے عزیز و اقربا کو بھی دعوت دیں گے۔ هَلُمُّ اِلَى الرُّحَاةِ هَلُمُّ اِلَى الرُّحَاةِ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ کہ یہاں آ جاؤ یہاں بڑی پیداوار ہے یہاں آ جاؤ یہاں بڑی پیداوار ہے حالانکہ مدینہ ان کے لئے بہتر ہوگا اگر وہ جائیں۔

(ترغیب و مسلم حدیث نمبر 3352 ص 445)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

الْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ، لَا يَدْعُهَا أَحَدًا رَغْبَةً عَنْهَا اِلَّا اَبْدَلَ اللّٰهُ فِيْهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ، وَلَا يَبِيْتُ أَحَدًا عَلٰى لَا وَايْهَا وَجْهَيْهَا، اِلَّا كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا، اَوْ شَهِيدًا، يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

(مسلم شریف حدیث نمبر 3318 ص 440۔ کنز العمال 34857)

مدینہ ان کے لئے بہتر ہے اگر وہ جائیں اور کوئی شخص یہاں کے قیام کو بدول ہو کر نہیں چھوڑے گا مگر اللہ تعالیٰ اس سے بہتر یہاں بھیج دے گا اور جو شخص مدینہ منورہ کی تکلیفوں اور سختیوں کو برداشت کر کے یہاں رہے گا میں قیامت کے دن اس کا شفیق اور گواہ بنوں گا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ اَرَادَ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ بِسُوْءٍ اَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوْبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ (مسلم شریف ص 445 حدیث نمبر 3361)

جس نے اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو اللہ اس کو ایسے گھلا دے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

اور فرمایا نبی اکرم ﷺ نے:

مَنْ أَخَافَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ كُلَّمَا أَخَافَهُ اللَّهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ
وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا (دعاء

الوفاء ج 1 ص 32، جذب القلوب ص 33۔ کنز العمال 34882)

جو شخص ظلماً اہل مدینہ کو ڈرائے گا اللہ تعالیٰ اس کو ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی اور ملائکہ اور

سب لوگوں کی لعنت ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہ فرمائے گا۔

اور فرمایا نبی اکرم ﷺ نے:

مَنْ آذَى أَهْلَ الْمَدِينَةِ إِذَا هُ الْعَلَّةُ

(دعاء الوفاء ج 1 ص 32۔ کنز العمال 34831)

کہ جس نے اہل مدینہ کو اذیت پہنچائی اللہ اس کو اذیت پہنچائے گا۔

امرائے فتنہ میں سے ایک امیر مدینہ منورہ میں آیا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری

رضی اللہ عنہ اس وقت مدینہ منورہ میں تھے اور بڑھاپے کی وجہ سے ان کی بصارت میں ضعف

آ گیا تھا، لوگوں نے ان کی خدمت میں عرض کی کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ آپ چند روز کے

لئے مدینہ منورہ سے باہر چلے جائیں اور اس ظالم کے سامنے نہ آئیں تاکہ اس کے فتنہ سے

محفوظ رہیں چنانچہ آپ اپنے دونوں بیٹوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مدینہ منورہ سے نکلے،

اتفاقاً راستے میں ایک جگہ بہ سبب ضعف بصارت ٹھوکر کھا کر گر پڑے اور فرمایا:

تَبِعَسَ مَنْ أَخَافَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ابْنَاهُ

أَوْ أَحَدُهُمَا يَا أَبَتِ فَكَيْفَ أَخَافَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ مَنْ أَخَافَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَقَدْ أَخَافَ مَا بَيْنَ جَنْبَيْهِ۔

(دعاء الوفاء ج 1 ص 31 جذب القلوب ص 32)

ہلاک ہو وہ شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کو ڈرایا بیٹوں یا ان میں سے ایک نے کہا

اباجان، رسول اللہ ﷺ کو ڈرانا کیونکر ہے آپ کی تووقات شریف ہوگئی؟ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: جس نے الہ مدینہ کو ڈرایا تو بیشک اس نے میرے دل کو ڈرایا۔

نیز فرمایا حضور اکرم ﷺ نے:

الْمَدِينَةُ مَهْأَجْرِي وَفِيهَا مَضَجِعِي وَمِنْهَا مَبْعَثِي حَقِيقٌ عَلَيَّ أَمْنِي
حِفْظٌ جَمْرَانِي مَا اجْتَبَيْتُمَا الْكَبَائِرَ مَنْ حَفِظَهُمْ كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ
شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَمْ يَحْفِظْهُمْ سَقَى مِنْ طَنِيْبَةِ الْعَبَّالِ.

(وفاء الوفاء ج 1 ص 33 جذب القلوب ص 31)

مدینہ میری ہجرت گاہ اور میری خواب گاہ ہے اور (قیامت کے دن) میں سے میرا اٹھنا ہے لہذا میری امت پر میرے پڑوسیوں کے حقوق کی حفاظت لازم ہے جبکہ وہ کبائر سے بچیں (☆)۔ تو جس نے ان کے حقوق کی حفاظت کی میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع بنوں گا اور جس نے ان کے حقوق کی حفاظت نہ کی وہ (دوزخ میں) پیسپ اور خون پلایا جائے گا۔

فِيَا سَابِغِي اَكْتِنَابِ طَنِيْبَةِ كَلْكُلِكُمْ اِلَيَّ الْقَلْبِ مِنْ اَجَلِ الْمَحْبِيْبِ حَبِيْبِ
(زرقاتی علی المواہب ج 8 ص 332 مطبوعہ مطبعہ الاثریہ مصر 1328)

”اے مدینہ طیبہ کے رہنے والو! تم سب کے سب میرے دل کو محبوب اللہ ﷺ کی وجہ سے محبوب ہو۔“

مسجد نبوی شریف: حضرت ابوامامہ بن سہل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ خَرَجَ عَلَيَّ طَهْرًا لَا يَرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ فِيْ مَسْجِدِيْ حَتٰى يُصَلِّيَ

☆ یعنی گناہ کبیرہ پر جو حق شریعت ہے اسے ضرور قائم کریں اور اس کے علاوہ معمولی باتوں پر مواخذہ نہ کریں، بلکہ درگزر کریں۔

فِيهِ كَانَ بِمَنْزِلَةِ حَجَّةِ (وفاء الوفاء ج 1 ص 301)

جو شخص پاکیزگی کے ساتھ صرف اس ارادہ سے نکلا کہ میری مسجد میں نماز پڑھے یہاں تک کہ اس نے اس میں نماز پڑھی تو یہ حج کے برابر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ إِلَى مَكَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِي فِي مَسْجِدِي مُحِبًّا لِي حَجَّتَانِ
مَبْرُورَتَانِ (فضائل حج ص 134۔ کنز العمال 12366)۔

جو شخص حج کے لئے مکہ جائے پھر میرا قصد کر کے میری مسجد میں آئے اس کے لئے دو حج مقبول لکھے جاتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِي أَوْ بَعِثَ صَلَاةً لَاتَفُوتُهُ صَلَاةٌ مُحِبًّا لِي بَرَاءَةً
فِي النَّارِ وَبَرَاءَةً مِنَ الْعَذَابِ وَبِرِيٍّ مِنَ الْيَقَاقِ۔

(وفاء الوفاء ج 1 ص 300۔ کنز العمال 34934۔ مسند احمد: 12611)

جس نے میری مسجد میں چالیس نمازیں پڑھے اس طرح پڑھیں کہ اس کی کوئی نماز فوت نہ ہوئی ہو تو وہ دوزخ اور عذاب اور نفاق سے بری لکھ دیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

عَابَتَيْنِ بَيْنِي وَبَيْنَ رَوْحَةَ مِنَ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَبَيْنِي وَعَلَى
حَوْضِي۔

(بخاری شریف: 1888۔ بیہقی: 4146۔ مسند بزار: 511، مسند احمد: 11016)۔

(مشکوٰۃ: 694)

میرے گھر اور میرے ممبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا ممبر میرے حوض پر ہے۔

اس طرف روضہ کا نور اس سمت ممبر کی بہار حج میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

الاساطین الحنیفہ: ویسے تو ساری مسجد شریف ہی مبارک و تبرک ہے لیکن وہ حصہ جو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں مسجد تھا وہ خاص طور پر تبرک اور افضل ہے اور اس میں بھی ریاض الجذبہ کو خاص خصوصیت حاصل ہے اور اس حصہ میں جتنے ستون ہیں ان کو بھی خصوصی فضیلت حاصل ہے کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس نمازیں پڑھتے تھے اور ان ستونوں میں بھی چند ستون مبارک ایسے ہیں جن کو بہت ہی زیادہ خصوصیت اور فضیلت اور اہمیت حاصل ہے اور وہ آٹھ ہیں۔

اسطوانہ مخلقہ: حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں یہ جگہ سب سے زیادہ افضل اور تبرک ہے کیونکہ یہ حضور اکرم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ ہے اور اسی جگہ محراب النبی ﷺ کے نام سے ایک محراب بنی ہوئی ہے جو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بنوائی تھی اس کو "اسطوانہ مخلقہ" اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ اس پر خاص طور پر خوشبو ملی جاتی تھی۔ ورنہ اس کا اصل نام "اسطوانہ حنانہ" ہے کیونکہ اسی جگہ کجور کا وہ ٹاقا تھا جس پر نیک لگا کر آپ خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور پھر منبر بننے کے بعد آپ کے ہجر و فراق میں وہ رویا تھا۔

استن حنانہ در ہجر رسول نالہ میزد ہم چو ار باب عقول
محراب النبی ﷺ میں کھڑے ہوں تو یہ اسطوانہ دائیں طرف محراب کے ساتھ ہی ہے۔
اسطوانہ سیدہ عائشہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ فِي مَسْجِدِي لِبَقْعَةٍ قَبْلَ هَذِهِ الْأَسْطُوَانَةِ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ
مَا صَلُّوا فِيهَا إِلَّا أَنْ تَطْبِئُوا لَهُمْ قُرْعَةً

(وفا الوفاء ج 1 ص 312۔ عمدۃ الاخبار ص 74)

کہ بیشک میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو (اس کی فضیلت) معلوم ہو جائے تو اس کے لئے ہجوم کی وجہ سے قرعہ ڈالنا پڑے۔

لوگوں نے ام المؤمنین سے پوچھا وہ کونسی جگہ ہے؟ تو ام المؤمنین نے اس وقت تو بتانے سے توقف فرمایا لیکن اس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے اصرار پر بتا دیا۔ اسی لئے اس کو اسطوانہ عائشہ کہتے ہیں کیونکہ ان کے بتانے سے اس کی تعیین ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عامر بن عبداللہ اور اکثر صحابہ جریں صحابہ رضی اللہ عنہم اس کے قریب نمازیں پڑھا کرتے تھے۔

(دفا الوفاء ج 1 ص 313)

3- اسطوانۃ التوبہ: اس کو اسطوانہ ابولبابہ بھی کہتے ہیں۔

حضرت ابولبابہ بن عبدالمذہب رضی اللہ عنہ، حضور اکرم ﷺ کے مشہور صحابی ہیں انہوں نے اپنے آپ کو ایک جرم کے سرزد ہونے پر اس سے باندھا تھا۔

واقعہ یہ تھا کہ جب حضور ﷺ نے بدعہد قوم یہودی قریظہ کا دو ہفتہ تک محاصرہ فرمایا تو وہ اس محاصرہ سے نکل آ گئے اور خانقہ ہوئے ان کے سردار کعب بن اسد نے ان سے کہا کہ اب تین صورتیں ہیں اول یہ کہ تم اس شخص یعنی نبی کریم ﷺ کی تصدیق کر کے ان کی بیعت کر لو کیونکہ یہ تم پر خوب ظاہر ہو چکا ہے کہ بلاشبہ یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب تورات میں ہے، اس صورت میں تمہاری جان و مال اور اولاد سب محفوظ ہیں۔ دوم یہ کہ آؤ پہلے ہم اپنی ازواج و اولاد کو قتل کر دیں تاکہ ان کے مستقبل کا فکر نہ رہے اور پھر ان سے لڑیں جو ہو سوا ہو۔ سوم یہ کہ ان سے صلح کی درخواست کریں شاید کوئی بہتری کی صورت نکل آئے، قوم نے پہلی دو صورتوں کو نہ مانا اور تیسری صورت کو مان کر صلح کی درخواست کر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہمیں سوائے اس کے اور کچھ منظور نہیں کہ تم اپنے حق میں سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور کر لو انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس ابولبابہ کو بھیج دیں کیونکہ ابولبابہ سے ان کے تعلقات بھی تھے اور ابولبابہ کا مال اور اہل و عیال بھی ان کے پاس تھے، حضور اکرم ﷺ نے ابولبابہ کو بھیج دیا، انہوں نے ابولبابہ سے بطور مشورہ پوچھا کیا ہم اپنے حق میں سعد بن معاذ کا فیصلہ منظور کر لیں؟ ابولبابہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ سے

کہا کہ قتل کئے جاؤ گے پھر معاصیہ ہوا کہ میں نے بہت برا کیا کہ مال و اولاد کے لئے اللہ و رسول کی خیانت کی چنانچہ وہاں سے سیدھے مسجد شریف میں آئے اور اپنے آپ کو اس ستون سے بندھوا لیا اور اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی کہ اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں اور نہ کچھ پیوں گا چاہے مر جاؤں جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ فرمائے، حضور ﷺ نے فرمایا: اگر میرے پاس آتے تو میں ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتا لیکن جب انہوں نے بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے معاملہ کیا ہے تو اب جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہو۔ چنانچہ وہ ایک ہفتہ تک بندھے رہے، ان کی بیوی قضائے حاجت اور نماز کے لئے کھول دیتی، اس کے بعد پھر باندھ دیئے جاتے تھے اس عرصہ میں کئی بار شدت بھوک و تکلیف سے بے ہوش ہوئے آٹھویں روز توبہ قبول ہوئی۔ صحابہ کرام نے توبہ قبول ہونے کی بشارت دی اور کھولنا چاہا لیکن انہوں نے کہا خدا کی قسم مجھے کھانا منظور نہیں جب تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر خود اپنے دست مبارک سے نہ کھولیں چنانچہ آپ تشریف لائے اور انہیں کھولا (خزائن العرفان ص 224)۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے کے رنج و غم میں انہوں نے اپنے آپ کو اس ستون سے بندھوا لیا تھا؛ واللہ اعلم۔ اسی واسطے اس کو ”استوانۃ التوبہ“ کہتے ہیں، توبہ کی قبولیت کے سلسلہ میں اس ستون کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اسی اسطوانہ کے پاس نوافل ادا فرمایا کرتے تھے۔ (وفاء الوفاء ج 1 ص 315 جذب القلوب ص 103)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اسی ستون کے قریب اعتکاف فرمایا ہے۔ (وفاء الوفاء ص 317۔ سنن بیہقی 10419)

یہ ستون اسطوانہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے برابر حجرہ شریف کی طرف ہے۔ اس کے اوپر بھی لکھا ہوا ہے۔

4- اسطوانۃ السرمیر: یہ حضور اکرم ﷺ کے شب کو آرام کرنے کا مقام ہے، چنانچہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ ایام اعتکاف میں آپ اسی جگہ آرام فرماتے تھے، اسی واسطے اس کو

”اسطوانہ السریر“ کہتے ہیں کیونکہ سریر کے معنی خواب گاہ کے ہیں۔ یہ ستون استوانہ التوبہ سے جانب حجرہ شریف مبارک جالیوں سے ملا ہوا ہے۔

5- اسطوانۃ الحرمس: اس کو اسطوانۃ علی ابن ابی طالب بھی کہتے ہیں (رضی اللہ عنہ)۔ حرس کے معنی حفاظت کے ہیں۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اکثر راتوں کو اسی جگہ بیٹھ کر حضور اکرم ﷺ کی پاسبانی کرتے اور نمازیں پڑھتے اس لئے اس کا نام آپ کے نام پر بھی مشہور ہو گیا، یہ ستون اسطوانۃ التوبہ کے پیچھے جانب شمال ہے۔

6- اسطوانۃ الوفود: عرب کے وفود جو اطراف مدینہ منورہ سے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے، اکثر اسی جگہ بٹھائے جاتے پھر آپ ان میں تشریف فرما کر انہیں اسلام پر بیعت فرماتے اور انہیں شریعت کے احکام تعلیم فرماتے۔ اگر برصاحبہ کرام اس وقت آپ کے ارد گرد ہوتے اور یہ نورانی منظر دیکھتے۔ یہ ستون اسطوانۃ الحرمس کے پیچھے شمال کی جانب ہے۔

7- اسطوانۃ جبرئیل: اس کو اسطوانۃ جبریل اس لئے کہتے ہیں کہ اکثر اوقات حضرت جبرئیل علیہ السلام اسی مقام پر وحی لایا کرتے تھے۔ لیکن یہ اسطوانۃ شریفہ اس وقت حجرہ شریفہ کی تعمیر کے اندر آ گیا ہے باہر سے اس کی زیارت نہیں ہوتی۔ اس اسطوانہ کے قریب ہی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے دولت سرا کا دروازہ تھا، حضور اکرم ﷺ جب اپنے حجرہ شریفہ سے تشریف لاتے تو اس مقام پر کھڑے ہو کر فرماتے

السَّلَامُ عَلَيَّكُمْ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمْ

الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ (عمدۃ الاخبار، ص 78)

8- اسطوانۃ التہجد: حضور اکرم ﷺ اکثر اوقات اسی مقام پر تہجد ادا فرماتے تھے، یہ مقام اب بھی متعین و موجود ہے اور لوگ وہاں نماز پڑھنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ وہاں ایک محراب بنی ہوئی ہے، جس کے اوپر لکھا ہوا ہے: وَ مِنَ الْبَيْتِ مَكَّةَ جَنَّاهُمْ كَأَهْلِكَ لَكَ فَحَسَّ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْضُودًا۔ (الاسراء: 79) باب جبرئیل سے داخل ہوں تو یہ مقام عین سامنے ہوتا ہے اس مقام کے دائیں طرف چوتراہ اصحاب صفہ اور

یائیں طرف روضہ شریف ہے، ان تمام ستونوں کے پاس کثرت سے نوافل پڑھنے چاہئیں اور دعائیں مانگنی چاہئیں۔

چوتراہ اصحاب صفہ: حضور سید عالم ﷺ کی مسجد کے پیچھے بائیں طرف قریب ہی ایک سایہ دار جگہ تھی جہاں فقراء و مساکین صحابہ کرام جن کا کوئی گھر ہار نہ تھا دن رات رہا کرتے تھے۔ یہ صحابہ کرام چند اوپر ایک سو تھے اور ان میں بوجہ ترویج یا موت یا مسافرت کی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ حضور ﷺ حکم بحکم الحاکمین ان کے ساتھ خاص معیت و مجالست رکھتے تھے:

(وَأَضِيؤُا لِنَفْسِكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْقُدُوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ

وَجَهَنَّمَ) (الکہف: 28) یعنی اپنی ذات کو ان سے وابستہ رکھئے جو صبح و شام

اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں محض اس کی رضا جوئی کے لئے۔

ان صحابہ کرام کے فقرو وفاتے کا یہ حال تھا کہ ان کے پاس سوائے ایک تہبند کے جس سے بہ شکل ستر عورت ہوتا اور کوئی کپڑا پہننے کے لئے نہ ہوتا تھا اور شدت بھوک سے بعض مرتبہ بے ہوش ہو جاتے اور پیٹ پر پتھر باندھ لیتے اور بعض مرتبہ کمال در ماندگی اور احتیاج سے حضور اکرم ﷺ کے دروازہ شریف پر جا پڑتے۔ باہر سے آنے والے لوگ ان کا حال دیکھ کر یہ سمجھتے تھے کہ شاید یہ لوگ دیوانے ہیں حضور ﷺ اکثر ان کے پاس تشریف لاتے اور ان کو تسلی و تشفی دیتے اور صبر و رضا اور زہد و قناعت کے فضائل بیان کرتے اور فرماتے، میں تمہارے ساتھ ہوں نیز فرماتے اگر تم لوگ جان لو کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک تمہاری کیا قدر و منزلت ہے تو تم اس سے زیادہ فقر و فاقہ کو محبوب رکھتے۔ بعض مرتبہ آپ ایک ایک دو دو کو مالدار صحابہ کے حوالے فرما دیتے کہ ان کی مہمانی کرو اور جو باقی بچتے ان کو اپنے ساتھ شریک فرما لیتے اور جس قدر صدقات وغیرہ آتے انہیں عطا فرماتے اور ہدایا میں بھی ان کا حصہ مخصوص فرماتے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو انہیں صحابہ کرام میں سے ایک ہیں فرماتے ہیں، کہ ایک روز میں شدت بھوک سے بے حد پریشان ہو کر آپ ﷺ کی راہ گزر پر آ بیٹھا تھوڑی

دیر کے بعد آپ تشریف لائے اور میرا حال دیکھ کر تبسم فرمایا اور فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا، بلیک یا رسول اللہ! فرمایا ادھر آؤ! میں آپ کے پیچھے پیچھے حجرہ تک پہنچا، فرمایا یہ ایک پیالہ دودھ ہے جو کسی نے مجھے ہدیہ کے طور پر پیش کیا ہے تو تم جاؤ اور اصحاب صفہ کو بلا لاؤ! میں قبیل حکم میں چل پڑا لیکن دل میں خیال کیا کہ ایک پیالہ تو دودھ ہے اور آپ سارے اصحاب صفہ کو بلا رہے ہیں اگر فقط مجھ ہی کو عطا فرمادیتے تو میں اس کو پی کر تھوڑی دیر آرام پاتا الغرض میں ان سب کو جو تعداد میں ستر تھے بلا لایا، آپ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا لَئِيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِيْه لَو دودھ کا پیالہ اور ان سب کو پلاؤ! میں نے ایک کو دیا، اس نے خوب سیر ہو کر پیا مگر دودھ ذرہ برابر بھی کم نہ ہوا۔ پھر دوسرے کو پھر تیسرے کو یہاں تک کہ سب نے خوب سیر ہو کر پیا مگر دودھ بالکل کم نہ ہوا، پھر وہ لے کر میں آپ کے حضور حاضر ہوا، آپ نے تبسم فرما کر فرمایا اب فقط ہم اور تم رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا صَدَقْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ افرمایا بیٹھ جاؤ اور خوب سیر ہو کر پی لو! میں نے بھی خوب سیر ہو کر پیا اور باقی آپ کے آگے رکھ دیا، آپ نے اللہ تعالیٰ کے شکر کا خطبہ پڑھا اور پھر اس کو نوش فرمایا۔ (الخصائص الکبریٰ، ص 2/80۔ بیروت۔ جذب القلوب ص 107)۔

کیوں جناب ابو ہریرہ تھا وہ کیسا جام شیر

جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

چو ترہ اصحاب صفہ پر بیٹھ کر ذکر و اذکار کرنا اور نوافل ادا کرنے چاہیں۔

مسجد قبا شریف: مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلہ پر مسجد قبا شریف ہے، حضور اکرم ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے اور وہ صحابہ کرام جو آپ سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ چکے تھے وہ بھی یہیں ٹھہرے ہوئے تھے، جب حضور ﷺ تشریف لائے تو مدینہ منورہ داخل ہونے سے پہلے چند روز یہاں بنی عمر بن عوف کے ہاں قیام فرمایا اور پہلے روز ہی اپنے دست مبارک سے مسجد قبا کی بنیاد رکھی، چنانچہ آپ اور آپ کے صحابہ نے بھی اہل قبا کے ساتھ پتھر اٹھائے اور کام کیا۔ علامہ سیبلی

فرماتے ہیں کہ بوقت بنیاد پہلا پتھر حضور ﷺ نے اور دوسرا حضرت ابو بکر صدیق اور تیسرا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے رکھا۔ (المستظم، ص 3/65) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَسَجْدًا أَسَسَ عَلَى الشَّعْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقَّ أَنْ تَقُومَ مِنْهُ لِطَبِئِهِ
بِحَالٍ يُجِبُونَ أَنْ يَنْظُرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُظْهِرِينَ (التوبہ: 108)

وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ زیادہ عقدار ہے کہ (اے حبیب!) تم اس میں قیام کرو اس میں ایسے لوگ ہیں جو صفائی و طہارت کو پسند رکھتے ہیں اور اللہ بھی پاک صاف لوگوں کو محبوب رکھتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کان يَزُودُ قَبَاءً، وَابْتِئَانًا وَمَا شِينَا..... فَيَصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ..... رَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَأْتِيهِ مَكْلٌ سَبَّ (مسلم شریف: 3389-448، بخاری: 1191، 1193، مشکوٰۃ: 694-سنن نسائی: 10427، 10429-صحیح ابن حبان: 1616، 1627)۔

پیدل اور سواری پر تشریف لا کر مسجد قبا کی زیارت کرتے اور اس میں دو رکعتیں نماز پڑھتے۔ نیز فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا وہ ہر ہفتہ کو بھی تشریف لاتے۔ نیز محمد بن منکدر سے آپ ﷺ کا ماہ رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کی صبح کو بھی تشریف لانا ثابت ہے۔ (جذب القلوب ص 136)

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”واللہ اگر ایں مسجد در طرنے از اطراف عالم می بود چه جگر ہائے شتران کہ در طلب او نمیزدیم“

خدا کی قسم اگر یہ مسجد عالم کے کناروں میں سے کسی کنارے پر بھی واقع ہوتی تو ہم اس کی طلب میں کتنے اونٹوں کے جگر پھاڑ دیتے۔ (جذب القلوب ص 136)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”دو رکعت نماز در مسجد قبا بگذارد محبوب تر است پیش من از آنکہ دو بار زیارت بیت

المقدس کنتم۔

مسجد قبا میں دو رکعت نماز پڑھنا میرے نزدیک بیت المقدس کی دو بار زیارت کرنے سے بہتر ہے۔ (جذب القلوب ص 136)

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

الصَّلَاةُ فِي مَسْجِدِ قِبَاءٍ كَغُضْرَةٍ

مسجد قبا میں نماز پڑھنا عمرہ کے برابر ہے۔ (جامع ترمذی: 324۔ ابن ماجہ: 1411۔ سنن بیہقی: 10430)

مسجد شمس: مسجد قبا سے قریب ہی مشرق کی طرف مسجد شمس ہے، حضور اکرم ﷺ نے جب بنی نغیر کا محاصرہ فرمایا تو چھ روز متواتر اس مقام پر نماز ادا فرمائی تھی، بعد ازاں یہاں مسجد تعمیر کر دی گئی۔ (جذب القلوب ص 140)

یہ مقام بہ نسبت اور مقامات کے بلندی پر واقع تھا اور طلوع شمس اس پر پہلے ہوتا تھا اس لئے اس کا نام مسجد شمس ہو گیا۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ یہاں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے لئے اعادہ شمس ہوا تھا، یہ غلط ہے کیونکہ وہ وادی صہبا میں خیبر کے قریب ہوا تھا جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آگے آئے گا۔

مسجد جمعہ: حضور اکرم ﷺ جب قبا سے بحکم حکم الحاکمین جمعہ کے روز مدینہ منورہ کی طرف چلے تو قبیلہ بنی سالم بن عوف کے گھروں تک پہنچے تھے کہ نماز جمعہ کا وقت ہو گیا تو آپ نے وہیں نماز جمعہ ادا فرمائی اس لئے اس مسجد کا نام مسجد جمعہ ہو گیا۔

(جذب القلوب ص 138۔ المستطعم فی تاریخ الملوک والامم ص 3/65)

یہ مسجد مبارک مسجد قبا سے واپس مدینہ منورہ آئیں تو قریب ہی سڑک کے دائیں طرف واقع ہے۔

مسجد بنی معاویہ: اس کو مسجد الاجابہ بھی کہتے ہیں اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس مسجد میں نماز پڑھ کر تین دعائیں فرمائیں، ایک تو یہ کہ میری امت قتل

میں مبتلا ہو کر ہلاک نہ ہو اور دوسری یہ کہ عذاب غرق ان پر مسلط نہ ہو۔ تیسری یہ کہ آپس میں قتال نہ کریں۔ پہلی دو قبول ہوئیں اور تیسری سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا کہ آپ کی امت میں قتال وغیرہ ہوگا۔ یہ مسجد، مسجد جمعہ کے قریب ہی واقع ہے چھوٹی سی چار دیواری میں محراب بنی ہوئی ہے اور پرچھت وغیرہ نہیں ہے۔

(الموطا، ص 15/258۔ ابن حبان: 7195)

مسجد مشربہ ام ابراہیم: مشربہ بستان کو کہتے ہیں ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ والدہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وازواجہ وبارک وسلم) کا یہاں ایک باغ تھا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ماریہ قبطیہ نہایت خوبصورت تھیں اور حضور ﷺ ان کے ساتھ بہت خوش رہتے تھے۔ اور یہ بات میرے لئے غیرت اور رشک کا موجب ہوئی۔ چنانچہ حضور ﷺ ان کو ان کے باغ میں لے گئے اور انہوں نے وہیں رہنا شروع کر دیا اور وہیں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے، حضور ﷺ گاہے بگاہے وہاں تشریف لے جاتے اور وہاں نمازیں بھی پڑھتے۔ یہ مقام عمالی مدینہ منورہ حرہ شرقیہ کے نزدیک نخلستان کے درمیان واقع ہے چار دیواری کے اندر مسجد و مقام ہے، آج کل چار دیواری کے اندر جانے کے راستے بند ہیں۔ (جذب القلوب ص 141)

مسجد بنی ظنفر: حضور اکرم ﷺ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ محلہ بنی ظنفر میں تشریف لائے اور نماز ادا فرمائی، نماز پڑھ کر آپ ایک پتھر پر جلوہ افروز ہوئے اور ایک قاری سے قرآن کریم سنا، قاری صاحب نے جب یہ آیت کریمہ پڑھی: فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا۔ (النساء: 41) آپ رو پڑے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ جس عورت کو حمل نہ ہوتا ہو وہ اس پتھر پر جا کر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی تاثیر سے حاملہ ہونے کی صلاحیت پیدا فرمادیتا ہے۔ اس مبارک پتھر کی یہ تاثیر حقد میں اور متاخرین میں بہت مشہور و مجرب ہے۔ (جذب القلوب ص 142)

نیز اسی مسجد سے قبلہ کی طرف مقام حرہ میں بہت سے پتھر ہیں جو بہت مبارک اور

یادگار ہیں۔ ایک پتھر پر حضور ﷺ کے حجر کے سم کے نشان ہیں اور ایک پتھر پر آپ کی کنبی کا نشان ہے اور ایک پتھر پر کچھ انگلیوں کا سا نشان ہے۔ عوام الناس اس مقام کو "سفرۃ پیغمبر" کہتے ہیں۔

مصلیٰ عید یہ یا مسجد غمامہ: اس مقام پر حضور ﷺ نے نماز عید الفطر اور نماز عید الاضحیٰ اور نماز استسقاء اور نماز جنازہ برشاہ حبشہ نجاشی پڑھی ہے۔ اب وہاں ایک عظیم الشان مسجد ہے اس کے قریب ہی دو چھوٹی سی مسجدیں ہیں ایک مسجد ابو بکر اور ایک مسجد علی کے نام سے مشہور ہیں (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

مسجد ابو ذر غفاری: سیدہ الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو مشرق کی طرف سے جاتے ہوئے یہ مسجد راستے میں پڑتی ہے، اس مسجد میں حضور اکرم ﷺ نے نماز میں اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف جو اس وقت آپ کے ساتھ تھے فرماتے ہیں کہ میں رونے لگ گیا کہ شاید آپ کی وفات شریف ہو گئی ہے، پھر آپ نے سجدہ سے اپنا سر مبارک اٹھایا اور فرمایا کیوں روتے ہو؟ میں نے وجہ عرض کی، فرمایا: میرے پاس جبریل امین آئے ہیں اور میرے رب کا پیغام لائے ہیں کہ جو شخص مجھ پر درود و سلام بھیجے گا اللہ تعالیٰ بھی اس پر درود و سلام بھیجے گا۔ اس لئے میں نے طویل سجدہ شکر ادا کیا ہے۔

(تہمتی شعب الایمان، حدیث نمبر 1555، المستدرک ص 1/222۔ مسند احمد: 1664)
 مساجد خمسہ: (1) مسجد فتح (2) مسجد ابو بکر صدیق (3) مسجد علی مرتضیٰ (4) مسجد سلمان فارسی (5) مسجد بنی حرام۔ ان مساجد خمسہ میں خود حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام نے غزوہ خندق کہ اس کو غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں، کے موقع پر نمازیں پڑھی ہیں، یہ مساجد مدینہ منورہ سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر جانب مغرب واقع ہیں۔

ان میں سب سے افضل مسجد فتح ہے کیونکہ اس مقام پر حضور اکرم ﷺ کا قیام تھا۔ آپ نے اسی مقام پر نمازیں پڑھیں اور دعائیں فرمائی ہیں اور اسی مقام پر اجابت دعا اور فتح کی بشارت پائی۔ (المستحکم، ص 3/235) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کے بعد

قریش تمہارے مقابلہ میں کبھی نہ آئیں گے اسی واسطے اس کا نام مسجد فتح ہے۔ اور دوسری مساجد جن صحابہ کرام کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ منسوب ہیں وہ اس لئے کہ اس روز یہ صحابہ ان مقامات پر متعین تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ان مقامات پر مساجد تعمیر کروادیں فجوزاہ اللہ خیر الجزاء۔ (یہاں 577ھ میں دو مساجد مزید تعمیر کی گئیں اس لئے اب انہیں مساجد سبعہ بھی کہا جاتا ہے)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو جب کوئی مشکل درپیش آتی ہے تو میں اسی وقت مسجد فتح میں جا کر دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے اور مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ (جذب القلوب ص 147)

غار سجدہ: مساجد خمسہ کے قریب ہی جانب مشرق جبل سلع میں ایک غار مبارک ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایام غزوۂ خندق میں اس کو زینت بخشی ہے اور بعض اوقات وہاں شب بائیں بھی ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری کے لئے آئے جب مسجد اور حجرات امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں نہ پایا تو لوگوں سے پوچھا، لوگوں نے کہا کبھی کبھی اس پہاڑ کی طرف بھی تشریف لے جایا کرتے ہیں، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں پہاڑ کی طرف آپ کی تلاش میں چل نکلا جب پہاڑ کے اوپر چڑھ کر ادھر ادھر نظر کی تو کیا دیکھا کہ ایک غار میں آپ سجدہ میں سر انور رکھے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ میں بوجہ ہیبت غار کے اندر نہ گیا اور نیچے اتر آیا، کافی دیر کے بعد پھر چڑھ کر دروازے سے دیکھا تو آپ اسی طرح سجدہ میں ہی تھے مجھ کو گمان ہوا کہ کہیں آپ کی وفات ہی نہ ہو گئی ہو، جب قریب گیا تو آپ نے سجدہ سے سر انور اٹھا کر فرمایا: میرے پاس جبریل امین آئے اور اللہ جبارک و تعالیٰ کا سلام پہنچایا اور کہا کہ آپ کا رب فرماتا ہے کہ اے حبیب! امت کے معاملہ میں تم تکین نہ رہو بلکہ اپنا دل خوش رکھو، تمہاری امت کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کریں گے جس سے تمہارا دل دکھے بلکہ ہم تمہیں راضی کریں گے تو میں اس نعمت عظمیٰ کے حصول پر

سجدہ شکر ادا کر رہا تھا۔ اے معاذ! سجدہ سے بڑھ کر کوئی چیز بندہ کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے والی نہیں ہے۔ اس لئے اس غار کا نام غار سجدہ ہوا۔ (جذب القلوب صفحہ 149)

مسجد قبلتین: یہ مسجد مسجد فتح سے جانب مغرب دو تین فرلانگ کے فاصلہ پر پیر رومہ اور واوی عقیق کے نزدیک واقع ہے۔

حضرت محمد بن انفس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی سلمہ میں ام مبشر ایک بی بی تھیں کہ ان کے ہاں حضور اکرم ﷺ تشریف لے گئے اور وہ آپ کے لئے کھانا تیار کر کے لائیں، آپ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ لوگوں نے آپ سے ارواح مؤمنین و کافرین کے حالات پوچھے آپ نے جوابات دیئے اسی تذکرہ مبارکہ میں ظہر کا وقت ہو گیا، یہاں ایک مسجد تھی آپ اس مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھنے لگے دو رکعتیں پڑھیں اور دو باقی تھیں کہ ہو جب وحی الہی آپ نماز کے اندر بیت المقدس کی طرف سے کعبہ مقدسہ کی طرف پھر گئے۔ چونکہ نصف نماز بیت المقدس اور نصف کعبہ مقدسہ کی طرف پڑھی گئی اس لئے اس کو مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ (☆) (المستحکم ص 3/93)

جنت البقیع: یہ مدینہ منورہ کا قدیم قبرستان ہے اس میں وہ جلیل القدر اور برگزیدہ ہستیاں آرام فرما ہیں جن کی فضیلت و شان بے حد بے شمار ہے دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تقریباً اتنے ہی سادات اہلبیت نبوت سلام اللہ علیہم اور ہزاروں تابعین، تبع تابعین، علماء، فقہاء، اولیاء، غوث، قطب اور ابدال رحمہم اللہ تعالیٰ اسی میں آرام فرما ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جنت البقیع سے ستر ہزار آدمی جن کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی مثل روشن ہوں گے اٹھ کر بلا حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے (کنز العمال 34954) اور یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے میں اپنی قبر سے اٹھوں گا، پھر ابو بکر صدیق، پھر عمر فاروق، پھر اہل البقیع اور اہل مکہ (رضی اللہ عنہم)۔

(جذب القلوب ص 167 - کنز العمال 31877)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جسے البقیع پر ملائکہ مَوکَل ہیں کہ جب یہ بھر جاتی ہے تو وہ ان کو اٹھا کر جسے الفردوس میں جھٹک دیتے ہیں۔ اور حدیث شریف میں یہ بھی آیا ہے کہ مقبرہ جسے البقیع اور مقبرہ عسقلان ان دونوں مقبروں کی روشنی آسمان پر ایسی ہے جیسے زمین پر آفتاب و ماہتاب کی۔ (جذب القلوب ص 167)

حضور سرور عالم ﷺ اکثر اوقات جسے البقیع میں تشریف لے جاتے پہلے ان کو سلام کرتے پھر ان کے لئے دعائے بخشش فرماتے لہذا عقیدت و محبت کے ساتھ بقیع شریف میں حاضری دینا اور اہل بقیع پر سلام عرض کرنا اور ان کے لئے استغفار و ایصالِ ثواب کرنا اور ان سے روحانی فیض و برکت حاصل کرنا انتہائی سعادت اور خیر و برکت کا موجب ہے۔ ائمہ عظام اور علمائے کرام فرماتے ہیں کہ بقیع شریف میں روزانہ حاضری دینا مستحب اور موجب خیر و برکت ہے۔

کیفیت البقیع: موجودہ دور حکومت سے پہلے بقیع شریف میں چند عظیم الشان قبے تھے (1) قبۃ اہلبیت نبوت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس قبۃ مبارکہ میں عم رسول اللہ ﷺ حضرت عباس بن عبدالمطلب، سیدۃ نساء اہل البیت حضرت فاطمہ زہرا، امام المسلمین حضرت امام حسن مجتبیٰ، حضرت امام زین العابدین، حضرت امام محمد باقر، حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کے نہایت خوبصورت مزارات مبارکہ تھے۔ یہ قبۃ بہت بڑا قبۃ تھا جسے البقیع میں داخل ہوتے ہی دائیں طرف قریب ہی واقع تھا (2) قبۃ بنات النبی ﷺ اس قبۃ مبارکہ میں حضور اکرم ﷺ کی تین صاحبزادیاں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن کے مزارات مبارکہ تھے (3) قبۃ امہات المؤمنین، حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت سوہد، حضرت جویریہ، حضرت ماریہ قبطیہ، حضرت زینب، حضرت حفصہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن یہ دونوں قبے بھی البقیع میں داخل ہوتے ہی دائیں طرف قبا اہل بیت سے پہلے آتے تھے (4) قبۃ حضرت سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ (5) قبۃ حضرت سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ (6) قبۃ

حضرت سیدنا نافع سید القراء رضی اللہ عنہ (7) قبہ سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ، یہ چاروں قبہ دروازہ بقیع کے سامنے قریب ہی واقع تھے (8) قبہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ عمہ (چھوٹھی) رسول اکرم ﷺ (9) یہ قبہ بقیع میں داخل ہوتے ہی بائیں طرف دیوار کے ساتھ واقع تھا (10) قبہ امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ یہ دروازہ بقیع کے سامنے بقیع کے آخر میں واقع تھا (11) قبہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہ یہ قبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قریب ہی آپ کی پشت کی جانب دیوار کے ساتھ واقع تھا (12) قبہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا عمہ رسول اللہ ﷺ۔ ان تمام قبوں کو گرا دیا گیا اور قبروں کے نشانات تک باقی نہیں چھوڑے۔ اب کیفیت یہ ہے کہ ان مقدس حضرات کی قبور کی جگہ پر چند پتھر رکھے ہوئے ہیں۔

چند ضروری نوٹ: سیدۃ النساء اہل البیت حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حواری مبارکہ میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کو آپ کے گھر میں جو مسجد نبوی کے اندر آ گیا ہے، حضور ﷺ کی پشت انور کی طرف دفن کیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ جبہ بقیع میں جہاں سارے اہل بیت نبوت آرام فرما ہیں، دفن کیا گیا۔ قول ثانی کو ترجیح دی گئی ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ امام المسلمین سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا وصیت کرنا کہ اگر مردان وغیرہ مجھے میرے جد امجد حضور ﷺ کے پاس دفن نہ ہونے دیں تو پھر بقیع میں مجھے میری والدہ کے پاس دفن کر دینا اس بات کی تائید کرتا ہے کہ قبر انور سیدہ کی بقیع میں ہے۔ نیز سیدہ نے حضرت اسماء بنت عمیس کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازے پر کھجور کی شاخوں کو کمان کی طرح لگانا اور اوپر کپڑا ڈال دینا تاکہ میری نعش نظر نہ آئے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اگر آپ کو آپ کے گھر میں ہی جہاں آپ نے وفات پائی تھی دفن کیا گیا ہوتا تو پھر جنازے پر کھجور کی شاخوں کے لگانے کی کوئی حاجت نہ تھی اس سے بھی ثابت ہوا کہ آپ کی تدفین بقیع میں ہوئی۔ نیز بعض اہل کشف بزرگان دین کا بھی یہی ارشاد ہے کہ سیدہ کی قبر انور بقیع میں ہے۔ واللہ اعلم۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ اور حضور ﷺ کی چچی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی جب وفات ہوئی تو حضور ﷺ نے اپنی قمیص مبارک اتار کر دی کہ اس کو کفن میں داخل کر دو اور حضرت عمر فاروقؓ، اسامہ بن زید اور ابویوب انصاری رضی اللہ عنہم کو قبر کھودنے کا حکم دیا۔ جب قبر کھد گئی تو آپ ﷺ شریف لائے اور قبر میں اتر کر اس کو مزید درست کیا اور پھر قبر میں لیٹ گئے اور فرمایا:

اللَّهُ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ إِنْغِفِرْ لَأَيَّتِي فَاطِمَةَ
بِنْتِ أَسَدٍ..... وَوَسِعَ عَلَيْهَا مَذَخَلَهَا بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ
مَنْ قَبْلِي فَإِنَّكَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ.

(طبرانی ص 871، ج 24۔ کنز العمال 34420 جذب القلوب ص 172)

اللہ وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ خود ہمیشہ زندہ ہے اس کو موت نہیں (اے اللہ!) بخش دے میری ماں فاطمہ بنت اسد کو اور اس کی قبر کو وسیع کر دے بظلیل اپنے نبی کے اور بظلیل ان انبیاء کے جو مجھ سے پہلے ہوئے چٹک تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ نے قبر میں لیٹ کر کچھ قرآن کریم بھی پڑھا پھر قبر مبارک سے نکل کر نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا، صحابہ کرام نے عرض کیا، یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے کسی اور کے ساتھ آپ کو ایسا سلوک کرتے ہوئے نہیں دیکھا جیسا کہ آپ نے فاطمہ بنت اسد کے ساتھ کیا ہے فرمایا یہ میری ماں کے بعد میری ماں تھیں میں نے اپنے قمیص کا کفن اس لئے دیا کہ ان کو دو زخ کی آگ ہرگز مس نہ کرے اور چلبائے بہشت نصیب ہوں اور قبر میں اس لئے لیٹا کہ قبر فراخ ہو جائے اور اس کی وحشت جاتی رہے۔ (جذب القلوب ص 171)

بعض روایات میں آیا ہے کہ امام عالی مقام حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر انور بھی سیدہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کے پاس دفن کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

طریق زیارات: سب سے پہلے دروازہ بقیع میں داخل ہو کر تمام اہل بقیع پر یوں سلام عرض کرے:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْبَيْعِ يَا أَهْلَ الْجَنَابِ الرَّفِيعِ اتَّقِمِ
السَّابِقُونَ وَنَعُنْ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى بِكُمْ لَا حِفْوَناً أَبْشُرُوا بِأَنَّ
السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَتَّبِعُ مَنْ فِي الْقُبُورِ أَنْتُمْ
اللَّهُ تَعَالَى وَهَرَفَكُمْ اللَّهُ تَعَالَى يَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَخَدَةَ لَأَسْرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

اس کے بعد ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ اور گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص، اول و آخر درود شریف پڑھ کر تمام اہل بقیع کو بظہیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ثواب ہدیہ کرے۔ اس کے بعد چند مقامات مقدسہ پر خصوصیت سے حاضری دے۔ سب سے پہلے کہاں حاضری دے اس میں اختلاف ہے خلاصہ یہ ہے کہ قبہ اہل بیت نبوت اور قبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں سے جس کو چاہے پہلے اختیار کرے لیکن قبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ چونکہ بقیع کے آخر میں ہے لہذا اہل بیت نبوت کی بارگاہ کے سامنے سے بغیر حاضری و سلام کے گزر جانا خلاف ادب ہے۔ اس لئے پہلے اہل بیت نبوت کی بارگاہ اقدس میں سرپا نیا بن کر حاضری دے اور دست بستہ کھڑا ہو کر یوں سلام عرض کرے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا فَاطِمَةَ الزُّهْرَاءِ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ؛ السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا بِنْتَ نَبِيِّ اللَّهِ؛ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ حَبِيبِ اللَّهِ؛
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بِنْتَ الْمُصْطَفَى؛ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَامِسَةَ
أَهْلِ الْكِسَاءِ؛ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَوْجَةَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدِنَا
عَلِيِّ الْمُرْتَضَى كَرَّمَ اللَّهُ تَعَالَى وَجْهَهُ فِي الْجَنَّةِ؛ السَّلَامُ عَلَيْكَ
يَا أُمَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ السَّيِّدِينَ الشَّهِيدِينَ الْكَوْكَبَيْنِ الْقَمَرَيْنِ
النَّبِيِّينِ الشَّابَّيْنِ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِي الْجَنَّةِ أَبِي مُحَمَّدٍ.

الْحَسَنِ وَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَعَنْكَ
وَأَرْضَاكَ أَحْسَنَ الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْجِدَكَ
وَمَحَلَّكَ وَمَأْوَاثِكَ، السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى آيَتِكَ الْمُضْطَفَى
وَبَقِيَّتِكَ عَلِيِّ الْمُرْتَضَى وَبَنِيكَ الْحَسَنِيِّنَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ.

اس کے بعد عرض کرے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ، السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ حَبِيبِ اللَّهِ، السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُضْطَفَى، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا إِمَامَ حَسَنِ
الْمُجْتَبَى، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا إِمَامَ زَيْنِ الْعَابِدِينَ، السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا إِمَامَ مُحَمَّدِ بْنِ الْبَاقِرِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا
إِمَامَ جَعْفَرِ الصَّادِقِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَهْلَ بَيْتِ النَّبُوَّةِ وَمَعْدِنِ
الرِّسَالَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكُمْ وَأَرْضَاكُمْ أَحْسَنَ الرِّضَى وَجَعَلَ
الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ وَمَسْجِدَكُمْ وَمَحَلَّكُمْ وَمَأْوَاثَكُمْ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قبر الوبر پر حاضر ہو کر

یوں عرض کرے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ
اسْتَحْيَيْتَ مِنْكَ مَلَائِكَةَ الرَّحْمَنِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ زَيْنَ
الْقُرْآنِ بِتِلَاوَتِهِ وَتَوَرَّ الْمَحْرَابَ بِإِمَامَتِهِ وَسِرَاجَ اللَّهِ تَعَالَى فِي
الْجَنَّةِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاهِدِينَ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْكَ وَأَرْضَاكَ أَحْسَنَ الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ

وَمَسْكَنِكَ وَمَحَلِّكَ وَمَأْوَاكِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ.

پھر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور عرض کرے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
رَاوِيَ أَحَادِيثِ النَّبِيِّ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ،
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ نَبِيِّ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ
حَبِيبِ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ الْمُصْطَفَى رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْكَ وَأَرْضَاكَ أَحْسَنَ الرِّضَا وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ
وَمَسْكَنَكَ وَمَأْوَاكَ وَأَقَامَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَ
بَرَكَاتِ عُلُومِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ
اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

پھر حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی زیارت کرے اور عرض کرے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَوْجَةَ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
زَوْجَةَ عَمِّ نَبِيِّ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَوْجَةَ عَمِّ حَبِيبِ اللَّهِ،
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا زَوْجَةَ عَمِّ الْمُصْطَفَى، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أُمَّ
عَلِيٍّ الْمُرْتَضَى، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مَنْ كَفَّنَهَا النَّبِيُّ بِقَمِيصِهِ
وَلَحَدَهَا بِبِمِيزِهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكَ وَأَرْضَاكَ أَحْسَنَ
الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلِّكَ وَمَأْوَاكِ،
السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کرے اور عرض کرے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَتَنَا حَلِيمَةَ السَّعْدِيَّةَ، يَا مُرْضِعَةَ نَبِيِّ اللَّهِ،
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُرْضِعَةَ حَبِيبِ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُرْضِعَةَ

المُصْطَفَى رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْكَ وَأَرْضَاكَ أَحْسَنَ الرِّضَى
وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَأْوَاكَ السَّلَامُ
عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

پھر شہدائے کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کرے اور کہے:

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءَ يَا سَعْدَاءَ يَا نَجَبَاءَ يَا نُقَبَاءَ يَا أَهْلَ
الصِّدْقِ وَالْوَقَاةِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا مُجَاهِدِينَ فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى
جِهَادِهِ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ
يَا شُهَدَاءَ أَهْلِ الْبَيْتِ كَأَنَّكُمْ كَأَنَّكُمْ رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

پھر سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرے اور کہے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِبْرَاهِيمَ بْنَ رَسُولِ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ
نَبِيِّ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ حَبِيبِ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ
المُصْطَفَى السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى مَنْ حَوْلَكَ مِنْ أَصْحَابِ
رَسُولِ اللهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ رَضِيَ اللهُ
تَعَالَى عَنْكُمْ وَأَرْضَاكُمْ أَحْسَنَ الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ
وَمَسْكَنَكُمْ وَمَحَلَّكُمْ وَمَأْوَاكُمْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ
وَبَرَكَاتُهُ.

پھر حضرت نافع شیخ القراء رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور کہے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا نَافِعُ شَيْخِ الْقُرَاءِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
مَوْلَى بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْكَ وَأَرْضَاكَ أَحْسَنَ الرِّضَى
وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ وَمَأْوَاكَ السَّلَامُ
عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ.

پھر سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور کہے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا إِمَامَ مَالِكٍ صَاحِبَ الْمَنْهَبِ، السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا إِمَامَ دَارِ الْهَجْرَةِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكَ وَأَرْضَكَ
أَحْسَنَ الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكَ وَمَسْكَنَكَ وَمَحَلَّكَ
وَمَاوَآءَ، السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

پھر سیدنا عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور کہے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَقِيلَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ عَمِّ
رَسُولِ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ عَمِّ نَبِيِّ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
بَنَ عَمِّ حَبِيبِ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَنَ عَمِّ الْمُصْطَفَى، السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا أَخَا عَلِيٍّ، الْمُرْتَضَى، السَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَى مَنْ
حَوْلَكَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكُمْ
وَأَرْضَانَكُمْ أَحْسَنَ الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُمْ وَمَسْكَنَكُمْ
وَمَاوَآءَكُمْ، السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

پھر اہمہات المؤمنین ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی زیارت کرے اور کہے:

السَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا أَرْوَاحَ نَبِيِّ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا أَرْوَاحَ
رَسُولِ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا أَرْوَاحَ حَبِيبِ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُنَّ
يَا أَرْوَاحَ الْمُصْطَفَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكُنَّ وَأَرْضَانَكُنَّ أَحْسَنَ
الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلَكُنَّ وَمَسْكَنَكُنَّ وَمَاوَآءَكُنَّ،
السَّلَامُ عَلَيْكُنَّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

پھر بنات النبی ﷺ کی زیارت کرے اور کہے:

السَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ رَسُولِ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ نَبِيِّ
اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ حَبِيبِ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكُنَّ يَا بَنَاتِ
الْمُصْطَفَى، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكُنَّ وَأَرْضَانَكُنَّ أَحْسَنَ الرِّضَى

وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلًا لِمَنْ آمَنَ مِنْكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

پھر عمارت النبی ﷺ کی زیارت کرے اور کہے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عِمَاتِ رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عِمَاتِ
نَبِيِّ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عِمَاتِ حَبِيبِ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا
عِمَاتِ الْمُصْطَفَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْكَ وَأَرْضَاكَ أَحْسَنَ
الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلًا لِمَنْ آمَنَ مِنْكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ
بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

بہتر یہ ہے کہ ہر جگہ فاتحہ خوانی کرے اور دعا مانگے کہ ان حضرات کے مقامات مقدسہ پر
انشاء اللہ تعالیٰ دعا قبول ہوگی۔

پھر دروازہ صبح سے باہر آ کر حضرت سیدہ کی قبر انور کے بالقابل سرک پار کر کے حضرت
اسماعیل بن امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور کہے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا إِسْمَاعِيلَ بْنَ إِمَامِ جَعْفَرٍ الصَّادِقِ،
السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَهْلَ بَيْتِ النَّبِيِّ وَمَعْدِنِ الرِّسَالَةِ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْكَ وَأَرْضَكَ أَحْسَنَ الرِّضَى وَجَعَلَ الْجَنَّةَ مَنْزِلًا لِمَنْ
آمَنَ مِنْكُمْ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
وَبَرَكَاتُهُ.

جبل احد شریف: جبل احد شریف وہ مبارک پہاڑ ہے جس کو حضور ﷺ کے محبت و
محبوب ہونے کا شرف حاصل ہے، حضور اکرم ﷺ اس پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا
کرتے:

هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ (بخاری حدیث نمبر 4083۔ مسلم حدیث نمبر 3373)

یہ پہاڑ ہمیں محبوب رکھتا ہے اور ہم اس کو محبوب رکھتے ہیں۔

نیز فرمایا نبی اکرم ﷺ نے:

أَرْبَعَةٌ أَجْبَالٍ مِّنْ أَجْبَالِ الْجَنَّةِ..... قَالَ فَمَا الْأَجْبَالُ؟ قَالَ أُحُدٌ نُجَبْنَا
وَنَجَبَةٌ..... وَوَرَقَانُ وَالطُّورُ وَالثَّنَائِي (جذب القلوب ص 192۔ کنز العمال 35116)

چار پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہیں، عرض کیا گیا وہ کون سے ہیں؟ فرمایا: احد کہ وہ ہم کو محبوب ہے اور ہم اس کو اور ورقان اور طور اور لہنان یعنی جبل قاسم۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ مع حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم اس پہاڑ پر تشریف لے گئے تو یہ پہاڑ لٹے لگا، آپ نے فرمایا:

أَسْكُنُ يَا أُحُدُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصَلِيْقٌ وَشَهِيدَانِ

(بخاری: 3675، مسند ابی یعلیٰ: 7518، مسند احمد: 12130، ابن حبان: 6458)

اے احد! ساکن ہو جا! کیونکہ تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ یہ پہاڑ جنت کے پہاڑوں میں سے ہے تو جب تم لوگ اس پر سے گزرا کرو تو اس کے درختوں کا میوہ کھایا کرو اور اگر میوہ نہ ہو تو اس کی گھاس کا بھی وہی حکم ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ اپنی اولاد سے فرمایا کرتی تھیں کہ جاؤ احد کی زیارت کرو اور میرے لئے وہاں کی گھاس وغیرہ لاؤ۔

اسی پہاڑ پر حضرت ہارون علیہ السلام کا مدفن شریف ہے اور اسی کے پاس سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ستر شہداء کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات ہیں۔ حضور ہر سال کے شروع میں شہدائے احد کی قبروں پر تشریف لے جاتے اور فرماتے: سَلِّمُوا عَلَيْنَا يَا مَعْشَرَ الَّذِينَ آمَنُوا (الرعد: 24) نیز فرماتے: جب تک زمین و آسمان قائم ہے جو شخص ان پر سلام پڑھے گا اس کو یہ سلام کا جواب دیں گے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص شہداء احد کی قبور پر حاضر ہو کر ان پر سلام بھیجے تو وہ قیامت تک ان پر سلام بھیجتے ہیں۔ (جذب القلوب ص 194)

سیدۃ نساء اہل البیت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتی تھیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ ہر جمعہ کو بلکہ بعض میں آیا ہے کہ تیسرے چوتھے روز تشریف لے جاتی تھیں اور وہاں جا کر نماز پڑھتیں اور روتیں اور قبر کی اصلاح و مرمت کرتیں۔ نیز آپ نے ایک پتھر بھی بطور علامت قبر پر رکھا ہوا تھا۔ (جذب القلوب ص 212)

جتنی مرتبہ ہو سکے نہایت ادب و احترام اور اخلاص کے ساتھ حاضر ہو اور دست بستہ یوں سلام عرض کرے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا حَمْرَةَ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ رَسُولِ
اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ نَبِيِّ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ حَبِيبِ
اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عَمَّ الْمُضْطَفَى، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَةَ
الشَّهَدَاءِ، يَا أَسَدَ اللَّهِ وَأَسَدَ رَسُولِهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَنَا
عَبْدَ اللَّهِ بْنَ جَحْشٍ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُضْعَبَ بْنَ عُمَيْرٍ، السَّلَامُ
عَلَيْكُمْ يَا شَهَدَاءَ أُحُدٍ كَأَفَّةٍ عَامَّةٍ وَرَحْمَةَ اللَّهِ وَبَرَكَاتِهِ.

آ بار مبارک کہ: آ بار جمعہ بڑکی ہے اور بڑ عربی میں کنویں کو کہتے ہیں مدینہ منورہ کے وہ کنویں جن کو حضور ﷺ نے خصوصاً مشرف فرمایا ان میں سے سات بہت زیادہ مشہور اور زیارت گاہ اہل ایمان و عرفان ہیں۔ چنانچہ ایک عالم نے ان کو ایک رباعی میں اس طرح پیش کیا ہے:

إِذَا زُمْتَ أَبَا النَّبِيِّ بِطَيْبَةِ فَعَدَّتْهَا سَبْعَ مَقَالًا بِلَا قَهْرٍ
أَرِيْسُ وَ غُرْسُ رُوْمَةَ وَ بُضَاعَةَ كَذَا بُضَّةٌ قُلُّ بِتَرْحَاءَ مَعَ الْعُهْنِ
جب تو مدینہ منورہ میں نبی اکرم ﷺ کے کنوؤں (کی زیارت) کا قصد کرے تو (جان لے کر) وہ بلا ٹھک و شبہ سات ہیں۔ اریس، غرس، رومہ، بضاعہ، بھہ، حاء، عھن۔

(جذب القلوب، ص 153)

1۔ بحر اریس: یہ کنواں مسجد قبا شریف کے قریب ہی دائیں طرف واقع ہے، نجدی حکومت نے اس کے اندر مٹی اور چمچ وغیرہ ڈال کر اس کا پانی خشک کروا دیا ہے حالانکہ اس کا پانی نہایت شیریں اور لطیف تھا چونکہ لوگ اس کو تم کا پیتے اور اپنے ہمراہ لاتے تھے اور یہ ان کے نزدیک غالباً شرک تھا اس لئے اس کو بند کروا دیا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کنویں میں اپنا لعاب دہن ڈالا تھا اسی کی برکت سے اس کا پانی شیریں اور لطیف ہوا تھا ورنہ پہلے اس کا پانی میٹھا نہ تھا۔ (جذب القلوب 153)

بعض مرتبہ حضور اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام اس کنویں پر تشریف لاتے اور اس میں پاؤں لٹکا کر بیٹھے رہتے۔

حضور اکرم ﷺ کی انگوٹھی مبارک جس کو آپ پہنا کرتے تھے آپ کی وفات شریف کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھی ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو پہنا اور ان کے بعد وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھی، ایک دن وہ اسی کنویں میں پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھے تھے اور اس انگوٹھی کو انگلی میں پھرا رہے تھے کہ اچانک وہ اس کنویں میں گر گئی، تین روز تک کنویں میں اس کی تلاش کروائی، سارا پانی باہر نکلوا یا گمرود نہ لی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ (بخاری: 5866)

انگوٹھی مبارک کے گرنے کا سانحہ خلافت عثمانیہ کے چھٹے برس میں ہوا تھا۔ بس اسی روز سے ان کی خلافت میں تزلزل پیدا ہو گیا۔ جیسا کہ حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کے گم ہونے سے ان کے ملک میں تخلل و تزلزل پیدا ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے اس کو بتر خاتم بھی کہتے ہیں۔ (جذب القلوب ص 154)

2۔ بحر غرس: یہ کنواں مسجد قبا شریف سے جانب مشرق تقریباً آدھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے، کافی بڑا کنواں ہے اس میں سیڑھیاں بھی ہیں کہ نیچے اتر کر آدمی اپنے ہاتھوں سے پانی پی سکتا تھا، لیکن انہوں نے اس کا پانی بھی خشک کروا دیا گیا ہے حالانکہ اس کنویں کی بڑی فضیلت ہے اور اس کا پانی نہایت متبرک و شیریں تھا، حضور ﷺ نے اس کنویں پر تشریف لے

جاتے اور اس کا پانی پیتے اور وضو فرماتے، ایک روز فرمایا ہم نے آج رات خواب میں دیکھا کہ ہم نے بہشتی کنوؤں میں سے ایک کنویں پر صبح کی ہے یعنی صبح کے وقت وہاں گئے ہیں۔ چنانچہ آپ نے بخرغس پر صبح کی اس کے پانی سے وضو کیا اور کھلی کر کے اس میں ڈال دی اور تھوڑا سا شہد جو کوئی آدمی آپ کے لئے لایا تھا وہ بھی اس میں ڈال دیا۔

(کنز العمال 34980۔ جذب القلوب ص 155)

اور آپ ﷺ نے وصیت فرمائی تھی کہ بعد وفات بخرغس کے پانی سے مجھے غسل دیا جائے۔ چنانچہ آپ کی وصیت کے مطابق بخرغس کا پانی منگوایا گیا اور اسی سے غسل دیا گیا۔ (جذب القلوب ص 156، ابن ماجہ حدیث نمبر 1468۔ مسند بزار حدیث نمبر 470) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تبرکاً اس کنویں کا پانی منگواتے اور نوش فرماتے تھے۔

3۔ بئر رومہ: یہ کنواں مسجد قبلتین سے قریب اسی شمال کی طرف وادی عقیق میں واقع ہے اور اس کا پانی نہایت لطیف اور بے حد شیریں ہے، حضور اکرم ﷺ نے اس کنویں کو بہت اچھا کنواں فرمایا ہے، امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ جس پر حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس سے ان کو جنت کی بشارت ملی تھی۔ چنانچہ اب وہ بخر عثمان ہی کے نام سے مشہور ہے۔ (جذب القلوب ص 156)

4۔ بئر بضاہ: یہ کنواں مدینہ منورہ کی آبادی کے اندر باب مجیدی سے ذرا آگے سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جاتے ہوئے دائیں طرف آتا ہے اور حضور اکرم ﷺ نے اس کنویں کا پانی پیا اور اس سے وضو فرمایا ہے اور اپنا لعاب و دہن شریف بھی اس میں ڈالا ہے اور اس کے واسطے خیر و برکت کی دعا بھی فرمائی ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام اس کنویں کا پانی تبرکاً پیا کرتے تھے اور ان میں سے جو صحابی بیمار ہو جاتے وہ اس کے پانی سے غسل کرتے، زیادہ سے زیادہ تین بار غسل کرنے سے اس پانی کی برکت سے اللہ تعالیٰ صحت و عافیت عطا فرمادیتا۔ (جذب القلوب ص 157)

5۔ بئر بصرہ: یہ کنواں جنت البقیع کے قریب ہے۔ جو شخص جنت البقیع کی طرف سے مسجد قبا

شریف جائے تو یہ بائیں طرف پڑتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعہ کے دن حضور سید عالم ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا تمہارے ہاں سدر ہوگی کہ میں اس سے اپنا سرو دھوؤں؟ میں نے عرض کیا ہاں! اور لا کر پیش کی پھر میں آپ کے ہمراہ بڑھ پڑ گیا آپ نے اس کے پانی سے اپنا سر مبارک دھویا اور اپنے سر مبارک کا سارا دھوون اس میں ڈال دیا۔ (جذب القلوب ص 158)

6۔ بئر حاء: یہ کنواں حرم نبوی ﷺ کے بالکل قریب باب الحجیدی میں اصطفیٰ منزل کے پیچھے واقع ہے مگر اب وہ ایک عمارت کے اندر آ گیا ہے جس کی وجہ سے عام لوگ اس کے مبارک و شیریں پانی سے محروم ہو گئے ہیں، حضور اکرم ﷺ کے زمانہ پاک میں اس کنویں کے ارد گرد بہت سے درخت تھے آپ اکثر اوقات تشریف لا کر ان درختوں کے سایہ میں بیٹھتے اور اس کنویں کا پانی نوش فرماتے۔ (جذب القلوب ص 159)

7۔ بئر سھن: یہ کنواں عوالیٰ مدینہ میں مسجد قبا شریف سے جانب پورب ایک بہت بڑے بتان میں واقع ہے، اس بتان میں زراعت و اشجار بہت ہیں اور وہ جگہ نہایت لطیف و نقیض ہے۔ حضور ﷺ اس کنویں پر تشریف فرما ہوتے اور اس کا پانی نوش فرماتے اور بعض مرتبہ وضو کر کے نماز ادا فرماتے۔ (جذب القلوب ص 159)

شہدائے بدر: مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے تقریباً 80 میل کے فاصلے پر برب سڑک ایک گاؤں ”بدر“ آباد ہے، اسی جگہ جنگ بدر ہوئی تھی، سڑک سے تقریباً آدھ میل کے فاصلے پر شہدائے بدر کے مزارات مقدسہ ہیں۔ پہلے یہاں ایک عالی شان قبر بنا ہوا تھا اور ساتھ ہی مسجد تھی، موجودہ حکومت نے قبر و مسجد دونوں کو گرا دیا ہے۔ اب صرف دو فٹ اونچی چار دیواری موجود ہے، جس کے اندر چودہ شہدائے کرام کی قبریں ہیں مگر قبروں کے نشانات تک نہیں ہیں۔

مقام ابواء: مدینہ منورہ سے تقریباً ڈیڑھ سو میل کے فاصلے پر اسی سڑک کے بائیں طرف تقریباً پندرہ میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ”ابواء“ کے نام پر آباد ہے، اس گاؤں کے قریب

ہی ایک پہاڑ پر حضور اکرم ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا (☆) کا مزار مبارک ہے۔ اس مزار کو بھی گرا دیا گیا ہے، قبر کے چاروں طرف پتھر پڑے ہوئے ہیں، جن کو زائرین نے جوڑ جوڑ کر چھوٹی سی دیوار کی طرح بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حاضری کا شرف عطا فرمایا۔

خیبر: مدینہ منورہ سے تقریباً ایک سو میل کے فاصلے پر ایک گاؤں ”خیبر“ آباد ہے۔ یہی وہ خیبر ہے جس کو حضور اکرم ﷺ کے حکم سے حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے فتح کر کے فاتح خیبر کا لقب حاصل کیا ہے، خیبر میں چند مقامات قابل زیارت ہیں مزارات شہداء وہ صحابہ کرام جو غزوہ خیبر میں شہید ہوئے تھے ان کے مزارات ہیں قہ اور قبور کو توڑ دیا گیا ہے۔ مقام بدر کی طرح چھوٹی سی چار دیواری ہے جس میں شہدا کی قبریں ہیں مگر قبروں کے نشانات نہیں ہیں۔

عین العلی: یہ ایک چشمہ ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ فاتح خیبر شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے لڑائی کے دوران میں ایک کافر کے اس زور سے تلوار ماری کہ وہ اس کو کاٹی ہوئی زمین میں دھنس گئی، جب آپ نے اس کو کھینچا تو اس کے ساتھ ہی زمین سے ایک چشمہ بہ نکلا جو اب تک جاری ہے اس کا پانی ٹھنڈا اور میٹھا ہے۔

قلعہ خیبر کے کھنڈرات: قلعہ کے کھنڈرات اور بہت بڑے بڑے پتھر اب بھی اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ واقعی یہ قلعہ کافی مضبوط ہوگا، یہ قلعہ ایک پہاڑی پر واقع تھا، اب وہاں حکومت کی کوئی چوکی وغیرہ ہے، عام لوگوں کو ادھر جانے کی اجازت نہیں ہے۔

وادئ صہبیا: خیبر کے قریب ہی ایک میدان ہے جس کا نام ہے ”وادئ صہبیا“ اسی مقام پر حضور اکرم ﷺ کی دعا سے ڈوبا ہوا سورج واپس ہوا تھا جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز عصر قضا ہو گئی تھی۔ یہاں ایک مسجد تھی جس کو توڑ دیا گیا ہے مگر اس کے پتھر وغیرہ اب بھی

☆ حضور اکرم ﷺ کے والدین حضرت عبد اللہ و حضرت آمنہ رضی اللہ عنہما کے ایمان کی مکمل اور نہایت قیس بحث میرے والد گرامی علیہ الرحمہ کی کتاب ”الذکر المستبین فی سیرۃ النبی الامین ﷺ“ اور میری کتاب ”والدین رسالت آب (ﷺ)“ میں دیکھیں۔ (کوکب خفر لہ)

موجود ہیں۔

برادر محترم جناب محمد طفیل صاحب لاہور کے رہنے والے ہیں مگر ایک عرصہ سے مکہ مکرمہ میں آباد ہیں۔ زیارت اور عید الفطر منانے کے لئے بیچ اہل وعیال مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ عید کے دن بعد از نماز عشاء ایک دوست کے گھر میں محفل میلاد شریف تھی، محفل میں وہ بھی بیچ اپنے بھائیوں کے شریک ہوئے۔ اس ناچیز نے حضور اکرم ﷺ کی تعظیم مدینہ منورہ کے آداب اور فضائل کے موضوع پر تقریر کی جس کو سن کر بفضلہ تعالیٰ سب حاضرین بہت متاثر ہوئے اور طفیل صاحب تو اس قدر متاثر ہوئے جس کی کوئی حد نہیں۔ تقریر کے بعد کھانے کے وقت ایک دوسرے کے تعارف کا سلسلہ شروع ہوا۔ مختصر یہ کہ تھوڑی دیر میں ہم لوگ آپس میں بے تکلف اور گہرے دوست بن چکے تھے چنانچہ وہیں طفیل صاحب کی موٹر پر خیر جانے کا پروگرام بن گیا کہ صبح ناشتے کے بعد چلیں اور شام تک واپس آ جائیں۔ چنانچہ صبح طفیل صاحب کی شاندار و فرارخ کیڈلک گاڑی پر ہم سات آدمی خیبر کی طرف جا رہے تھے۔

دعوت خیبر: خیبر میں ایک نوجوان دکاندار ہے جس کے آباؤ اجداد سندھ پاکستان کے تھے۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے ایک پاکستانی دوست جو ہمارے ساتھ تھے۔ وہ اس کو جانتے تھے چنانچہ وہ ہمیں اسی کی دکان پر لے گئے۔ وہ نوجوان خندہ پیشانی سے ملا اور پھر اس نے ایک آدمی کو ہمارے ساتھ کر کے کہا کہ ان مہمانوں کو زیارات کرا کے واپس یہیں لے آنا۔ ہم لوگ مقامات مبارکہ مذکورہ کی زیارت کر کے جب واپس آئے تو کافی تھک چکے تھے۔ اسی نوجوان نے ایک مکان کی بالائی منزل پر ہمارے بیٹھنے کا انتظام کیا ہوا تھا، ہم اس منزل میں پہنچے تو دیکھا کہ کمرے میں قالین بچھے ہوئے اور ٹیکے لگے ہوئے تھے، کھڑکیوں سے ٹھنڈی ہوا آرہی تھی، تھوڑی ہی دیر کے بعد دسترخوان بچھ گیا اور ایک بہت بڑے تعال میں کپے ہوئے چاولوں کے اوپر بھنا ہوا سالم ونبہ آٹکا اور اس کے ساتھ ہی ایک مٹکا گاڑی لسی کا آ گیا، ہم لوگ حیران ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ہمارے میزبانوں

نے بڑے خلوص سے کہا **افضلوا** (آئیے) چنانچہ مہمان و میزبان سب ہی مل کر کھانے لگے۔ میزبانوں میں ایک صاحب بڑے موٹے تازے جوان تھے انہوں نے دیکھا کہ سارے مہمان ونبہ کے معاملہ میں کچھ جھجک اور تکلف سے کام لے رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنی آستین اوپر چڑھائی اور دبنے کے گوشت کو نوج نوج کر سب کے آگے ڈھیریاں کر دیں۔ سب نے خوب کھایا اور اوپر سے کسی نے وہ مزہ کیا کہ سبحان اللہ! ایک تو تھکے ہوئے تھے دوسرے خوب کھا چکے تھے۔ چنانچہ سب لیٹ گئے بس پھر کس کو ہوش تھا چند منٹوں کے بعد ہی کرہ خراٹوں سے گونج رہا تھا۔ ڈیڑھ دو گھنٹے آرام کرنے کے بعد اٹھ کر ظہر کی نماز ادا کی۔ اگرچہ کافی تاخیر ہو چکی تھی۔ پھر عرب کا مخصوص تہوہ آ گیا۔ پینے کے بعد ہم اپنے میزبانوں کا بہت بہت شکر یہ ادا کر کے رخصت ہو رہے تھے آتے ہوئے ہم نے خوشی سے میزبان کے صاحبزادے کو صرف چالیس ریال پیش کئے جو ان کے اخلاص و سلوک کے مقابلہ میں بہت ہی کم تھے، بلاشبہ ان لوگوں کی شاندار دعوت اور مخلصانہ سلوک ہمیں ہمیشہ یاد رہے گا۔

مدینہ منورہ کے پرفیک قیام میں جن بزرگوں اور دوستوں نے نہایت ہی پر خلوص اور مشفقانہ سلوک فرمایا یہ عاجزان کو اور ان کی شفقت و محبت کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔ خصوصاً حضرت قبلہ مولانا ضیاء الدین احمد صاحب۔ حضرت مولانا محمد فضل الرحمن صاحب۔ حضرت مولانا طاہر الدین صاحب۔ حضرت مولانا منظور حسین صاحب۔ محترم محمد عبداللہ صاحب امرتسری اور ان کے فرزند۔ محترم جناب محمد انور صاحب انضباط۔ محترم محمد بخش صاحب نارنجہ و ڈیرا ساکس۔ محترم جناب غلام حسین صاحب۔ محترم جناب رب نواز صاحب۔ محترم جناب عبدالکھیم صاحب۔ محترم جناب محمد حسین صاحب رضو۔ محترم حبیب اللہ صاحب۔ محترم شمس الدین صاحب۔ محترم اللہ بخش صاحب۔ ان کے علاوہ بھی چند دوست ہیں جن کے اسمائے گرامی یاد نہیں رہے۔ بہر حال ان سب بزرگوں اور دوستوں کے لئے یہ عاجز دعا گو ہے اگرچہ اس لائق نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان سب کو اپنے فضل و کرم سے ہمیشہ اپنے حبیب پاک ﷺ کے سایہ رحمت میں رکھے۔ آمین ثم آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ

فضائل زیارتِ روضہ انور

دنیا کے تمام مومنین صالحین کے نزدیک بالاتفاق حضور ﷺ کی قبر انور کی زیارت کرنا اہم ترین نیکی اور افضل ترین عبادت اور درجاتِ علیا تک پہنچنے کے لئے نہایت کامیاب ذریعہ اور پُر امید وسیلہ ہے، بلکہ بعض ائمہ عظام و علمائے کرام کے نزدیک واجب ہے۔ وسعت و طاقت کے ہوتے ہوئے اس کا ترک بہت بڑی جفا اور انتہائی بد نصیبی و محرومی ہے۔ اسی طرح معمولی اعذار کی بنا پر اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم ہونا انتہائی قساوت اور جفا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ

لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا (النساء: 64)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہیں اور رسول بھی ان کی بخشش چاہے (یعنی ان کی شفاعت فرمائے) تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان پائیں گے۔

شیخ محقق حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کریمہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

”اِس آیتِ کریمہ دلالتِ دارِ برکت و ترغیبِ حضورِ درگاہِ رسالتِ پناہِ سوالِ مغفرتِ درازِ جنابِ اجابتِ مآبِ و طلبِ استغفارِ ازوے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم و این رحیمہ عظیمہ است کہ ابدالِ اقطاعِ پذیر نیست از جهتِ استوائے حالتِ موت و حیاتِ نسبتِ بسرورِ کائناتِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“۔ (جذبِ القلوب ص 211)

یہ آیتِ کریمہ دلالت کرتی ہے درگاہِ رسالتِ پناہ میں حاضر ہونے کی ترغیب پر اور اس آستانہ مقدسہ پر حاضر ہو کر طلبِ مغفرت کرنے اور حضور ﷺ سے کرانے پر اور یہ ایک

رحمہ عظیمہ ہے کہ کبھی منقطع ہونے والا نہیں اس لئے کہ سرور کائنات ﷺ کی حالت حیات و ممات برابر ہے۔

جناب محمد قاسم صاحب نانوتوی مزمومہ بانی دارالعلوم دیوبند اسی آئیہ کریمہ کے متعلق فرماتے ہیں:

اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہوں۔

(آب حیات ص 40)

اور وہ مشہور و معروف واقعہ جو ائمہ عقلم اور علمائے کرام نے اپنی اپنی معبر تصانیف میں ذکر فرمایا ہے اس پر روشن دلیل ہے کہ وفات شریف کے بعد ایک اعرابی نے روضہ انور پر حاضر ہو کر روضہ شریفہ کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور یوں کہا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو قرآن شریف نازل فرمایا ہے اس میں یہ بھی ہے۔ **وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا** (النساء: 64) اور بے شک میں نے معصیت و نافرمانی کر کے اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور آپ سے شفاعت کا طالب ہوں۔ پھر اس اعرابی نے زار و زار روتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اعْظُمُهُ فُطَابٌ مِنْ طَبِيبِهِ الْقَاعُ وَالْآكُمُ
اے بہترین ذات! جن کی مبارک ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں کہ ان کی خوشبو سے زمین اور نیلے بھی معطر ہو گئے۔

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرِ أَنْتِ سَاكِنَةٌ فِيهِ الْعَقَابُ وَ فِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ
میری جان قربان ہو اس قبر پر جس میں آپ آرام فرما ہیں، اس قبر میں پاکیزگی و طہارت ہے اور اس میں بخشش و سخاوت اور کرم ہے۔

أَنْتَ الشَّفِيعُ الَّذِي تُرْجِي شَفَاعَتَهُ عَلَى الصِّرَاطِ إِذَا مَا زُلَّتِ الْقَدَمُ
 آپ وہ شفیع ہیں کہ جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے جب کہ پل صراط پر لوگوں کے
 قدم پھسل رہے ہوں گے۔

وَصَاحِبَاكَ لَا تَسَاهَمَا أَبَدًا مِنِّي السَّلَامُ عَلَيْكُم مَّا جَرَى الْقَلَمُ
 اور آپ کے دو صاحبوں (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ) کو تو میں کبھی
 نہیں بھول سکتا میری طرف سے تم پر سلام ہو جب تک (کہ دنیا میں) قلم چلا رہے۔
 اس پر قبر انور سے آواز آئی قَدْ غُفِرَ لَكَ کہ تیری بخشش ہوگئی۔

(جذب القلوب ص 211)

زیارتِ روضہ انور کی تزییب میں بہت سی احادیث مبارکہ بھی وارد ہوئی ہیں جن کے
 متعلق شیخ الحدیث حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
 ”اما از انچه بصریح لفظ زیارت وقوع یافته این احادیث است کہ از نقل ثقات بطریق
 متعدده بعضی ازاں بدرجہ صحت رسیدہ و اکثر بمرتبہ حسن آمدہ ثبوت یافته“۔

(جذب القلوب ص 195)

اور وہ احادیث جن میں صریح لفظ زیارت آیا ہے جن کو ثقہ اماموں نے متعدد سندوں
 کے ساتھ نقل فرمایا ہے کہ بعض ان میں سے درجہ صحت کو پہنچی ہیں اور اکثر مرتبہ حسن کو ثابت
 ہوئی ہیں۔ یہ ہیں:

1- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي (جذب القلوب ص 195۔ شفاء
 القام ص 2۔ کنز العمال 42583۔ دار قطنی ص 2/278۔ کنز العمال:

42583۔ بخاری 4159)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

2- انہی سے روایت ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے:

مَنْ زَارَ قَبْرِي حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي

(شفاء القمام ص 14۔ مطبوعہ دکن 1952ء بحوالہ جذب القلوب ص 195)

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہوگی۔

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ روضۃ النور کی زیارت کرنے والے خوش نصیب مومنوں کے واسطے حضور ﷺ کی شفاعت واجب و حلال ہو جاتی ہے۔

3- امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

مَنْ زَارَ قَبْرِي أَوْ زَارَنِي كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا. وَمَنْ مَاتَ فِي أَحَدِي الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللَّهُ مِنَ الْأَمِينِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مسند ابو داؤد طرابلس ص 12، شفاء القمام ص 30، جذب القلوب ص 195، مشکوٰۃ ص 241۔ دار طنسی ص 2/278۔ کنز العمال: 12367، بیہقی 4154، اسنن الکبریٰ، 10408)۔

جس نے میری یا میری قبر کی زیارت کی میں اس کا شفیق اور شہید ہوں گا اور جو حرمین میں سے کسی ایک میں مرے گا اللہ اس کو قیامت کے دن امن والوں سے اٹھائے گا۔

اہل علم و عرفان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ اہل معصیت زائرین کے سفارشی اور اہل اطاعت زائرین کے گواہ ہوں گے اور آپ کی شفاعت و شہادت، قیامت کے دن کی سختی و ہولناکی سے امن، معاصی کی بخشش، رفع درجات و مراتب اور بغیر حساب کے جنت میں داخلہ کے لئے ہوگی۔

4- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

مَنْ حَجَّ فَرَزَ قَبْرِي بَعْدَ مَوْتِي كَانَ كَمَنْ زَارَنِي فِي حَيَاتِي۔

جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو یہ اس جیسا ہے کہ جس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔ (مشکوٰۃ شریف: 2756، شفاء القمام ص

20 'جذب القلوب ص 195۔ دارقطنی ص 2/278۔ کنز العمال 12364، نکہتی: 4154۔ السنن الکبریٰ: (10409)۔

اس ارشاد گرامی کا یہ مطلب نہیں کہ وہ زائر تمام احکام و وجوہ میں مثل صحابی کے ہو جاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ اپنی قبر انور میں حقیقی و جسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور زائر کو آپ کی بارگاہ یکس پناہ میں حاضر ہو کر ایک خاص سعادت و خصوصیت حاصل ہو جاتی ہے جو اوروں کو حاصل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو آپ کی ظاہری زیارت و صحبت کی وجہ سے ساری امت پر ایک خصوصیت و امتیاز حاصل ہے۔

5- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ جَاءَنِي زَائِرًا لَا يَعْمَلُهُ حَاجَةً إِلَّا دِيَارِي سَكَانَ حَقًّا عَلَيَّ أَنْ
أَكُونَ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (طبرانی کبیر حدیث نمبر 13149 'شفاء
السقام ص 16' جذب القلوب ص 195، کنز العمال 34923)

جو میری زیارت کو آئے کہ سوائے میری زیارت کے اور کوئی غرض نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کا شفیع بنوں۔

6- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ زَارَنِي فِي الْمَدِينَةِ مُتَحَسِبًا سَكَانَ فِي جَوَارِي وَشُكْتُ لَهُ شَفِيعًا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (کنز العمال 42577، شفاء السقام ص 36۔ نکہتی 4157)

جس نے مدینہ میں آ کر میری زیارت کی برائی سے باز رہے ہوئے بہ نیت ثواب (یعنی اور کوئی غرض نہ ہو) وہ میرے پردوں میں ہوگا اور قیامت کے دن میں اس کی سفارش کروں گا۔

7- اور ایک روایت میں فرمایا ﷺ نے:

مَنْ زَارَنِي مُتَعَمِّدًا سَكَانَ فِي جَوَارِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ (مکتوٰۃ: 2755۔

کنز العمال 12369- جذب القلوب ص 196- شفاء القلوب ص 31- نمائش، 4152) جو قصد ادمدا (یعنی بہ نیت زیارت آ کر) میری زیارت کرے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ زائرین حضرات مدینہ منورہ جاتے ہوئے صرف زیارت روضہ انور کی نیت کریں۔ یعنی ان کا اصل مقصد صرف زیارت روضہ انور ہو۔ باقی زیارات وغیرہ سب کچھ اس کے طفیل میں ہو۔ مع مقصود ذات اوست وگر جنگلی طفیل

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب ریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس کے طفیل حج بھی خدانے کرا دیئے اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک عجل روشن انہیں کے نکس سے تپتی حجر کی ہے ہوتے کہاں طفیل و بنا کعبہ و منی لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے یاد رکھئے! اس راہ میں بہت سے بہکانے والے ملیں گے لہذا ان کے بہکانے میں نہ آئیے اور طریق اہل محبت پر ثابت قدم رہتے ہوئے اسی مقصد کے پیش نظر چلئے کہ ہم گنہگار سیاہ کار، سلطان زمین و زماں، سردر کون و مکاں، شفیع عاصیاں، رحمت عالمیاں ﷺ کے حضور حاضر ہو رہے ہیں تاکہ ان کی شفاعت خاص کے حق دار ہو جائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْوَيْلُ فَقَدْ
وَقَلَّمَ أَجْرًا عَلَى اللَّهِ (النساء: 100)

اور جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتا ہوا نکلے پھر اس کو موت (راستہ میں) آ لے تو اللہ کے ذمہ اس کا اجر ثابت ہو گیا۔

اور حضور ﷺ کا بھی ارشاد ہے:

فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔

(مشکوٰۃ ص 11)

پس جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی ہے۔

8- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي۔

(شفاء السقام ص 27، کنز العمال 12365، جذب القلوب ص 196)

جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔

9- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ زَارَنِي مِتًّا فَكَأَنَّمَا زَارَنِي حَيًّا وَمَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَّتْ لَهُ
شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ أُمَّتِي لَهُ مَسْعَةٌ ثُمَّ لَمْ يَزُرْنِي
فَلَيْسَ لَهُ عُلْبَرٌ

(شفاء السقام ص 38-37 بحوالہ الدرۃ الثمینیہ، جذب القلوب ص 196)

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری حیاتی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگی اور جو میری امت میں سے میری زیارت کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور پھر میری زیارت نہ کرے اس کے لئے کوئی عذر نہ ہوگا۔

10- امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

مَنْ زَارَ قَبْرِي بَعْدَ مَوْتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي -- وَمَنْ لَمْ يَزُرْ
قَبْرِي فَقَدْ جَفَانِي (شفاء السقام ص 39، جذب القلوب ص 196)۔

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حیاتی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔

ان تینوں حدیثوں میں تارک زیارت کے لئے کتنی سخت وعید ہے، بلاشبہ حضور ﷺ کے بے شمار احسانات جو امت پر ہیں ان کے پیش نظر امتیوں کا یہ ہزار عقیدت و محبت حاضر ہونا ہی دلیل غلامی و وفا ہے اور حاضری کا ترک اور اس سے بے رغبتی و بے نیازی ظلم و جفا ہے۔
حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ ذَارَ قَبْرَ أَبِيهِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ أَوْ أَحَدَهُمَا كُتِبَ بَارًا وَإِنْ كَانَ فِي الدُّنْيَا مَا قَبِلَ ذَلِكَ بَهَا عَاقِبًا. (جذب القلوب ص 212)۔

کہ جو شخص ہر جمعہ کو اپنے ماں باپ کی قبروں یا دونوں میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو وہ نیکی کرنے والا لکھا جائے گا اگرچہ اس سے پہلے وہ دنیا میں ماں باپ کا نافرمان ہی کیوں نہ رہا ہوں۔

جب ماں باپ کا نافرمان بیٹا ماں باپ کی قبر کی زیارت کی بدولت نیکیوں میں لکھا جاتا ہے۔ تو جن پر ہزار ماں باپ قربان ہوں ان کی زیارت کرنے والا کیوں نہ افضل ترین نیکیوں میں لکھا جائے گا۔ نیز فرمایا:

رُودُوا الْقُبُورَ

کہ قبروں کی زیارت کیا کرو۔ (ابن ماجہ، حدیث نمبر 1569)

علاوہ انہیں آپ ﷺ خود بھی شہدائے احد اور اہل یثرب کی قبور کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے تو جب دوسروں کی قبروں کی زیارت آپ کی سنت اور باعث سعادت و رحمت ہوئی تو خود آپ کی قبر شریف کی زیارت کس قدر ضروری اور باعث سعادت و رحمت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حضور سید المرسلین شفیع المدین رحمة للعالمین ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ کی حاضری کا سچا ذوق و شوق عطا فرما کر حاضری کے شرف سے مشرف فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

ذوقِ بلحا نہیں تو کچھ بھی نہیں یہ تمنا نہیں تو کچھ بھی نہیں
 جالیاں سامنے ہوں روضے کی یہ نظارا نہیں تو کچھ بھی نہیں
 جان دوں جا کے ان کی چوکھٹ پر یہ ارادہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
 مال اولاد جان سے بڑھ کر عشق ان کا نہیں تو کچھ بھی نہیں
 یہ سمجھ لو کہ دل کی رگ رگ میں گر مدینہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
 (بہزاد)

مدینہ منورہ کے قیام اور حاضری کے آداب

1- سب سے پہلے نیت خالص زیارت اقدس کی کرے کیونکہ اسی نیت پر سارے
 افعال و اعمال کا دارومدار ہے۔ فَمَنْ تَمَنَّاهُ هَجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِيَ حَجْرَتُهُ إِلَى
 اللَّهِ وَرَسُولِهِ جیسا کہ پچھلے باب میں مختصر بیان ہو چکا ہے۔

2- پورے راستہ میں عبادت و اطاعت میں مشغول رہے خصوصاً فرائض، واجبات اور
 سفن کا بہت خیال رکھے اور ان کو ہرگز ترک نہ ہونے دے۔

3- ذکر الہی، تلاوت کلام پاک اور خصوصاً درود شریف کی کثرت رکھے کیونکہ زائر
 جب راہِ مدینہ طیبہ میں صلوة و سلام پڑھتا ہوا آتا ہے تو فرشتوں کا ایک گروہ جو صرف اسی
 کام پر مقرر ہے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتا ہے کہ فلاں بن فلاں زیارت
 کے لئے آ رہا ہے اور ان الفاظ میں صلوة و سلام کا تحفہ پیش کرتا ہے۔

4- حسن اخلاق، کثرت خیرات اختیار کرے۔

5- حضور اکرم ﷺ کی محبت و الفت کے جذبات میں مغلوب فرح و سرور سے
 معمور شوق و صل میں چور اور شراب محبت سے مخور ہو جائے۔ اور جوں جوں قریب ہوتا
 جائے آتش شوق و محبت کو تیز تر کر دے اور جب مدینہ منورہ قریب آجائے تو ذوق و شوق
 عشق و محبت کے دریا میں غرق ہو جائے۔

قُرْبُ الدِّيَارِ يَزِيدُ شَوْقَ الْوَالِدِ لِاسِيْمَا اِنْ لَاحَ نُورُ جَمَالِهِ

دیار محبوب کا قریب ہو جانا عاشق حزیں کے شوق کو بڑھاتا ہے خصوصاً جبکہ اس کا نور جمال ظاہر ہو۔

أَوْ بَشَرَ الْخَادِي بِأَنَّ لَاحَ النَّقَا وَبَدَثَ عَلِيٍّ بَعْدَ زُوْمِ جِبَالِهِ
یا رہنمائی کرنے والا بشارت دے کہ بے شک ظاہر ہو القاء یا ظاہر ہو جائیں دور سے
وہاں کے پہاڑوں کی چوٹیاں۔

فَهَذَاكَ عَيْنَ الصَّبْرِ مِنْ ذِي صَبْوَةٍ وَنَدَا الْبَدِيَّ يُخْفِيهِ مِنْ أَسْوَالِهِ
تو پھر وہاں سے مشتاق دید کا صبر جاتا رہتا ہے اور عاشق کا چھپا ہوا حال ظاہر ہو جاتا ہے۔

(جذب القلوب ص 228، وقاء الوفاء ج 2 ص 1390)

وَلَمَّا رَأَيْنَا مِنْ رُؤُوعِ حَبِيبِنَا بَطِينَةَ أَخْلَامِنَا الْوَرْنَ لَنَا الْعَبَا
جب مدینہ طیبہ میں ہم نے اپنے حبیب کی منزل کے آثار دیکھے تو انہوں نے محبت کی
آگ کو بھڑکا دیا۔

لَرَأَيْنَا عَنِ الْأَكْوَادِ نَحْمِسِي كَرَامَةً لِمَنْ بَانَ عَنْهُ أَنْ نَلِيمَ بِهِ رُسْبَا
تو ہم اپنی سواریوں سے اتر گئے اور اس کی تعظیم و تکریم میں پیدل چلنے لگے کیونکہ یہ
مناسب بات نہ تھی کہ اس کی بارگاہ میں سوار ہو کر جائیں۔

وَبِالْعُرْبِ مِنْهَا إِذْ كَتَحَلْنَا جَلْفُونَنَا شَقِينَا فَلَا بَأْسًا نَخَافُ وَلَا نَحْزَنُ
اور جب ادب و عقیدت سے وہاں کی مٹی کو آنکھوں کا سرمہ بنایا تو ساری بیماریوں سے
شفا ہو گئی پھر نہ کسی قسم کا خوف رہا نہ تکلیف۔ (زرقاتی علی المواہب ج 8 ص 302)

8- جب حرم نبوی ﷺ کے مینار گنبد خضراء اور مدینہ منورہ کے درو دیوار نظر
آجائیں تو نہایت ذوق و شوق سے الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ کی کثرت
کرے اور سواری سے اتر جائے کیونکہ اس وقت ملائکہ رحمت پیشوائی کو آتے ہیں اور رحمت
و بشارت اور انوار و سرور کے ہدیے اور تجھے زائرین پر نثار کرتے ہیں اور ہو سکے تو دو نفل
شکرانے کے طور پر ادا کرے۔ پھر نہایت عقیدت و محبت سے گویا سورا آنکھوں کو قدم بنا کر

روتا ہوا چلے :۔

ہاں ہاں رہہ مدینہ ہے غافل ذرا تو جاگ او پاؤں رکھنے والے یہ جاچشم و سر کی ہے
(اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

یا رسول اللہ بسوئے خود مرا راہ نما تا ز فرق سر قدم سازم زویدہ پاگم
(حضرت مولانا جامی علیہ الرحمہ)

لَوْ جِئْتُمْكُمْ قَاصِدًا أَسْعَى عَلَى بَصْرِي لَمْ أَقْضِ حَقًّا وَآئِي الْحَقِّ أَكْثَرُ
اگر میں آپ کی خدمت اقدس میں بجائے پاؤں کے آنکھوں سے چل کر حاضر ہوتا
تو بھی میں حق ادا نہ کر سکتا تھا اور میں نے اور کون سا حق ادا کیا ہے جو یہ ادا ہوتا۔

7- جب شہر اقدس میں داخل ہو تو پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مَدْخَلَ صِدْقِيْ وَاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقِيْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ
وَرَحْمَتِكَ وَاَرْزُقْنِيْ مِنْ رِزَاةِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ
اَوْلِيَاءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاَنْقِذْنِيْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْ لِيْ وَاَرْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ
مَسْئُوْلٍ۔

8- یہ بات ہمیشہ اپنے پیش نظر رکھے کہ یہ شہر اقدس حبیب دو عالم ﷺ کا شہر ہے
اس شہر کے گلی کوچوں میدانوں اور مکانوں میں آپ چلتے پھرتے بیٹھتے اور آرام کرتے تھے
نا معلوم کس کس جگہ آپ کے قدم مبارک پڑے ہیں۔ لہذا یہاں کی ساری زمین اور یہاں
کی ہر چیز قابل تعظیم ہے تو اہل محبت کے طریقے کے مطابق وہاں کی ہر چیز کو بظن عقیدت و
محبت دیکھے۔

امام الائمہ حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَأَوَّلُ أَرْضٍ مَسَّ جِلْدَ الْمُصْطَفَى تَرَابُهَا أَنْ تَعْظَمَ عَرَصَاتُهَا وَتَنْتَسِمَ
نَفْعَاتُهَا وَتَقْبَلَ رُبُوعُهَا وَجَدَا رَأْفَتُهَا (شفا شریف ج 2 ص 46)

جس سر زمین کی مٹی کو حضور ﷺ کے جسم مقدس کے ساتھ لگنے کا شرف حاصل ہوا

ہے لازم ہے کہ اس کے میدانوں کی بھی تعظیم کی جائے اور اس کی ہواؤں کو سونگھا جائے اور اس کے درو پوار کو بوسہ دیا جائے۔

امام الائمہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو تیس درے مارنے کا حکم دیا تھا جس نے یہ کہا تھا کہ مدینہ منورہ کی مٹی خراب ہے، آپ نے فرمایا: جس سرزمین میں افضل الخلائق آرام فرما ہیں تو کہتا ہے کہ اس سرزمین کی مٹی خراب ہے تو اس لائق تھا کہ تیری گردن مار دی جائے۔ (شفا شریف ج 2 ص 44)۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم اس خاک پر جان و دل شیدا ہے ہمارا (اعلیٰ حضرت)

خاک طیبہ از دو عالم خوش تر وے خشک شہر کہ دروے و براست (ڈاکٹر اقبال)

رَأَى الْمَسْجُودَ فِي الْبَيْتِ آوِ كَلْبًا فَمَدَّلَهُ مِنَ الْإِحْسَانِ ذِيلاً
مجھوں نے بیاباں میں ایک کتے کو دیکھا تو اس کے واسطے دامن احسان پھیلا دیا۔

فَلَا مَوَدَّةَ عَلَيَّ مَا كَانَ مِنِّي وَقَالُوا لِمَ مَسَّحْتَ الْكَلْبَ نَيْلاً
تو لوگوں نے اس کو اس پر ملامت کیا اور کہا کہ تو نے کیوں اس طرح ہاتھ پھیر کر کتے کو

بیار کیا؟

فَقَالَ ذَهَبُوا الْمَلَامَةَ اَنْ عَيْنِي رَأَيْتُهُ مَرَّةً لِي حَتَّى لَيْلًا
تو مجھوں نے کہا ہرے دو مجھے ملامت نہ کرو کیونکہ میری آنکھوں نے اس کو ایک مرتبہ
لیلی کے کوچہ میں دیکھا ہے۔ (جذب القلوب ص 240)۔

ہر اک ذرۂ خاک و کوہ و دریا فردزاں فردزاں ہے اس شہر میں (بہزاد)

9۔ بہتر یہ ہے کہ شہر اقدس میں داخل ہونے سے پہلے برعلی یا کسی اور مقام پر غسل کرے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو شہر میں داخل ہونے کے بعد حاضری سے پہلے غسل کرے اور

اللَّهُ الصَّالِحِينَ۔

12۔ مسجد شریف میں داخل ہو کر مسجد کی زیب و زینت، نقش و نگار فرش و فرش اور فانوس وغیرہ کی طرف التفات نہ کرے بلکہ نہایت عاجزی و انکسار، ہیبت و وقار اور ادب و احترام کے ساتھ چلے اور حجرہ شریفہ کے پیچھے سے سیدھا سرانور کی طرف ریاض الحجۃ میں آئے اور محراب النبی ﷺ میں دو رکعت نماز بہ نیت تحیہ المسجد پڑھے اور قرأت میں طوالت اختیار نہ کرے بلکہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پراکتفا کرے۔ اگر فرض نماز ہو رہی ہو یا اس کی تکبیر ہو رہی ہو تو اس وقت تحیہ المسجد نہ پڑھے بلکہ فرض نماز میں شرکت کرے اور اسی میں تحیہ المسجد کی بھی نیت کرے ثواب مل جائے گا۔ اسی طرح اگر ایسے وقت میں جائے جبکہ نوافل پڑھنا مکروہ ہوں جیسا کہ بعد عصر تو اس وقت بھی تحیہ المسجد نہ پڑھے۔ نیز اگر محراب النبی ﷺ میں کثرت جھوم وغیرہ کی وجہ سے نفل پڑھنا میسر نہ آئے تو اس کے قریب یا ریاض الحجۃ میں جہاں بھی جگہ ہو پڑھ لے کہ فرمان اقدس ﷺ ہے کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان کا ٹکڑا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (بخاری، حدیث نمبر 1195)

نماز سے فارغ ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرے کہ اس نے یہ نعمت عظمیٰ عطا فرمائی اور اس سے سعادت دارین کے حصول اور عمرہ و حج و زیارت کے قبول ہونے کی دعا کرے اور یقین جانے کہ یہ وہ درگاہ عالی و اشرف ہے کہ کوئی طالب صادق اور فقیر و سائل یہاں سے مردود و نامراد نہیں لوٹتا۔

مقلتے کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھری ہے

13۔ تحیہ المسجد کے بعد مواجہہ شریف کی طرف چلے، مواجہہ شریف وہ جانب ہے جو حضور پر نور ﷺ کے چہرہ اقدس کے سامنے ہے، اس جانب ستونوں کے درمیان تین سنہری مقدس جالیاں ہیں، درمیان کی جالی مبارک میں تین سوراخ ہیں دو دائیں جانب اور ایک بائیں جانب۔ بائیں جانب والا حضور ﷺ اور دائیں جانب والا پہلا حضرت ابو بکر

صدیق اور دوسرا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے چہرہ مبارک کے سامنے ہے۔
 خبردار خبردار! وہاں سلطنت احمدی اور عظمت محمدی ﷺ کو پیش نظر رکھتے ہوئے انتہائی
 مجرور و اکھڑا، خضوع و خشوع اور ادب و احترام کے ساتھ شرم گناہ سے لڑتے کا پختے گردن
 جھکائے، آنکھیں نیچی کئے، غم و کرم کی امید رکھتے ہوئے دست بستہ چلے کہ بہت بڑی
 سرکار کے سامنے حاضری ہو رہی ہے۔

ان بے حیا ریاں کہ یہ منہ اور تیرے حضور ہاں تو کریم ہے تیری خود رزری ہے
 تجھ سے چھپاؤں منہ تو کروں کس کے سامنے کیا اور بھی کسی سے توقع نظر کی ہے
 اور یہ اعتقاد رکھے کہ بلا شک و شبہ حضور سید المرسلین، رحمة للعالمین، شفیع المذنبین،
 حبیب رب العالمین، سلطان دارین ﷺ سچی، حقیقی، جسمانی، دنیاوی حیات سے ویسے
 ہی زندہ و موجود ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے اور ہمارے تمام احوال کو ملاحظہ فرما
 رہے ہیں اور ہماری آوازوں کو سن رہے ہیں۔ چنانچہ امام محمد ابن حجاج کلبی اور امام احمد
 قسطلانی اور امجدین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں:

لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهِ وَحَيَاتِهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فِي مَشَاهِدَتِهِ
 لِأُمَّتِهِ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَخْوَالِهِمْ وَرِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ
 وَذَلِكَ عِنْدَهُ جَلِيٌّ لَا يَخْفَاءُ بِهِ۔

(مذلل ج 1 ص 215، زرقانی علی المواعظ ج 8 ص 305)

کہ حضور ﷺ کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ آپ اپنی امت کو
 دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں اور ان کی نیتوں اور ان کے ارادوں اور ان کے دلوں کے
 خیالوں کو جانتے پہچانتے ہیں اور یہ سب آپ پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً کوئی پوشیدگی
 نہیں۔

اے مقدر یہ تیری کرم باریاں سامنے آگئیں وہ حسین جالیاں
 جس جگہ سر تو سر روح جھکنے لگی وہ جگہ آگئی وہ مقام آگیا

اب اس سوراخ کے سامنے آئے جو آپ ﷺ کے چہرہ انور کے سامنے ہے اور نہایت ادب و احترام کے ساتھ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر آپ کی طرف منہ اور قبلہ کو پیٹھ کر کے اس طرح ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جیسا کہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ لباب و شرح لباب و اختیار شرح مختار و عالمگیری وغیرہ مستند و معتد کتابوں میں اس ادب کی تصریح موجود ہے کہ یَقِفُ كَمَا يَقِفُ فِي الصَّلَاةِ حضور ﷺ کے سامنے اس طرح کھڑا ہو جیسا کہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے (☆)۔ جالی شریف کو بوسہ دینے اور ہاتھ لگانے سے بچنے کہ ادب کے خلاف ہے۔ یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ اپنے حضور بلایا اور اپنی نگاہِ کرم کے سامنے خصوصی قرب بخشا اور یہ بات دونوں جہان میں کافی ہے۔

معراج کا سماں ہے کہاں پہنچنے زارو کرسی سے اونچی کرسی اسی پاک گھر کی ہے مجرم بلائے آئے ہیں جفا و تک ہے گواہ پھر رو ہو کب یہ شان کریسوں کے در کی ہے اب نہایت ادب و اکسار سے تعظیم و تکریم بجالائے اور معتدل آواز (نہ بلند و سخت کہ اس سے عمل اکارت ہو جاتے ہیں اور نہ نہایت نرم کہ خلاف سنت ہے) کے ساتھ سلام عرض

☆ - لطیفہ: گزشتہ سال ۱۳۸۳ھ میں حضرت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب بدایونی ثم گجراتی اور میں نے دارالعلوم دیوبند کے محترم مولوی قاری طیب صاحب کو دیکھا کہ وہ جالیوں کے آگے چہرہ انور کے سامنے ہاتھ چھوڑ کر کھڑے سلام پڑھ رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہو کر ایک طرف ہوئے تو میں اور مفتی صاحب دونوں ان کے پاس گئے۔ میں نے محترم صاحب سے سوال کیا کہ روئے انور پر حاضر ہو کر سلام عرض کرنے کے وقت ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے یا ہاتھ چھوڑ کر؟ کہنے لگے اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ ہاتھ چھوڑ کر نہایت ادب سے کھڑا ہو۔ میں نے کہا پھر فقہائے حنفیہ کا کتب فقہ میں تصریح فرمانا کہ وَ يَقِفُ كَمَا يَقِفُ فِي الصَّلَاةِ (اسی طرح کھڑا ہو جس طرح کہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے) اصل مسئلہ کے خلاف ہوگا؟ کہنے لگے بعض فقہاء نے اس کے خلاف بھی لکھا ہے اور قرآن میں صاف طور پر موجود ہے وَقِفُوا لِلَّهِ فَلْيَبِينُوا لِي مَا هِيَ آیت میں ہاتھ باندھنے کا کہاں ذکر ہے اس میں تو قیامِ اللہ کا حکم ہے اور آپ قیام لرسول ﷺ کر چکے ہیں اور فرمایا بھی چکے ہیں کہ نہایت ادب سے کھڑا ہو۔ کہنے لگے اصل میں یہ احوال پر موقوف ہے لہذا اپنی حالت دیکھے اگر مشتق کا قلب ہو تو ہاتھ باندھ لے۔ میں نے کہا فقہاء کرام کا ارشاد مطلوب الحشوق کو گو کہ لے لے ہے یا اہل اسلام کے لئے؟ کہنے لگے آپ نے اگر مناظرہ کرنا ہے تو میری قیام گاہ برآئیے میں غلاں جگہ ٹھہرا ہوا ہوں یہ کہہ کر چلے گئے۔ حضرت مفتی صاحب جو بالکل خاموش کھڑے تھے میری اس گفتگو سے بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں اور فرمایا یہ لوگ نام کے سختی ہیں۔

کرے جو اسی کتاب کے ص پر مذکور ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو شخص حضور انور ﷺ کی قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر پہلے پوری آیت پڑھے إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتُهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (الاحزاب: 56) پھر اس کے بعد ستر مرتبہ کہے صَلِّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ۔ تو ایک فرشتہ کہتا ہے اے شخص! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل کرتا ہے اور اس کی ہر حاجت پوری کر دی جاتی ہے۔

(شرح شفا ماعلیٰ قاری، ص 1/151۔ زرقانی علی المواہب ج 8 ص 307)

14- سلام کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ سے حضور سید عالم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے دعا کرے اور حضور اکرم ﷺ سے شفاعت کی درخواست کرے۔ دعا کے وقت منہ آپ کی طرف سے ہرگز نہ پھیرے بلاشبہ آپ قبلہ کے بھی قبلہ ہیں۔ بعض لوگ وہیں چہرہ انور کی طرف پشت کر کے قبلہ رو ہو کر دعا مانگنا شروع کر دیتے ہیں یہ ادب کے سخت خلاف ہے۔ آپ کا چہرہ انور اور ہماری پیٹھ تو بہ تو بہ۔

خلیفہ منصور عباسی نے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا دعا کے وقت حضور ﷺ کی طرف منہ کروں یا قبلہ کی طرف؟ فرمایا:

وَلَمْ تَصْرِفْ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَ وَسِيْلَةُ اَبِيكَ اَدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَلِ اسْتَقْبَلْتَهُ وَاسْتَشْفَعُ بِهِ فَيَشْفِعُهُ اللّٰهُ قَالِ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَوْ اَنْتُمْ اِذْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ جَاؤْكُمْ (الآیۃ) (شفا شریف ج 2 ص 33 زرقانی علی المواہب ج 8 ص 313)۔

حضور ﷺ کی طرف سے کیوں منہ پھیرتا ہے جب کہ وہ تیرے اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کے بھی اللہ کی بارگاہ میں قیامت کے دن وسیلہ ہیں۔ حضور کی طرف منہ کر اور آپ سے شفاعت طلب کر۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول کرے گا۔ وہ فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنْتُمْ اِذْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ جَاؤْكُمْ الْآیۃ۔ (النساء: 84)

امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن وہب کی روایت میں ہے۔

إِذَا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا يَتَّقُ وَوَجْهَهُ إِلَى الْقَبْرِ لَا إِلَى الْقَبْلَةِ

(شفاعت ج 2 ص 70، زرقانی علی المواعظ ج 8 ص 313)

کہ جب کوئی زائر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کرے اور دعا کرے تو دعا کے وقت اس کا منہ قبر انور کی طرف ہو قبیلہ کی طرف نہ ہو۔

اور اگر بالفرض کسی تنگ نظر کو یہ گوارا نہ ہو کہ وہ آپ ﷺ کی طرف منہ کر کے دعا مانگے تو کم از کم اتنا ضرور ہو کہ وہ آپ ﷺ کی طرف پشت کر کے بے ادبی کا مرتکب بھی نہ ہو بلکہ مبارک قدموں کی طرف ذرا آگے ہو کر قبلہ رو ہو کر دعا مانگ لے لیکن اہل ایمان و محبت جانتے ہیں کہ جب روضہ انور کا اندرونی حصہ بیت اللہ شریف اور عرش معلیٰ وکبریٰ سے افضل ہے تو آپ ﷺ کی ذات اقدس کا کیا کہنا۔

بہر صورت زائر کو چاہئے کہ کثرت سے دعائیں مانگے اور آپ ﷺ کا وسیلہ بنا کرے اور آپ سے شفاعت طلب کرے بلاشبہ آپ ﷺ کی ذات اقدس ایسی ہے کہ کوئی طالب صادق نامراد نہیں پھرا۔

ان کے طالب نے جو چاہا پایا ان کے سائل نے جو مانگا مل گیا ان کے کرم سے بھر گیا دامان آرزو اتنا ملا کہ اب کوئی حاجت نہیں رہی 15- اگر کسی عزیز یا دوست نے سلام و دعا کے لئے کہا ہو تو اس کی طرف سے بھی بارگاہ اقدس میں عرض کرے۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مِنْ قُلَانِ بْنِ قُلَانٍ یَسْتَشْفِعُ بِكَ إِلَى رَبِّكَ۔

16- حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کے بعد تھوڑا سا دائیں طرف ہو کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھے جو اسی کتاب کے ص 110 پر مذکور ہے پھر ایک قدم اور دائیں طرف ہٹ کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھے جو ص

پر مذکور ہے۔ پھر ان دونوں حضرات کے درمیان میں کھڑا ہو کر ان دونوں پر سلام پڑھے جو وہیں مذکور ہے اور دعا کرے۔ اور ان دونوں مقدس حضرات سے بھی عرض کرے کہ آپ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سفارش کریں۔

17- حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر سلام عرض کر کے پھر حضور سید عالم ﷺ کے چہرہ انور کے سامنے حاضر ہو اور آپ پر کثرت سے درود و سلام بھیجے۔

18- پھر ریاض الجنۃ میں آ کر شکرانے کے دو نقل پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی خوب حمد و ثنا کرے اور اس کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرے جس نے اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔

19- منبر شریف کے پاس آ کر بھی دعا کرے اور اس پر تہہ کا ہاتھ پھیر کر منہ پر بھی پھیرے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منبر پر حضور ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ پر ہاتھ پھیر کر اپنے منہ پر پھیرتے تھے۔ (شفا شریف ص 270)

20- اس کے بعد اسطوانہ حنانہ کے پاس آ کر جو حراب نبی ﷺ کے ساتھ ہی دائیں طرف ہے، درود شریف کی کثرت اور دعا کا اہتمام کرے۔

21- دوسرے مشہور ستونوں کے پاس درود شریف نوافل اور دعا کی کثرت رکھے۔
22- نماز اور بغیر نماز میں روضہ انور کی طرف ہرگز پشت نہ کرے، خصوصاً مسجد شریف کے اندر اس کا بہت ہی زیادہ خیال رکھے۔

23- مدینہ منورہ کے قیام میں روضہ انور ﷺ پر حاضری درود شریف، تلاوت قرآن کریم، نوافل اور ذکر و فکر کی کثرت کا اہتمام رکھے۔ زیادہ سونے اور فضول کاموں اور باتوں میں یہ قیمتی اور نہایت اہم وقت ضائع نہ کرے، کم از کم ایک کلام پاک ضرور قلم کرے۔
دیکھی ہیں جب سے گنبد خضرا کی جھلکیاں کچھ اور دیکھنے کی ضرورت نہیں رہی (بہزاد)

24- جب تک مدینہ منورہ میں رہے خصوصاً حاضری مسجد شریف کے وقت ہرگز شور و شغب نہ کرے اور نہ چلا کر کچھ پڑھے اور بولے، اس بات کا بہت ہی زیادہ خیال رکھے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ
 بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالِكُمْ وَأَنتُمْ لَا
 تَشْعُرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَعْطُونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَئِكَ الَّذِينَ
 امْتَحَنَ اللَّهُ فَلَئِمَّا يَلْتَمِسُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝ (الحجرات)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے اونچی نہ کرو اور ان کے حضور
 بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل
 برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو بے شک وہ لوگ جو اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں
 رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ دعویٰ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ و پرہیزگاری کے لئے
 آزمایا ہے، ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا، حضرت عمر
 فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک کنکری مجھے مار کے اشارہ سے اپنی طرف بلایا اور فرمایا: یہ دو
 آدمی جو بول رہے ہیں ان کو میرے پاس لاؤ، میں لے آیا، فرمایا:

مِنْ أَيْنَ انْتَمَا؟ قَالَا: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ! قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ
 لَأَوْجَعْتُكُمَا، فَرَفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. (بخاری شریف حدیث نمبر 470)

تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ انہوں نے کہا طائف کے! فرمایا اگر تم اس شہر کے رہنے
 والے ہوتے تو تمہیں بہت تکلیف پہنچاتا تم رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں آوازیں بلند
 کر رہے ہو۔

گویا اجنبی اور آداب سے ناواقف ہونے کی وجہ سے معذور قرار دیئے گئے ورنہ سزا
 کے مستحق تھے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب قریب کہیں کیل یا میخ وغیرہ ٹھوکے

کی آواز سنیں۔

فَقَرَسِلَ إِلَيْهِمْ لِأَتَوْهُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(زرقاتانی علی المواعظ ج 8 ص 304)

تو کسی کو بھیج کر ان کو روکتیں اور فرماتیں کہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت نہ پہنچاؤ۔

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی تو بنانے والوں کو ہدایت فرمائی کہ شہر کے باہر بھیج کے علاقہ میں بنا کر لائیں تاکہ لکڑی کے کاٹنے بنانے کی آواز حضور ﷺ کی اذیت کا باعث نہ ہو۔

(زرقاتانی علی المواعظ ج 8 ص 304)

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَتَعَمَدَ الْمَسْجِدَ بِرَفْعِ الصَّوْتِ وَلَا بِشَيْءٍ مِّنَ

الْأَذَى وَ أَنْ يُنْزِعَهُ عَمَّا يُكْرَهُ. (شفا شریف ج 2 ص 160)

کسی کے لئے بھی لاکٹ نہیں ہے کہ مسجد شریف میں آواز بلند کرے اور کوئی ایسا کام کرے جو دوسروں کے لئے باعث اذیت ہو اور مسجد کو ہرنا پسندیدہ امر سے پاک رکھے۔
حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ تَعَالَى لِأَتَوْهُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ حَاضِرٌ

بَعْدَ مَمَاتِهِ كَمَا كَانَ فِي حَالِ حَيَاتِهِ (شرح شفا ج 2 ص 160)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اپنی آوازیں نبی ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔ اور وہ (نبی ﷺ) اپنی وفات کے بعد بھی اسی طرح زندہ و حاضر ہیں جس طرح کہ وفات سے پہلے تھے۔
علامہ امام قسطلانی و علامہ زرقاتانی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

فَيَجِبُ الْأَدَبُ مَعَهُ كَمَا فِي حَيَاتِهِ إِذْ هُوَ حَيٌّ فِي قَبْرِهِ يُصَلِّي فِيهِ

بِأَذَانٍ وَاقَامَةٍ (زرقاتانی علی المواعظ ج 8 ص 304)۔

حضور ﷺ کے ساتھ ادب کا وہی معاملہ ہونا چاہئے جو آپ کی حیات میں تھا کیونکہ

آپ اب بھی اپنی قبر انور میں زندہ ہیں اور اذان و اقامت کے ساتھ نماز بھی پڑھتے ہیں۔ کیا پوچھتے ہو حال دیار رسول اللہ کا ہم کو تو سرسجدہ دو عالم ادھر ملے (بہنوا)

خبردار! مسجد شریف اور خصوصاً مواجہہ شریف میں جو تیاں ہرگز نہ لے کر جاؤ کہ ادب کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جلیل القدر و بقیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ **فَاٰتٰكُمْ تَعٰلِيْكُمْ ؕ اِنَّكَ بِاَلْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى**۔ (ط: 12) یعنی اپنے جوتے اتار دو کیونکہ تم ایک مقدس وادی طوئی میں ہو۔

اے محبت رسول ﷺ! ذرا غور کر جب اس مقدس وادی طوئی میں جوتے اتارنے کا حکم دیا گیا تو کیا حرم نبوی ﷺ مقدس نہیں ہے؟ بلکہ اس سے بڑھ کر مقدس ہے اور پھر کہاں اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جوڑے اور کہاں ماؤشا کے جوتے۔ لہذا ادب و احترام کا تقاضا یہی ہے کہ آپ کی مسجد پاک میں جوتیاں نہ لے جانی جائیں بلکہ دروازوں پر یواب صاحبان کے پاس رکھو جو اسی کام کے لئے مقرر ہیں اور آتے وقت حسب توفیق ان کی کچھ خدمت کرو۔

وہ طیبہ جو ہے قبلہ دو جہاں وہ طیبہ جو ہے کعبہ عاشقان
وہ طیبہ جہاں پر کہ آسودہ ہیں شہ مرسلین تاج دار جہاں

26- مسجد شریف میں قرآن کریم کے ادب کا ہر وقت خیال رکھو۔ بعض لوگ اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اور اوپر سے گزر جاتے ہیں معاذ اللہ۔ یہ سخت بے ادبی ہے اور بعض لوگ اپنی جوتیاں اونچی کر کے لئے پھرتے ہیں، بعض لوگ ایک دوسرے سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے اور ہنستے ہیں اور بعض لوگ عورتوں کی طرف دیکھتے ہیں معاذ اللہ استغفر اللہ۔ حضور سید عالم ﷺ کے حرم پاک میں ایسی بے ادبیاں اور گستاخیاں؟ لہذا ان باتوں سے بچو اور کوئی خلاف شرع و ادب کام نہ کرو۔

27- جب تک مسجد شریف کے اندر ہو بار بار حجرہ مطہرہ کی طرف بنظر عقیدت و محبت

دیکھو کہ خالق و مخلوق کے محبوب ﷺ اس میں جلوہ افروز ہیں۔

28- مسجد شریف سے باہر ہوتے ہوئے بھی منظر عقیدت و محبت قبہ اقدس پر نظر جماد

اور درود شریف پڑھو۔ کبھی کبھی عاشقانہ و الہانہ انداز سے چپ چاپ دیکھتے رہو۔

یہ سمجھ کر قابل سجدہ نہیں اپنی جبین دور ہی سے ہم کسی کا آستان دیکھا کئے

مرا قبلہ عشق ہے سبز گنبد مرا کعبہ شوق کوئے محمد

29- کوشش کرے کہ وہاں کے قیام میں کوئی نماز بغیر جماعت کے نہ ہو بلکہ ہر نماز

باجماعت مسجد نبوی ﷺ میں ہو۔ یاد رکھو! بد عقیدہ و بے ادب کے پیچھے ہرگز نماز نہیں ہوتی

اور فاسق معلن مثلاً داڑھی منڈوانے یا حد شرع سے کم رکھنے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی

واجب الاعداد ہے۔

30- جب کبھی رسول کریم ﷺ کے روضہ انور کے قریب سے گزرنے کا اتفاق ہو تو

دست بستہ کھڑے ہو کر سلام عرض کر کے آگے بڑھو بغیر سلام کے ہرگز نہ گزرو۔

حضرت ابو حازم صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب میرے پاس آئے اور

کہا کہ میں نے خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ

ابو حازم سے کہہ دینا کہ تم میرے پاس سے گزر جاتے ہو اور کھڑے ہو کر سلام بھی نہیں

کرتے، اس کے بعد حضرت ابو حازم کا یہ معمول ہو گیا تھا کہ جب بھی آپ کے قریب سے

گزرتے کھڑے ہو کر سلام عرض کر کے آگے بڑھتے۔ (وفاء الوفا ج 3 ص 1407)

31- ہو سکے تو ہر روز زیارت روضہ انور ﷺ کے بعد قیام شریف میں حاضری دو کہ

وہاں حضور ﷺ کے اہل بیت اطہار صحابہ کبار ازواج مطہرات عمت و بنات اور بیٹار

ہرگزیدہ ہستیاں آرام فرما ہیں، خیر دار وہاں بھی جوتے پہن کر اندر نہ جاؤ بلکہ جوتے اتار کر

ادب و احترام کے ساتھ جاؤ اور حزارات مبارکہ پر وہی سلام عرض کرو جو قیام شریف کے ذکر

میں مذکور ہو چکے ہیں (۶۶)۔

(۶۶) کچھ برس پہلے قیام شریف کو وسیع کر کے نئی عمدہ چار دیواری بنا دی گئی ہے اور اندر پختہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

32- اسی طرح ہو سکے تو ہر روز ورنہ ہر پنجشنبہ کو شہدائے احد رضی اللہ عنہم کی زیارت کے لئے حاضر ہو اور وہاں حاضر ہو کر سب سے پہلے نہایت ادب و احترام کے ساتھ سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پر حاضری دو کہ آپ حضور ﷺ کے سب چچوں میں افضل ہیں پھر دوسرے شہدائے کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات پر حاضری دو، ان کے مزارات سید الشہداء کے سرانور کی جانب تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ایک چار دیواری میں ہیں نیز جبل احد شریف کی بھی زیارت کرو اور اس کو بنظر عقیدت و محبت دیکھو کیونکہ یہ پہاڑ حضور ﷺ کا محبت و محبوب ہے اور بڑی فضیلت والا ہے۔ شہدائے احد پر جو سلام عرض کرنا ہے جبل احد کے بیان میں ص 147 پر مذکور ہو چکا ہے۔

33- سید الشہداء رضی اللہ عنہم کی پشت مبارک کی طرف تقریباً دو فرلانگ کے فاصلہ پر وہ مقام ہے جہاں حضور ﷺ کا دندان مبارک شہید ہوا تھا اس مقام پر ایک چھوٹی سی مسجد جس پر قبۃ تعمیر تھی اور مسجد قبۃ الثنایا کے نام سے مشہور تھی، موجودہ حکومت نے اس مسجد قبۃ کو شہید کر دیا ہے لیکن اس کے آثار موجود ہیں، ہو سکے تو وہاں بھی حاضری دو اور درود شریف پڑھو اور دعا مانگو۔

34- قبۃ الثنایا کے آگے اسی جانب احد پہاڑ میں وہ مقام ہے جس میں حضور ﷺ احد کی لڑائی میں زخمی ہو کر تشریف فرما ہوئے تھے۔ جب کہ ابوسفیان نے ایک پہاڑی پر چڑھ کر پکارا تھا کہ یہاں محمد ﷺ ہیں؟ آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کوئی جواب نہ دے پھر ابوسفیان نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) کا نام لے کر پکارا۔ جب کوئی جواب نہ پایا تو پکار کر بولا سب مارے گئے، حضرت عمر سے ضبط نہ ہو سکا فرمایا او دشمن خدا ہم سب زندہ ہیں، ابوسفیان نے کہا اَغْلُ هُبَلْ (اے ہبل تو اونچارہ)۔

(بقرہ صفحہ گزشتہ) فرش ہا کر از زمین کے لئے قبروں کے درمیان بہت کشادہ راستے بنادیے گئے ہیں۔ احتیاط اور ادب اسی میں ہے کہ ان راستوں پر ہرگز نہ چلا جائے اور مرکزی دروازے میں داخل ہو کر وہاں سے سب اہل الحج کو سلام عرض کیا جائے۔ ”قبر کے احکام و آداب“ کے عنوان سے میری کتاب ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت رسول اکرم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا تم کہو اللہ اَعْلَىٰ وَ اَجَلٌ (اللہ اونچا اور بڑا ہے) ابوسفیان نے کہا لَنَا الْعُزَىٰ وَلَا عُزَىٰ لَكُمْ (ہمارے لئے عزی ہے اور تمہارے لئے کوئی عزی نہیں) صحابہ نے کہا اللہ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَىٰ لَكُمْ (اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں) (بخاری، حدیث نمبر 4043) ہو سکے تو اس مقام پر بھی حاضری دے اور درود شریف پڑھے۔ موجودہ حکومت کے سپاہی وہاں جانے نہیں دیتے لیکن بعض طالب صادق کسی نہ کسی طرح چلے ہی جاتے ہیں۔

35- اس مقام کی زیارت کو جاتے ہوئے مقام زیارت سے کچھ پہلے پہاڑ کے پہلو میں دائیں طرف ایک بہت ہی بڑا پتھر ایسے بڑا ہے جیسے اوپر سے لڑھکتے ہوئے آئے اور کسی چیز سے انک کر رک جائے اس میں نیچے کی جانب سر کے برابر ایک گڑھا ہے لوگ تمہر کا اس میں اپنا سر ڈالتے ہیں اس کے متعلق مشہور ہے کہ لڑائی کے وقت حضور اکرم ﷺ اس مقام پر ایک پتھر پر تشریف فرماتے جو اس بہت بڑے پتھر کے نیچے اب بھی ہے تو اوپر سے کافروں نے آپ کو ہلاک کرنے کی غرض سے معاذ اللہ اس بہت بڑے پتھر کو آپ پر گرا دیا یہ پتھر آپ کے سر پر آ کر نرم ہو گیا اور اس میں آپ کے سر مبارک کے دھنسنے سے گڑھا پڑ گیا۔ واللہ اعلم۔ (وفاء الوفا ج 3 ص 930)

36- مسجد قبا شریف اور اس میں نماز پڑھنا بہت ہی زیادہ افضل و مبارک ہے صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ مسجد قبا شریف میں دو نفل پڑھنا عمرہ کرنے کے برابر ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے لہذا ہوسکے تو روز ورنہ ہر شنبہ کو ضرور حاضر ہو کر نماز پڑھنے کا شرف حاصل کرے اور نیر اہلس کی بھی زیارت کرے جس کا ذکر کتوؤں کے بیان میں ہو چکا ہے اور ہو سکے تو مسجد شمس میں حاضری دے جو مسجد قبا کے قریب ہی ہے۔

37- اہل محبت کے طریق پر رہتے ہوئے اہل مدینہ منورہ کے ساتھ ہر معاملہ میں حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرے اور ان کا اکرام و احترام کرے اگر وہ سخت کلامی کریں یا اور کوئی نامناسب کام کریں جب بھی درگزر کرے کیونکہ وہ حضور اکرم ﷺ کے پڑوسی ہیں اور

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جبرائیل امین نے مجھے پڑوسی کے بارے میں بار بار وصیت کی ہے اور اس میں اچھے برے کی تخصیص نہیں ہے بلکہ یہ حق پڑوسیت سب کو حاصل ہے اور کیا عجب کہ ان کے کرم سے بردوں کو بھی توبہ اور رجوع الی الحق کی توفیق نصیب ہو جائے۔ ہاں اپنے آپ کو خادم خیال کر کے اگر وعظ و نصیحت کرے تو کوئی حرج نہیں۔

38- قیام مدینہ منورہ میں کچھ خریدتے وقت بھی یہ نیت اور خیال کرے کہ اگر یہاں کے تاجر کچھ زیادہ بھی وصول کر لیں تو وہ میری طرف سے ہدیہ ہے۔ لہذا جو وہ مانگیں بغیر کسی خیال کے ادب سے پیش کرے، اس طرح وہ لوگ زیادہ دیر تک اطمینان و سکون سے بسر اوقات کر سکیں گے اور اس بات میں ہمارا بھی حصہ ہو جائے گا۔

39- اسی طرح وہاں کے فقراء، غرباء، یتیموں اور یتیموں کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرے اور وہاں کے باشندوں سے معلوم کرے کیونکہ بعض صابرو شا کر وہ بھی ہوتے ہیں جو لوگوں سے سوال نہیں کرتے تو ان کے گھروں میں صدقہ کی بجائے ہدیہ کہہ کر بھجوادے۔

40- بعض لوگ حرمین شریفین میں مجلسیں جما کر بیٹھ جاتے ہیں اور لوگوں کو ادب و تعظیم اور توسل و شفاعت کے مانگنے سے روکتے ہیں اور اسی طرح اہلسنت و جماعت کے عقائد کے خلاف باتیں کرتے ہیں، ان کی مجلسوں میں ہرگز نہ بیٹھو، یہ لوگ محرم اور طریق محبت سے بے خبر ہیں۔ جتنی دیر ان کی مجلس میں بیٹھو گے اتنی دیر سرکارِ دو عالم ﷺ کے روضہ اقدس کے پاس بیٹھ کر صلوات و سلام کے ہدیے پیش کر دیا، بیت اللہ شریف کے پاس بیٹھ کر ذکر و اذکار کرو، نوافل پڑھو، طواف کرو مجلسوں میں بیٹھنے کا موقعہ تو تمہیں اپنے وطن میں بھی بار بار مل سکتا ہے مگر سرکارِ دو عالم ﷺ کے دربار اقدس اور بیت اللہ شریف کی حاضری بار بار کہاں نصیب ہوتی ہے۔ اور پھر کہاں ان بے ادب مبلغوں کی مجلسیں اور کہاں روضہ انور اور بیت اللہ شریف کی حاضری!۔

ہم نے دیکھی ہے مدینہ کی بہار بے خزاں
ان گھٹانوں میں اے باد صبا ہم کیا چلیں

41- مدینہ منورہ میں زیادہ سے زیادہ قیام کی کوشش کرے کہ یہ بہت بڑی سعادت ہے اور کم از کم آٹھ روز ٹھہرے اور چالیس نمازیں پے درپے ضرور مسجد نبوی میں ادا کرے۔ اور جب واپسی کا ارادہ کرے تو مستحب یہ ہے کہ مسجد پاک میں دو رکعت نماز نفل الوداعی پڑھے، ریاض الجیمہ میں جگہ مل جائے تو بہت بہتر ہے اور پھر نہایت عاجزی کے ساتھ روضہ انور پر مواجہہ شریف میں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کرے اور دعا و فریاد کرے کہ یہ حاضری آخری نہ ہو بلکہ پھر بھی اس دربار اقدس کی حاضری نصیب ہو۔

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھو کریں سب کی کھائے کیوں
دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

(اعلیٰ حضرت)

اس دربار اقدس اور دیار پاک کی جدائی کے تصور میں کوشش کرے کہ کچھ آنسو نکل آئیں کہ یہ علامات قبولیت میں سے ہے اور اہل محبت کی تو کیفیت ہی عجیب ہو جاتی ہے۔ اور اگر اتفاق سے روانہ آئے تو بھی رونے والوں کی سی شکل بنا لے اور حج و زیارت کی قبولیت کی اور خیر و عافیت کے ساتھ وطن پہنچنے کی دعائیں کرے اور دیگر عزیزوں دوستوں اور سب مسلمانوں کے لئے دعائیں کرے اور بڑے رنج و غم اور حسرت کے ساتھ رونا ہوا واپس ہو۔

پلٹتا ہے جو از اس سے کہتا ہے نصیب اس کا ارے غافل قضا بہتر ہے یاں سے پھر کے جانے سے

(مولانا حسن رضا بریلوی)

حقیقت یہ ہے کہ مدینہ منورہ خصوصاً حرم نبوی ﷺ کے فضائل اور آداب احاطہ بیان میں نہیں آسکتے، اس مقدس سرزمین پر اگر سر اور آنکھوں سے بھی چلا جائے تو حق ادا نہیں ہو سکتا۔ لہذا جہاں تک ہو سکے ادب و احترام کو ملحوظ رکھا جائے۔

طلب وسیلہ و شفاعت

حضور سید عالم ﷺ بلا تک و شبہ خالق و مخلوق کے درمیان وسیلہ عظمیٰ و برزخ کبریٰ ہیں۔ جو نعمت و برکت اور مرتبہ و کمال بھی کسی کو ملایا ملے گا۔ سب آپ کے واسطہ وسیلہ سے ہے، اولین و آخرین سب آپ کے وسیلہ جلیلہ کے محتاج ہیں۔ چنانچہ امام قسطلانی اور علامہ زرقاتی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

وَقَدْ يُتَوَسَّلُ بِصَاحِبِ الْجَاهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَغْلَى مِنْهُ (كَالتَّوَسُّلِ
بِالْمُصْطَفَى إِلَى اللَّهِ) ثُمَّ أَنْ كَلَّمَا مِنَ الْإِسْعَفَالَةِ وَالتَّوَسُّلِ وَالتَّنَشُّعِ
وَالتَّوَجُّهِ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقَعَ فِي كُلِّ حَالٍ قَبْلَ
خَلْقِهِ وَبَعْدَ خَلْقِهِ فِي مُدَّةِ حَيَاتِهِ فِي الدُّنْيَا وَبَعْدَ مَوْتِهِ فِي مُدَّةِ
الْبُرُزْخِ وَبَعْدَ الْبُعْثِ فِي عَرَصَاتِ الْقِيَامَةِ

(زرقاتی علی المواہب ج 8 ص 317)

اور بیشک وسیلہ بنایا جاتا ہے صاحب مرتبہ و جاہ کو اس کی طرف جو اس سے اعلیٰ ہوتا ہے۔ جیسے کہ نبی مصطفیٰ ﷺ کو (وسیلہ بنایا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ کی طرف پھر نبی ﷺ سے مدد اور توسل اور شفاعت اور توجہ طلب کرنا ہر حال میں واقع ہے آپ کی ولادت سے پہلے اور آپ کی ولادت کے بعد آپ کی ظاہری حیات میں اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی باطنی حیات میں اور میدان قیامت میں۔

قبل از ولادت وسیلہ و شفاعت

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمَّا افْتَرَقَتِ أُمَّمُ الْخَطِيئَةِ،
قَالَ يَا رَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّي مُحَمَّدٍ لَمَّا عَفَرْتَ لِي، فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى

عزوجل: يَا آدَمُ وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ أَخْلُقْهُ، قَالَ يَا رَبِّ
 لِأَنَّكَ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوحِكَ وَفَعَلْتَ
 رَأْسِي قَرَأَيْتَ عَلَيَّ قَرَأَيْتَ عَلَى قَرَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ
 رَسُولُ اللَّهِ، فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُضِفْ إِلَيَّ إِسْمَكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ
 إِلَيْكَ، فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى عَزَّوَجَلَّ: صَدَقْتَ يَا آدَمُ إِنَّهُ لَا أَحَبَّ الْخَلْقِ
 إِلَيَّ وَإِذْ سَأَلْتَنِي بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ، وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ
 مَا خَلَقْتُكَ. (دلائل النبوة، بیہقی ص 5/489، طبرانی، زبیرانی علی الموابہب
 ج 1 ص 62، المسیرک للحاکم ج 2 ص 615، کنز العمال 32135)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام سے خطا کا ارتکاب ہو گیا تو انہوں
 نے عرض کیا اے میرے رب! میں تجھ سے محمد ﷺ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے
 بخش دے، اللہ نے فرمایا: اے آدم! تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا؟ ابھی تو میں نے ان کو
 جسدا پیدا نہیں کیا! عرض کیا اے میرے پروردگار! جب تو نے مجھ کو اپنے ہاتھوں سے پیدا
 فرمایا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا اور عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا
 دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پس میں نے جان لیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ
 ملا کر لکھا ہے وہ تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ
 کہا، بے شک وہ ساری مخلوق سے زیادہ مجھے محبوب ہے اور جب تو نے ان کے وسیلے سے
 بخشش چاہی تو میں نے تجھ کو بخش دیا اور اگر وہ محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔
 علامہ محمود آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی آیت فَتَلَوْنِ اُدْعَاؤِ مِنْ رَبِّهِمْ كَهَمَلٍ (البقرہ):
 (37) کے تحت فرماتے ہیں کہ:

قِيلَ رَأَى مَكْتُوبًا عَلَيَّ سَاقِ الْعَرْشِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَتَشَفَّعَ بِهِ
 وَإِذَا أُطْلِقَتِ الْكَلِمَةُ عَلَيَّ عِنْسِي عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَتَطْلُقَ الْكَلِمَاتُ
 عَلَى الرُّوحِ الْأَعْظَمِ وَالْحَبِيبِ الْأَكْرَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا

عِيسَى بَلْ وَمَا مَوْسَى بَلْ وَمَا إِبْرَاهِيمَ مِنْ نُورٍ
وَزُهْرَةٍ مِّنْ رِّيحٍ (روح المعانی ج 1 ص 217)

حضرت آدم علیہ السلام نے عرش کے پائے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا تو اس نام کو شفیع بنایا اور جب عیسیٰ علیہ السلام پر گلے کا اطلاق ہوا ہے تو جو روح اعظم اور حبیب اکرم ﷺ ہیں ان پر کلمات کا اطلاق کیا گیا ہے کیونکہ عیسیٰ اور موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام سب اسی نور اعظم کے انوار اور اسی بارغ کے پھول ہیں۔

امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا آدَمُ لَوْ تَشَفَّعْتَ إِلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ فِي أَهْلِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
لَشَفَّعْنَاكَ. (زرقاتی علی المواہب ج 1 ص 92)

اے آدم! اگر تم محمد ﷺ کے وسیلہ سے تمام اہل سموات اور اہل زمین کی سفارش کرتے تو ہم تمہاری سفارش قبول فرماتے۔

گزشتہ صفحات میں حاضری کے آداب میں امام مالک رضی اللہ عنہ کا ارشاد ذکر ہو چکا ہے کہ خلیفہ منصور سے فرمایا حضور ﷺ سے کیوں منہ پھیرتا ہے جب کہ وہ حیرے اور حیرے باپ آدم علیہ السلام کے بھی وسیلہ ہیں۔

سراج الامام الامام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

أَنْتَ الْبَدِيُّ لَوْلَاكَ مَا خُلِقَ امْرُؤٌ كَلًّا وَلَا خُلِقَ النُّورِيُّ لَوْلَاكَ
يا رسول الله ﷺ! آپ وہ ذات ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو ہرگز نہ کوئی آدمی ہوتا اور نہ ہی کوئی اور مخلوق پیدا ہوتی۔

أَنْتَ الْبَدِيُّ مِمَّنْ نُورِكَ الْبَلَدُ الْكُنْسَا وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُورِ بَهَاكَ
آپ وہ نور اعظم ہیں کہ چاند آپ ہی کے نور سے روشن اور سورج کی چمک بھی آپ ہی کے نور سے ہے۔

أَنْتَ الْبَدِيُّ لَمَّا تَوَسَّلَ آدَمُ مِنْ زَلَّةِ بَيْتِكَ فَازَّ وَهُوَ أَبَاكَ

آپ وہ ہیں کہ آدم علیہ السلام نے جب آپ کا وسیلہ پکڑا تو وہ اپنی مراد کو پہنچنے حالانکہ
بظاہر وہ آپ کے باپ ہیں۔

وَبِكَ الْخَلِيلِ دَعَا فَعَادَتْ نَارُهُ بَرْدًا وَقَدْ خَمِدَتْ بِنُورِ سَعَاكَ
اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آپ ہی کے نور کے سبب سے آگ گلزار بن گئی تھی۔

وَذَعَاكَ أَيُّوبُ لِيَضْرِبَ مَسَّهُ فَأَزِيلَ عَنْهُ الضُّرَّ حِينَ ذَعَاكَ
اور حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی تکلیف و مصیبت میں آپ ہی کو پکارا تو اس
پکارنے سے ان کی تکلیف و مصیبت دور ہو گئی تھی۔ (مجموعۃ القصائد مطبوعہ جہان آباد ص 40)

منقول بارگاہ سید المرسلین امام شرف الدین بو میری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُلْتَمِسٌ حَرَفًا مِنَ الْبَحْرِ أَوْ زَيْفًا مِنَ الْبَدَنِ
تمام انبیاء کرام حضور ﷺ کے سمندر میں سے بقدر ایک چلو کے یا آپ کے فیض کی
لگا تار بارشوں سے بقدر ایک گھونٹ کے سائل و طالب ہیں۔

وَكُلُّ آيَةٍ آتَى الرُّسُلَ الْكِرَامَ بِهَا فَأِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِهِمْ
اور ہر معجزہ و کمال جس کو رسولان کرام لائے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ معجزہ و کمال
ان کو حضور اکرم ﷺ کے نور کے وسیلہ سے حاصل ہوا ہے۔

فَإِنَّهُ شَمْسٌ فَضَّلِي هُمْ كَمَا كَبَّهَا يُظْهِرُونَ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ
حضور اکرم ﷺ آفتابِ فضل و کمال ہیں اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اس آفتاب
کے ستارے ہیں جو اس آفتاب کے انوار کو لوگوں کے لئے تاریکیوں میں ظاہر کرتے رہے۔
(قصیدہ بردہ شریف)

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اگر نام محمد را نیا وردے شفیع آدم نہ آدم یا فتی تو بہ نہ نوح از غرق نھینا
نہ ایوب از بلا راحت نہ یوسف شمس و جاہت نہ عیسیٰ آں دم عیسیٰ نہ موسیٰ آں ید بیضا
(کلیات جامی)

حضرت آدم علیہ السلام اگر نام محمد ﷺ کو وسیلہ و شفیع نہ بناتے تو نہ ان کی توبہ قبول ہوتی اور نہ نوح علیہ السلام غرق ہونے سے بچتے نہ ایوب علیہ السلام بلا و معیبت سے راحت پاتے نہ یوسف علیہ السلام حشمت و جاہ پاتے نہ عیسیٰ علیہ السلام وہ تاثیر دم پاتے اور نہ موسیٰ علیہ السلام وہ یدِ بیضا پاتے۔

حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کی مجلس اقدس میں فرماتے ہیں:

وَرَدَّتْ نَارُ الْخَلِيلِ فَسَجِرًا فَمِنْ صُلْبِهِ أَنْتَ تَكْفِيكَ يَخْتَرِقِي
اور آپ نے بھی نارِ خلیل (علیہ السلام) میں ورود فرمایا تھا، جب آپ کا نور ان کے صلب میں پوشیدہ تھا تو وہ کیسے جل سکتے تھے۔

(زر قانی علی الموہب ص 3/384، خصائص کبریٰ ج 1 ص 39)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ (الاسراء: 57)

وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ کون ان میں زیادہ مقرب ہے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔

اس آیت میں مقبول بندوں سے مراد انبیاء اور ملائکہ ہیں جن کی بت پرستوں نے پوجا و پرستش شروع کر دی تھی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ کافران کی پرستش کرتے ہیں اور وہ خود اپنے رب کی طرف اپنے میں سے مقرب کا وسیلہ ڈھونڈتے ہیں اور رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ زیادہ مقرب کو وسیلہ بنانا اللہ کے مقبول بندوں، انبیاء اور ملائکہ کا طریقہ ہے۔ فرمایا:

وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتُونَ عَلَىٰ الَّذِينَ كَفَرُوا كَلَّمَا حَآءَهُمْ شَاعِرُوا
كَفَرُوا بِهِمْ كَلَّمَتْهُ اللَّهُ عَلَىٰ الْكُفْرَيْنِ ﴿٨٩﴾ (البقرہ: 89)

اور وہ یہود اس (نبی کے آنے) سے پہلے (اس نبی کے وسیلہ سے) کافروں پر فتح

طلب کیا کرتے تھے، تو جب وہ نبی آیا تو انہوں نے پہچانا اور اس کے ساتھ کفر کیا تو ایسے کافروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

یعنی یہود حضور ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے اپنی حاجات کے سلسلہ میں حضور ﷺ کے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کیا کرتے اور یوں کہتے:

اللَّهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْأَمِيِّ-

اے اللہ! ہمیں نبی امی کے وسیلہ سے فتح و نصرت عطا فرما۔

اور پھر جب وہ نبی آیا تو جان پہچان کر کافر و منکر ہو گئے۔

ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس تشریف آوری سے پہلے بھی ذریعہ برکات اور وسیلہ حاجات تھی، اولین کی حاجتیں بھی آپ کے وسیلہ مبارکہ سے پوری ہوئیں۔

ظاہری حیات میں وسیلہ و شفاعت

اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَاسْتَعْفُوا لِكُنُوفِكُمْ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (محمد: 19)

اے حبیب! مومن مردوں اور مومن عورتوں کے گناہ مجھ سے بخشواؤ۔

نیز فرماتا ہے:

وَكَوَأَنْفُسِهِمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ

الرَّسُولُ لِيُغْفِرَ لَهُمُ اللَّهُ تَوَّابًا رَحِيمًا ﴿٦٤﴾ (النساء: 64)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو تمہارے پاس آ جائیں پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور رسول بھی ان کے لئے بخشش چاہے (یعنی ان کی شفاعت فرمائے) تو یقیناً وہ اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

کہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا ہے کہ مجھ سے مومنوں کے گناہ بخشواؤ اور دوسری آیت میں مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ اگر تم گناہ کر بیٹھو تو اس نبی کی بارگاہ

اقدس میں حاضر ہو جاؤ۔ ہم سے بخشش کی اور اس سے شفاعت کی درخواست کرو اگر وہ تمہاری شفاعت فرمادیں گے تو ہم یقیناً تمہارے گناہ بخش دیں گے۔ سبحان اللہ! اسی کا نام شفاعت ہے لیکن مگر اس سے محروم ہے فرمایا:

وَإِذَا قِيلَ لَهُم تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا أَعْنَاقَهُمْ وَرَأَىٰ لِيَّاهُمْ
يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ﴿٥﴾ (المنافقون: 5)

اور جب ان (منافقوں) سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے بخشش چاہئیں گے تو سروں کو گھماتے ہیں اور تم انہیں دیکھو گے کہ رکتے اور تکبر کرنے والے ہوں گے۔ آج لے ان کی پناہ آج مدعا نگ ان سے پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا يَتَلَذُّونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾ (مریم: 87)
شفاعت کے مالک نہیں مگر وہ (مالک ہے) جس نے رحمن سے عہد لے لیا ہے۔
نیز فرمایا:

يَذَمُّونَ إِلَّا نَنْقُصَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَهْبًا لَهُ
قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ (طہ: 109)

اس دن کسی کی شفاعت نفع نہ دے گی مگر اس کی (شفاعت نفع دے گی) جس کو رحمن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔

ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کو اذن و عہد مل چکا ہے لہذا آپ دونوں جہان میں گنہگاروں کے شفیع ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:
أَعْلِيَّتُ الشَّفَاعَةَ.

(مشکوٰۃ شریف: 5747۔ صحیح ابن حبان: 6364۔ ابن ابی شیبہ: 31633)

مجھے شفاعت عطا کر دی گئی ہے۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک نابینا کو دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ وَاَتُوْجِّهُ اِلَیْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا
مُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلَی رَبِّیْ فِی حَاجَتِیْ هَذِهِ لِقَضَیِّ
لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِی (ابن ماجہ: 1385- مشکوٰۃ 2495- کنز العمال:

(3637)

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی
محمد ﷺ کہ نبی رحمت ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کے وسیلہ سے
اپنے رب کی طرف اس حاجت میں متوجہ ہوا ہوں کہ میری حاجت روا ہو۔
الہی! حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ جب اس نابینا نے نماز پڑھ کر یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے
اس کو آنکھیں عطا کر دیں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا کبھی اندھا تھا ہی نہیں۔

(معجم طبرانی کبیر: 8311)

اس حدیث میں ادنیٰ سا غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ حدیث مبارک کے تین حصے
ہیں۔ حصہ اول میں حضور ﷺ کے وسیلہ مبارک کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا گیا ہے،
حصہ دوم میں حضور ﷺ کو بحرف ندا پکار کر یہ عرض کیا گیا ہے کہ یا رسول اللہ! آپ کے
وسیلے سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاجت پیش کی گئی ہے آپ بھی اذراۃ کرم سفارش فرما
دیں تاکہ حاجت پوری ہو، حصہ سوم میں پھر اللہ کے دربار میں عرض کیا گیا ہے کہ اے اللہ!
میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔

حقیقت میں یہ حدیث مبارک وَكَلِمَاتُكُمْ اِذْ قُلْتُمْ وَاَنْفُسُكُمْ (النساء: 64) کی تفسیر
اور تشریح ہے۔ دیکھئے خود حضور ﷺ نے تعلیم فرما رہے ہیں کہ اللہ سے مانگو تو ہمارے وسیلے سے
مانگو اور ہمیں یا رسول اللہ کہہ کر ہماری شفاعت طلب کرو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ قحط کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلے سے بارش مانگتے اور یوں کہتے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِبَنِيْنَا فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ
بَنِيْنَا فَاسْقِنَا فَيُسْقَوْا۔ (مہکلو 1509: ۴ - صحیح ابن حبان: 2850)

اے اللہ! ہم ہمیشہ اپنے نبی ﷺ کے وسیلے سے بارش مانگتے تھے تو تو بارش برسا دیتا تھا اور اب ہم اپنے نبی کے چچا کے وسیلے سے بارش مانگتے ہیں تو تو بارش برسا، پس بارش ہو جاتی۔

اس حدیث میں تین باتیں خصوصاً قابل غور ہیں۔ ایک یہ کہ تَوَسَّلُ پر تَشَاءُ داخل ہے جس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام ہمیشہ حضور ﷺ کے توسل سے مانگا کرتے تھے۔ دوسری یہ کہ عَمِّ مضاف ہے اور نبی مضاف الیہ جس سے ثابت ہوا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس اضافت و نسبت کی وجہ سے وسیلہ بنایا گیا جو ان کو نبی ﷺ کے ساتھ تھی۔ چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس وقت یہ کہا۔ اے اللہ! یہ لوگ مجھے تیری بارگاہ میں اس قربت کی وجہ سے لائے ہیں جو مجھے تیرے نبی ﷺ کے ساتھ ہے، اے اللہ! اس قربت پر نظر فرما اور مجھے ان لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ کرنا۔

(جذب القلوب ص 222، زر قانی علی المواہب ص 69، 87)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر میں لیٹ کر یوں فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِيْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَيْهَا مَدْخَلَهَا بِحَقِّ
نَبِيِّكَ وَاَلَا نَبِيَّآءِ الدِّيْنِ مِنْ قَبْلِيْ فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّحِيْمِيْنَ۔

(حلیۃ الاولیاء ج 3 ص 121، جذب القلوب ص 172۔ کنز العمال 34420)

اے اللہ! میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اس پر اس کی قبر کو وسیع کر دے بطفیل اپنے نبی کے اور ان انبیاء کے جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں۔

اس حدیث سے حضور ﷺ کا خود اپنے وسیلہ اور پہلے وفات یافتہ انبیاء کرام کے وسیلہ سے دعا مانگنا ثابت ہے۔

فائدہ

جناب محمد زکریا صاحب دیوبندی نے بھی اس دعا کو اپنی کتاب ”فضائل حج“ کی نویں فصل میں لکھا ہے۔ اور ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند عمدہ ہے۔

باطنی حیات میں طلب و شفاعت و حاجت

گزشتہ صفحات میں ”فضائل زیارت روضہ انور میں مذکور ہو چکا ہے کہ حضور ﷺ کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی نے روضہ انور پر حاضر ہو کر روضہ شریف کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور یوں کہا۔

یا خیر المرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو قرآن شریف نازل فرمایا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ **وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ الرَّحْمَٰنَ (النساء: 64)** اور بے شک میں نے معصیت و نافرمانی کر کے اپنی جان پر ظلم کیا اور اب آپ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش کا اور آپ سے شفاعت کا طالب ہوں۔ پھر اس اعرابی نے زار و زار روتے ہوئے یہ اشعار یا خبیث عن ذنبت الخ پڑھے۔ اس پر قبر انور سے آواز آئی **قَدْ غَفَرَ لَكَ** کہ تیری بخشش ہو گئی ہے۔

(جذب القلوب ص 211۔ الحاوی للمفتاویٰ، ص 2/482)

آیہ کریمہ **وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ الرَّحْمَٰنَ (النساء: 64)** کے متعلق علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس میں ہم عصر لوگوں کے لئے کوئی تخصیص نہیں بلکہ یہ ساری امت کے لئے ہے کیونکہ حضور ﷺ کی ذات اقدس سب کے لئے رحمت ہے، فرمایا: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ** (التوبہ) یعنی وہ رسول مومنوں پر رؤف و رحیم ہے۔ اور تو اور خود مخالفین کے سردار محمد قاسم صاحب نانوتوی مرحومہ بانی دارالعلوم دیوبند ہی آیت کے متعلق فرماتے ہیں:

اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو، آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لئے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرنا جب ہی متصور ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہوں۔

(آب حیات ص 40)

ابن ابی شیبہ بسند صحیح روایت فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک مرتبہ قحط پڑ گیا تو حضرت بلال بن الحارث المزنی الصحابی رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہوئے۔

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِي بِأَمْتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا.

اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی امت ہلاک ہو رہی ہے اس کے لئے اللہ سے بارش مانگئے؟

یہ کہہ کر آگئے۔ رات کو حضور ﷺ نے خواب میں تشریف لاکر فرمایا کہ (حضرت) عمر کو سلام کہو اور بشارت دے دو کہ بارش ہوگی۔ (شفاء المقام ص 216، زرقاتی علی المواہب ج 8 ص 68، جذب القلوب ص 221۔ کنز العمال 23530)

حضرت ابو الجوزاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اہل مدینہ منورہ شدید قحط میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی۔

فَقَالَتْ انظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوا مِنْهُ كُحْوَى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوا فَمَطَرُوا مَطَرًا (كيسرا) حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ حَتَّى تَفْتَقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسَمِيَ عَامَ الْفَتْحِ.

(مشکوٰۃ شریف: 5950، زرقاتی علی المواہب ج 8 ص 68)

تو فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر شریف پر جاؤ اور حجرہ مبارک کی چھت میں ایک

سوراخ کر دیتا کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان پردہ نہ رہے، لوگوں نے حکم کے مطابق کر دیا تو بہت زیادہ بارش ہوئی۔ یہاں تک کہ زمین سرسبز و شاداب ہوگئی اور اونٹ اتنے موٹے ہو گئے کہ چربی سے پھٹے جا رہے تھے، چنانچہ اس سال کا نام ہی بہت زیادہ سرسبزی کا سال ہو گیا۔

علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حجت میں سوراخ کرنے کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ جب آسمان قبر انور کو دیکھے گا تو رونا شروع کر دے گا۔ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ اور فرماتے ہیں کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے ساتھ طلب شفاعت کرتے تھے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ، ج 5، ص 488، حاشیہ مشکوٰۃ، ص 545)

ایک اعرابی نے قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ! تو نے غلاموں کو آزاد کرنے کا حکم دیا ہے:

وَهَذَا حَبِيبِكَ وَآنَا عَبْدُكَ فَأَعْتِقْنِي مِنَ النَّارِ عَلَى قَبْرِ حَبِيبِكَ
فَهَتَفَ بِهِ هَاتِفٌ يَا هَذَا تَسْأَلُ لَكَ وَحَدَّكَ هَلَّا سَأَلْتَ
(العنق) لِيَجْمَعَ الْخَلْقِي الْإِثْمَ فَقَدْ اغْتَنَّاكَ مِنَ النَّارِ.

(زرقاتی علی الموابہ ج 8 ص 307)

یہ تیرے حبیب ہیں اور میں تیرا غلام ہوں تو اپنے حبیب کی قبر پر مجھ کو آگ سے آزادی عطا فرما۔ غیب سے آواز آئی تو نے صرف اپنے لئے آزادی مانگی تمام مخلوق کے لئے کیوں نہ مانگی؟ جاہم نے تجھے آگ سے آزاد کر دیا۔

حضرت اُصمی فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے قبر انور کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا حَبِيبِكَ وَآنَا عَبْدُكَ وَالشَّيْطَانُ عَدُوُّكَ فَاِنَّ
عَفَرْتُ لِيْ سِرَّ حَبِيبِكَ وَفَاَزَّ عَبْدُكَ وَغَضَبَ عَدُوُّكَ وَاِنْ لَّمْ
تَغْفِرْ لِيْ غَضَبَ حَبِيبِكَ وَرَضِيَ عَدُوُّكَ وَهَلَكَ عَبْدُكَ اَللّٰهُمَّ

أَنَّ الْعَرَبَ الْكِرَامَ إِذَا مَاتَ مِنْهُمْ سَيِّدًا عَتَقُوا عَلَيَّ قَبْرَهُ وَأَنَّ هَذَا
سَيِّدَ الْعَالَمِينَ فَأَعِيفُنِي عَلَيَّ قَبْرِهِ قَالَ الْأَصْمَعِيُّ فَقُلْتُ يَا أَخَا
الْعَرَبِ إِنَّ اللَّهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ وَأَعْتَقَكَ بِحَسَنِ هَذَا السُّوَالِ-

(زرقاتی علی المواعظ ج 8 ص 307)

اے اللہ اے شک یہ تیرے حبیب ہیں اور میں تیرا غلام ہوں اور شیطان تیرا
دشمن ہے اگر تو مجھے بخش دے تو تیرا حبیب خوش ہو اور تیرا غلام کامیاب ہو اور
تیرا دشمن جل جائے اور اگر تو مجھے نہ بخشے تو تیرے حبیب کو رنج ہو اور تیرا دشمن
خوش ہو اور تیرا غلام ہلاک ہو، اے اللہ! عرب کے کریم لوگوں کا دستور ہے
کہ جب ان میں کوئی مردار مرتا ہے اس کی قبر پر غلاموں کو آزاد کیا جاتا ہے
اور یہ (حضرت محمد ﷺ) سید العالمین ہیں ان کی قبر پر مجھ کو آگ سے
آزاد کر دے۔ اصمعی فرماتے ہیں میں نے اس سے کہا اے عربی شخص اے
شک اللہ نے تجھے بخش دیا اور تیرے اس بہترین سوال پر ضرور تجھے آگ
سے آزاد کر دیا۔

حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت حاتم اصمعی (بہت بڑے
مشہور بزرگ ہیں انہوں نے تیس برس ایک قبہ میں چلہ کیا اور اس عرصہ میں بے ضرورت کسی
سے بات نہیں کی) جب حضور سید عالم ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہوئے تو عرض کیا:

يَا رَبِّ إِنَّا زُرْنَا قَبْرَ نَبِيِّكَ فَلَا تَرُدُّنَا خَائِبِينَ فَنُودِيَ يَا هَذَا مَا إِذْنَا
لَكَ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ حَبِيبِنَا أَلَا وَقَدْ قَبَلْنَاكَ فَارْجِعْ أَنْتَ وَمَنْ
مَعَكَ مِنَ الزُّوَارِ مَغْفُورًا لَكُمْ (زرقاتی علی المواعظ ج 8 ص 307)

اے رب! ہم نے تیرے نبی کی قبر انور کی زیارت کی ہے تو اب ہمیں نافرمانہ لوٹا نہیو!
غیب سے آواز آئی کہ ہم نے تمہیں اپنے حبیب کی قبر کی زیارت نصیب ہی اس لئے کی کہ
تمہیں قبول کریں، جاؤ ہم نے تمہیں اور جتنے زوار اس وقت تمہارے ساتھ ہیں سب کو

بخش دیا۔

امام قسطلانی شارح صحیح بخاری وصاحب مواہب اللدنیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اس قدر سخت بیمار ہوا کہ طبیب علاج سے عاجز ہو گئے اور کئی سال تک مسلسل بیمار رہا تو مورخ 28 جمادی الاول 893ھ کو میں نے حضور ﷺ سے استعاذ کیا اسی دن خواب میں دیکھا کہ:

رَجُلٌ مَعَهُ قِرطَاسٌ يَكْتُبُ فِيهِ هَذَا ذِوَاءٌ لِدَاوٍ أَحْمَدُ ابْنِ
الْقُسْطَلَانِيِّ مِنَ الْحَضْرَةِ الشَّرِيفَةِ بَعْدَ الْإِذْنِ الشَّرِيفِ النَّبَوِيِّ ثُمَّ
اسْتَيْقَظْتُ فَلَمْ أَجِدْ بِي وَاللَّهِ شَيْئًا مِمَّا كُنْتُ أَجِدُهُ وَحَصَلَ الشِّفَاءُ
بِبَرَكَاتِهِ النَّبَوِيِّ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

(زرقاتی علی المواہب ج 8 ص 318)

ایک آدمی ہیں جس کے ہاتھ میں ایک کاغذ ہے جس میں لکھا ہے کہ یہ دوا احمد بن القسطلانی کی بیماری کے لئے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس سے آپ کے ارشاد عالی کے بعد عطا کی ہوئی ہے، جب میں بیدار ہوا تو ایسا تندرست تھا کہ مرض کا اثر تک بھی نہ پاتا تھا۔
ببرکات النبی المصطفی ﷺ۔

اسی طرح وہ فرماتے ہیں کہ ایک واقعہ اس سے پہلے بھی مجھے 885ھ میں پیش آیا تھا جب کہ میں زیارت قبر شریف کے بعد واپس جا رہا تھا، وہ یہ تھا کہ راستہ میں ایک چشمی ہرن نے میری خادمہ کے گھرماری جس سے وہ گر گئی اور کئی دن تک سخت تکلیف میں مبتلا رہی۔

فَأَسْتَعِذُّ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَالِكَ فَاتَانِي ابْنُ فِي
مَنَامِي وَمَعَهُ الْبَحْنِيُّ الصَّارِعُ لَهَا فَقَالَ لَقَدْ أَرْسَلَهُ لَكَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَاتَبْتَهُ وَحَلَفْتَهُ أَنْ لَا يَعُودَ إِلَيْهَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْتُ
وَلَيْسَ بِهَا قَلْبَةٌ (زرقاتی علی المواہب ج 8 ص 318)

تو میں نے اس معاملہ میں حضور ﷺ سے استعاذ کیا تو خواب میں دیکھا کہ ایک

آدی ہیں جن کے ساتھ ایک جن ہے جس نے بصورت ہرن خادمہ کو نگر ماری تھی، وہ آدی کہنے لگے کہ اس جن کو حضور ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور میں نے اس کو ملامت کی ہے اور قسم دی ہے کہ پھر کہیں ایسی حرکت نہ کرنا۔ پھر میں بیدار ہوا تو اس خادمہ پر کچھ بھی تکلیف کا اثر نہ تھا۔

حضرت محمد بن اسلمند رحمۃ اللہ علیہا فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے باپ کے پاس اسی (80) دینار بطور امانت رکھ کر جہاد کو چلا گیا اور یہ کہہ گیا کہ اگر تمہیں ضرورت پیش آئے تو خرچ کر لینا میں واپس آ کر لے لوں گا میرے باپ نے اشد ضرورت پیش آنے پر وہ سب کے سب خرچ کر ڈالے۔ جب وہ شخص واپس آیا تو اس نے مطالبہ کیا اور باوجود اس کے کہ میرے باپ کے پاس کچھ بھی نہ تھا کل ادا کرنے کا وعدہ کر لیا:

و شب در مسجد شریف نبوی ﷺ بیوتت کرو زمانے در حضور شریف دگا ہے پیش منبر استغاثہ نمود فریاد کرو تا گاہ در تار کی شب مردے پیدا شد و صرۃ ہشاد وینار بدست دے داد مبلغ ربآں مرد بداد و از رجعت مطالبہ خاص یافت۔

(جذب القلوب ص 222 'وقاء الوفاء ج 2 ص 1380)

اور رات مسجد نبوی شریف ﷺ میں اس طرح گزاری کہ کبھی تو قبر انور کے پاس اور کبھی منبر شریف کے پاس استغاثہ و فریاد کرتے۔ تا گاہ رات کی تاریکی میں ایک مرد ظاہر ہوئے اور اسی (80) دینار کی قبلی ان کے ہاتھ میں دے کر چلے گئے صبح کو میرے باپ نے ادائیگی کر کے خلاصی پائی۔

امام ابو بکر بن المقرئ فرماتے ہیں کہ میں اور (امام) طبرانی اور ابوالشیخ تینوں حرم مدینہ طیبہ میں تھے، دو دن روزہ پر روزہ رکھا اور کھانے کو کچھ نہ ملا جب بھوک نے رات کو ہم پر غلبہ کیا تو میں نے قبر انور پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! الجوع (بھوک) اور واپس آ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک علوی مرد دو غلاموں کے ساتھ زعمیلوں میں کھانے لئے ہوئے تشریف لے آئے اور ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے ہم نے کھایا جو بچا تھا وہ بھی انہوں نے

ہمارے پاس چھوڑ دیا۔

وگفت اے قوم! شکایت پیش رسول اللہ ﷺ کروید ہمیں ساعت آنحضرت رادر خواب دیدم کہ مرا فرمود تا چیزے بر شما حاضر آورم۔

(جذب القلوب ص 223، وقاء الوفاء ج 2 ص 1380)

اور فرمایا: تم لوگوں نے (جس وقت) حضور ﷺ کے سامنے (اپنی بھوک کی) شکایت کی اسی وقت میں نے حضور کو خواب میں دیکھا، آپ نے مجھے فرمایا کہ کچھ کھانا میں تمہارے پاس پہنچاؤں۔

حضرت ابن جلاء فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوا، وودن کھانے کو کچھ نہ ملا تو میں نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا انا ضیفک یا رسول اللہ میں آپ کا مہمان ہوں پھر جب سویا تو:

خبر خدا را دیدم ﷺ مرغی بدست من داو لے را ہم در خواب خوردم چون بیدار شدم نصف دیگر در دست من باقی بود۔ (جذب القلوب ص 223)

دیکھا کہ خبر خدا ﷺ نے ایک روٹی میرے ہاتھ میں دی میں نے آدھی تو خواب میں ہی کھالی جب بیدار ہوا تو باقی آدھی میرے ہاتھ میں موجود تھی۔

حضرت شیخ ابوالخیر قطع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور اتفاق سے پانچ روز ایسے گزر گئے کہ کھانے کو کچھ بھی نہ ملا یہاں تک کہ کوئی چیز چکھنے کی بھی نوبت نہ آئی تو میں قبر شریف پر حاضر ہوا:

وَسَلَّمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اأَنَا ضَيْفُكَ اللَّيْلَةَ
وَتَنَعَيْتُ وَنَمْتُ عَخْلَفَ الْمُنْبَرِ فَرَأَيْتَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
الْمَنَامِ وَأَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنِ بَعِيذِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُ عَنِ سَمَائِلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ بَيْنَ

بِيَدَيْهِ فَحَوَّكْنِي عَلَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَقَالَ لِي فَمَ فَقَدْ جَاءَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ إِلَيْهِ وَقَبَّلْتُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ
فَدَفَعَ إِلَيَّ رَغِيْفًا فَأَكَلْتُ بِصَفَةِ وَأَتَّبَعْتُ وَفِي يَدَيَّ وَاللَّهُ بِصَفَةِ
(روض الرياصين ص 63 مطبوع مصر 1307 هـ۔ جذب القلوب ص 223،

وفاء الوفاء ج 2 ص 1381)

اور نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر سلام عرض کر کے کہا یا رسول
اللہ ﷺ آج رات میں آپ کا مہمان ہوں پھر وہاں سے ہٹ کر منبر شریف کے پیچھے
جا کر سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف لارہے ہیں، حضرت ابو بکر آپ کے
دائیں طرف اور حضرت عمر آپ کے بائیں طرف اور حضرت علی آپ کے آگے آگے ہیں
تو حضرت علی نے آ کر مجھ کو بلایا اور فرمایا اشور رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں، میں اٹھا
اور آگے بڑھا اور آپ کی پیشانی مبارک کو چوما تو آپ نے ایک روٹی مجھے عطا فرمائی، میں
نے آدمی خواب میں ہی کھائی اور جب میری آنکھ کھلی تو خدا کی قسم باقی آدمی میرے ہاتھ
میں تھی۔

حضرت شیخ احمد بن محمد صوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیرہ ماہ تک جنگلوں میں
پھرتا رہا، میرے بدن کا سب چیز اچھٹ گیا، اسی حال میں میں مدینہ منورہ قبر انور پر حاضر ہوا
اور آپ ﷺ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کیا اور سو گیا تو:
آنحضرت رادر خواب دیدم کہ می فرماید احمد آدمی چہ حال داری کہ قسم اتا جالس و اتانی
ضیافتیک یا رسول اللہ فرمود دست بکشا کشادم۔ در اہم چند در دست من نہاد۔ بیدار شدم
در اہم در دست من بود بہا زار قسم و فطیر و قالودہ خریدم و خوردم و بہا دیہ در شدم۔“

(جذب القلوب ص 223، وفاء الوفاء ج 2 ص 1381)

حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا فرمایا: احمد تم آئے کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ! آپ کا مہمان ہوں اور بھوکا بھی ہوں، فرمایا ہاتھ پھیلا! میں نے پھیلا یا چند

درہم میرے ہاتھ میں رکھ دیئے، میں بیدار ہوا تو درہم میرے ہاتھ میں تھے، بازار میں گیا روٹی اور فالودہ لے کر کھایا اور پھر جنگل میں چلا گیا۔

حضرت سید ابو محمد عبدالسلام الحسینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تھا، تین دن تک کھانے کو کچھ بھی نہ ملا، میں نے منبر شریف کے پاس جا کر دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تانا جان مجھے بھوک لگ رہی ہے اور میرا ٹرید کھانے کو دل چاہتا ہے، اس کے بعد میں سو گیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نے آ کر مجھے چکایا اور لکڑی کا ایک پیالہ میرے آگے رکھا، جس میں تکی اور گوشت اور بہت سی خوشبوئیں ڈال کر بنایا ہوا ٹرید تھا، میں نے پوچھا یہ کہاں سے آیا ہے؟ وہ کہنے لگے بچوں کا تین روز سے تقاضا تھا، آج مجھے مقدر سے کچھ مل گیا تھا لہذا میں نے اس کو پکایا اور جب پکا کر سو گیا۔

فَرَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ وَهُوَ يَقُولُ: إِنَّ
أَحَدًا إِخْوَانِكَ تَضَنَّى عَلَيَّ هَذَا الطَّعَامَ فَأَطَعْتُهُ مِنْهُ

(وقاء الوفاء ج 2 ص 1382)

تو میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے فرمایا: حیرے ایک بھائی نے مجھ سے اس کھانے کی تمنا کی ہے تو اس میں سے اس کو بھی کھلاؤ۔

حضرت شیخ عبدالسلام بن ابی القاسم صقلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک بزرگ نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر تھا، میرے پاس کوئی چیز نہ تھی اور میں پے در پے فاتوں کی وجہ سے بہت ضعیف ہو گیا، ایک دن میں نے روضہ انور پر حاضر ہو کر عرض کیا: اے اولیٰین و آخرین کے سردار! میں معرکار بننے والا ہوں اور پانچ ماہ سے خدمت اقدس میں حاضر ہوں، اللہ تعالیٰ اور آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کسی ایسے شخص کو متعین فرما دیجئے جو میرے کھانے کے معاملے میں میری خبر لے لیا کرے اور میرے واپس جانے کا انتظام کر دے پھر چند اور التجائیں کہیں اور منبر شریف کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ دفعۃً میں نے

دیکھا کہ ایک صاحب حجرہ مقدسہ کے پاس حاضر ہوئے اور کچھ کلام کرنے لگے اور اس کلام میں یا جَدِيّیٰ یا جَدِيّیٰ بھی کہا، پھر وہ میرے پاس تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اٹھو، میں اٹھ کر ان کے ساتھ ہو گیا، وہ باب جبریل سے نکل کر قلعہ کی طرف چلے اور قلعہ میں گزرتے ہوئے آگے نکل کر ایک خیمہ میں گئے اس خیمہ میں ایک باندی اور ایک غلام تھا ان سے کہا اٹھو اور اپنے مہمان کے لئے کھانا تیار کرو، وہ کھانا تیار کرنے لگ گئے اور ان صاحب نے مجھے باتوں میں لگائے رکھا، جب کھانا تیار ہو گیا اور باندی نے لا کر آگے رکھ دیا تو وہ صاحب مجھ سے فرمانے لگے کھاؤ، میں نے کھایا: انہوں نے فرمایا اور کھاؤ میں نے اور کھایا پھر انہوں نے فرمایا اور کھاؤ تو میں نے عرض کیا اے میرے سردار! میں نے کئی ماہ سے گیہوں نہیں کھایا تھا اس لئے اور نہیں کھایا جاتا، انہوں نے وہ بچا ہوا سارا کھانا اور دو صاع اسیحانی بھجوریں جو تقریباً نو سیر ہوتی ہیں ایک زنبیل میں رکھ کر مجھ سے فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا:

فَقَالَ بِاللّٰهِ عَلَيَّكَ تَعَدُّ تَشْكُوْ اِلٰى جَدِيّیِّ فَاِنَّهُ يَعْزُّ عَلَيَّ ذٰلِكَ،
 وَمِنْ السَّاعَةِ مَتٰی جُعِتْ يٰ اَبِيّكَ رِزْقَكَ حَتّٰی يُسَبِّبَ اللّٰهُ لَكَ
 مَن يُنْخِرُ بِجَكَ.

تو فرمایا تمہیں قسم ہے اللہ کی پھر میرے دادا جان ابا سے شکایت نہ کرنا کیونکہ اس سے ان کو تکلیف ہوتی ہے اور جب تک تمہارے جانے کی کوئی صورت پیدا نہ ہو اس وقت تک کھانا تمہارے پاس پہنچایا جائے گا۔

یہ کہہ کر انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا جاؤ ان کو مع اس زنبیل کے حجرہ شریفہ تک پہنچا کر آؤ، میں غلام کے ساتھ چلا، قلعہ پہنچ کر میں نے غلام سے کہا تم جاؤ اب میں چلا جاؤں گا، غلام نے کہا اللہ واحد مجھ کو یہ طاقت و قدرت نہیں کہ آپ کو حجرہ شریفہ تک پہنچانے سے پہلے واپس ہو جاؤں، کبھی حضور سید عالم ﷺ میرے سردار کو اس کی خبر نہ کریں، اس غلام نے مجھے حجرہ شریفہ تک پہنچایا، میں چار روز تک اس زنبیل سے کھاتا رہا، جب کھانا ختم ہو گیا

وہی غلام مجھے اور دے گیا اور اسی طرح ہوتا رہا (وقاء الوفاء شریف ج 2 ص 1384)
 حضرت شیخ یوسف بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک ہاشمیہ عورت
 روضہ انور پر مجاورہ تھی، بعض خدام اس کو ستایا کرتے تھے وہ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس
 میں فریاد لے کر حاضر ہوئی تو روضہ انور سے آواز آئی۔

أَمَّا لَكَ فِي أَسْوَفَ فَاضْبِرِّي كَمَا صَبِرْتِ أَوْ نَحْوِ هَذَا فَإِنَّتِ لَفَزَالِ
 عَيْنِي مَا كُنْتُ فِيهِ وَمَاتِ الْخُدَامُ الْفَلَائِةُ الَّذِينَ كَانُوا يُؤْذُونَنِي.

(الحاوی للفتاویٰ ج 2 ص 481)

کیا تیرے لئے میری سیرت کی پیروی میں رغبت نہیں؟ صبر کر جس طرح میں نے صبر
 کیا تھا وہ عورت کہتی ہیں کہ اس آواز سے میری ساری کوفت جاتی رہی اور وہ تینوں خدام جو
 مجھے ستایا کرتے تھے مر گئے۔

حضرت ثابت بن احمد ابو القاسم بغدادی فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ مسجد نبوی میں ایک
 مؤذن صبح کی اذان دے رہے تھے، جب انہوں نے الصلوة غیبرَ مِنَ النُّومِ کہا تو ایک
 خادم نے آ کر ان کو ایک تھنر مارا اور یادہ مؤذن رو پڑا۔

وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي حَضْرَتِكَ يُفْعَلُ بِي هَذَا الْفِعْلُ؟ فَقَالَ
 الْخَادِمُ، وَسَحَمَلِ إِلَى ذَارِهِ فَمَكَتِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَمَاتِ.

(وقاء الوفاء ج 2 ص 1382)

اور کہا یا رسول اللہ! آپ کی بارگاہ میں میرے ساتھ یہ کچھ ہو رہا ہے؟ اس خادم پر قہقہ
 گر گیا لوگ اس کو اٹھا کر اس کے گھر لے گئے وہ تین دن کے بعد مر گیا۔

فقیر ابو محمد اشہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غرناطہ کا ایک شخص اس قدر بیمار ہوا کہ اطباء
 اس کے علاج سے عاجز ہو گئے اور زندگی سے بالکل مایوسی ہو گئی۔ وزیر ابو عبد اللہ محمد بن ابی
 ضال نے ایک خط حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں لکھا اس میں چند شعر بھی لکھے اور بیماری
 کے متعلق درخواست شفاء و دعا بھی کی اور حجاج کے قافلہ میں ایک شخص کو دے دیا۔ قافلہ مدینہ

منورہ پہنچا اور وہ خط قبر شریف پر پڑھا گیا، اسی وقت وہ بیمار اچھا ہو گیا، جب وہ شخص واپس آیا تو اس نے آ کر دیکھا کہ وہ بیمار ایسا تندرست تھا کہ گویا کبھی بیمار ہوا ہی نہ تھا۔

(وقاء الوفاء ج 2 ص 1387)

حضرت ابو اسحاق ابراہیم بن سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تھا اور میرے ساتھ تین فقراء اور تھے، ہمیں شدید فاقہ پہنچا تو میں نے آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ!

لَيْسَ لَنَا شَيْءٌ وَبِكْفِينَا ثَلَاثَةَ أَمْذَادٍ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ كَانَ فَتَلْقَانِي
رَجُلٌ فَدَفَعَ إِلَيَّ ثَلَاثَةَ أَمْذَادٍ مِنَ التَّمْرِ الطَّيِّبِ.

(وقاء الوفاء شریف ج 2 ص 1382)

ہمارے لئے کوئی شے نہیں اور ہمیں تین مذکانی ہیں کوئی چیز بھی ہو؟ پس اسی وقت ہمیں ایک شخص ملا جس نے تین مذ بہت اچھی کھجوریں ہمیں دیں۔

حضرت ابو العباس بن تھیس مرقی رحمۃ اللہ علیہ جو نابینا تھے، فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں تین روز تک بالکل بھوکا رہا تو میں نے روضہ انور پر حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں بھوکا ہوں اور اسی بھوک کی حالت میں ایک طرف ہو کر سو گیا، ایک لڑکی آئی اس نے پاؤں سے حرکت دے کر مجھے جگایا اور کہا چلو، میں اس کے ساتھ ہولیا اور مجھے اپنے گھر لے گئی اور گہیوں کی روٹی اور گھی اور کھجوریں میرے آگے رکھ کر کہنے لگی:

كُلْ يَا أَبَا الْعَبَّاسِ، قَدْ أَمَرَنِي بِهِذَا جَدِّي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
وَمَعِيَ بَعْضُ قَاتِ الْيَتَامَى. (وقاء الوفاء شریف ج 2 ص 1385)

کھاؤ ابو العباس! چیک میرے دادا جان ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں کھانا کھاؤں اور جب تمہیں بھوک لگا کرے ہمارے پاس آ جایا کرو۔

امام شرف الدین محمد بیومی رحمۃ اللہ علیہ صاحب قصیدہ بردہ شریف مرض قانج میں بتلا ہو گئے تھے۔ اطباء نے علاج معالجہ میں بہت تدبیریں کیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ آخر

طیب ووجاں رحمت عالمیاں ﷺ کی طرف رجوع کیا اور ایک نعتیہ قصیدہ لکھا جس میں آپ کی خوب حمد و ثناء کی اور پھر آپ کی بارگاہ یکس پناہ میں التجا فریاد کرتے ہوئے عرض کیا:

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِي مَنْ اَلُوذُ بِهِ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ
اے بزرگ ترین مخلوقات! حادثہ عظیم و عام کے نزول کے وقت میرا آپ کے سوا کون ہے جس کی پناہ لوں۔ نیز فرمایا:

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُولِ اللّٰهِ نُصْرَتُهُ اِنْ تَلَقَّهَ الْاَسَدُ فِيْ اَجْمَعِيْهَا تَجِم
اور جس کے لئے رسول اللہ ﷺ کی مدد ہو اگر اسے شیر بھی اپنے نیتانوں میں ملیں تو دم بخورہ جائیں۔

وَلَنْ تَرَى مِنْ وَلِيٍّ غَيْرَ مُنْتَصِرٍ بِهِ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرَ مُنْقَضِمٍ
اے مخاطب! تو ہرگز نہ دیکھے گا آپ کے کسی دوست کو کہ اس کو آپ کی مدد نہ پہنچی ہو اور نہ آپ کا کوئی دشمن دیکھے گا جس کو شکست فاش نہ ہوئی ہو۔

وَمُنْذُ الزَّمْتِ الْفَكَارِيْ مَدَائِحُهُ وَجَدْتُهُ لِعَلَّاصِيٍّ خَيْرَ مُلْتَمِمٍ
اور جب سے میں نے اپنے افکار پر آپ کی مدح ثناء لازم کر دی ہے تو میں نے اس مدح و ثناء کو (ہر بلاء مصیبت سے) اپنی نجات کے لئے نہایت عمدہ مصاحب اور ضامن پایا ہے۔

وَلَنْ يَّفُوْثَ الْعَنِي مِنْهُ يَدَا تَرِيْثٍ اِنَّ الْعَيَا يُنْبِئُ الْاَزْهَارَ فِي الْاَكْم
اور آپ کی فیاضی کسی محتاج کے ہاتھ کو خالی نہیں چھوڑے گی کیونکہ آپ کا فیض مثل عام باران کے ہے اور بارش ٹیلوں پر بھی ٹھکونے اُگادتی ہے۔

غرضیکہ نہایت عجیب و غریب قصیدہ لکھا اور اس کو بار بار پڑھا، رات کو خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے، حضور ﷺ کی اس نورانی مجلس میں قصیدہ پڑھنے کا حکم ہوا، امام صاحب نے قصیدہ پڑھا، حضور ﷺ نے ان کے مفلوج بدن پر دست مبارک پھیرا اور اپنی چادر مبارک اڑھائی، اسی وقت شفا ہوگئی، بیدار ہوئے تو بالکل تندرست

تھے۔ اور چادر مبارک ان کے اوپر تھی، صبح گھر سے باہر نکلے تو ایک درویش فقیر ملے اور کہا اے میرے سردار! وہ قصیدہ مجھے عنایت فرما دیجئے جو آپ نے حضور اکرم ﷺ کی مدح میں لکھا، امام صاحب نے فرمایا میں نے تو حضور ﷺ کی مدح میں بہت سے قصیدے لکھے ہیں آپ کو کون سے قصیدہ کی طلب ہے؟ وہ بولے جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

أَمِنْ تَذَكُّرِ جَهَنَّمَ بِلَذَى مَسْلَمٍ

امام صاحب بہت متعجب ہوئے کیونکہ ابھی انہوں نے اس قصیدہ کا کسی سے ذکر نہیں کیا تھا، تو وہ درویش کہنے لگے حضرت آپ تعجب نہ کریں، رات جب آپ اس قصیدہ مبارکہ کو حضور ﷺ کی مجلس میں پڑھ رہے تھے اور حضور کن کر جھوم رہے تھے اور پھر حضور نے آپ کے مفلوج جسم پر ہاتھ پھیرا اور اپنی چادر مبارک اڑھائی تھی یہ فقیر بھی اسی مجلس میں حاضر تھا، امام صاحب نے ان کو لکھو ادا کیا۔ اس طرح اس قصیدہ کی شہرت ہو گئی۔

(نوافل الوفیات، عطر الوردہ ص 2، نشر الطیب ص 2)

اس قسم کے صد ہا واقعات ظہور میں آئے جن میں سے بعض کتب معتبرہ میں مذکور موجود ہیں۔ اگر ان سب کو بھی جمع کیا جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں۔ اہل یقین و ایمان کے لئے یہ چند واقعات بھی انشاء اللہ الرحمن کافی ثابت ہوں گے۔

آخرت میں وسیلہ و شفاعت: جہاں تک آخرت میں طلب وسیلہ و شفاعت کا تعلق ہے اس باب میں بھی اس قدر زیادہ صحیح روایات موجود ہیں کہ کتب تفاسیر و احادیث ان سے بھری پڑی ہیں۔ بلاشبہ قیامت میں شفاعت کبریٰ کا ظہور ہوگا، عرصات قیامت میں جب کہ دن اس قدر طویل ہوگا کہ کاٹنے نہ کئے قرآن پاک میں فرمایا: كَانَتْ وَقْفًا لَهَا فَخَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (المعارج: 4) وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ سروں پر آفتاب کہ اس دن اس میں دس برس کامل کی گرمی جمع کر دی جائے گی اور پھر وہ سروں کے بہت قریب ہوگا، گرمی ویساں کی وہ شدت ہوگی کہ خدا نہ دکھائے، لوگ اپنے اپنے پسینے میں ڈوب جائیں گے اور غوطے کھائیں گے۔ گھبراہٹ کا یہ عالم ہوگا کہ دل حلق تک آ جائیں گے، رشتے ناتے اور

دوستیاں ختم ہو جائیں گی، جب چائیں ان بڑی بڑی آفات میں گھر جائیں گی تو پھر شفیع کی تلاش ہوگی۔ حضرت آدم و نوح، خلیل و کلیم اور مسیح علیہم الصلوٰۃ والسلام جیسے جلیل القدر انبیاء کرام بھی نفسی نفسی کرتے ہوئے فرمادیں گے کہ ہمارا یہ مرتبہ نہیں، ہم سے اتنا بڑا کام نہ نکلے گا، تم کسی اور کے پاس جاؤ۔ آخر لوگ کس کے پاس آئیں گے اس کے پاس جو سید الاولیاء و الآخرین ہے، جو رحمت للعالمین و شفیع الہدین ہے، جو خاتم النبیین اور حبیب رب العالمین ہے، جو صاحب لوا و الہد مقام محمود ہے، وہ جس کا سراونچا کر کے فرمایا جائے گا کہ:

قُلْ تَسْمَعُ وَ سَلْ تُعْطَىٰ وَ اَشْفَعُ تَشْفَعُ (مشکوٰۃ: 5572۔ تہذیبی: 308)

کہو تمہاری سنی جائے گی اور مانگو تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہے۔

جب اس کی بارگاہ بیکس پناہ میں فریاد کی جائے گی تو اس شفیع کے قربان، اس وقت وہ فرمائے گا: اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا میں ہوں شفاعت کے لئے، میں ہوں شفاعت کے لئے۔ کہیں گے اور نبی نفسی اذْهَبُوا اِلَىٰ غَيْرِي میرے کریم کے لب پر اَنَا لَهَا ہوگا چنانچہ فرمایا اللہ علیہم نے:

اَشْفَعُ لِامْتِنِي حَتَّىٰ تَبَادِرْنِي رَبِّي، اَرَضَيْتَ يَا مُحَمَّدٌ؟ قَائِلًا: (آئی) رَبِّ رَضِيْتُ۔ (طبرانی، معجم اوسط مسند بزار حدیث نمبر 638)

میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب پکارے گا اے محمد ﷺ تو راضی ہوا؟ میں عرض کروں گا اے میرے رب! میں راضی ہوا۔

اللہ اللہ قسم ہے ان کے کرم کی وہ ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک ہم سید کاروں گنہگاروں اور نالائقوں کا بیڑا پار نہیں ہو جائے گا، لیکن منکرین شفاعت کے سوائے محرومی کے کچھ نصیب نہیں ہوگا کیونکہ فرمان اقدس ہے:

شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِهَا لَمْ يَكُنْ مِنْ اَهْلِهَا

(مسند الفردوس: 4154۔ کنز العمال: 39053)

قیامت کے دن میری شفاعت حق ہے تو جو اس پر ایمان نہیں رکھتا وہ اس کا اہل بھی
 نہیں۔

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے مگر آج ان سے الحجا نہ کرے



اہل محبت کی باتیں

حضرت شقیقؒ ملحقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں 149ھ میں حج کو جاتے ہوئے راستہ میں قادسیہ شہر میں اترا، وہاں میں لوگوں کی زریب وزینت اور کثرت کو دیکھ رہا تھا کہ میری نظر ایک خوب صورت نوجوان پر پڑی، جس نے کپڑوں کے اوپر ایک صوف کا کپڑا پہنا ہوا تھا اور پاؤں میں جوتا تھا، وہ لوگوں سے الگ بیٹھا تھا، میں نے دل میں کہا کہ یہ نوجوان صوفی قسم کے لوگوں میں سے معلوم ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ راستہ میں لوگوں پر بوجھ بنے۔ واللہ میں اس کو ضرور سمجھاؤں گا، میں اس خیال سے اس کے قریب گیا، جب اس نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا تو کہا اے شقیق!

اجْتَنِبُوا الْغِيْبَانَ الظَّنَّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ رَاقِمٌ (الحجرات: 12)

بدگمانی سے بہت بچو بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

اور مجھے چھوڑ کر چل دیا، میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو بہت بڑی بات ہے کہ اس نے میرا نام لے کر میرے دل کی بات بتا دی ہے (حالانکہ مجھ کو بالکل نہیں جانتا) یہ تو یقیناً کوئی بزرگ آدمی ہے، تو میں اس کے پیچھے جاؤں اور اس سے مل کر اپنے گمان کی معافی کراؤں، میں جلدی جلدی اس کے پیچھے چلا مگر وہ میری نظروں سے غائب ہو گیا اور میں اس سے نہ مل سکا۔ ہم لوگ ”واقعہ“ پہنچے تو کیا دیکھا وہ ایک جگہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا بدن کانپ رہا ہے اور آنسو بہ رہے ہیں، میں پھر اس کی طرف بڑھا کہ اپنے اس گمان کی معافی کراؤں، اس نے سلام پھیر کر مجھے دیکھا تو فرمایا اے شقیق پڑھو!

وَأَنَّ لَكُمْ لَعْنَةً لِمَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا لَمْ أَهْتَدِ ۗ (طہ: 82)

اور بے شک میں بہت بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے اور پھر ہدایت پر قائم رہے۔

یہ آیت پڑھی اور مجھے چھوڑ کر چل دیا میں نے کہا یہ تو جوان تو ابدال میں سے معلوم ہوتا ہے، دومرتبہ اس نے میرے دل کی بات مجھ پر ظاہر کی ہے۔

جب ہم مٹی میں پہنچے تو پھر میں نے اس کو دیکھا کہ وہ ایک کنویں پر ہاتھ میں ایک بڑا پیالہ لئے کھڑا کنویں سے پانی لیتے کارادہ کر رہا تھا کہ اچانک وہ پیالہ اس کے ہاتھ سے کنویں میں گر گیا، اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور یہ شعر پڑھا۔

أَنْتَ رَبِّي إِذَا ظَلَمْتُ مِنَ الْمَاءِ وَقَوْلِي إِذَا أَرَدْتُ الطَّعَامَ
تو ہی میرا پالنے والا ہے جب کہ میں پانی سے پیسا ہو جاؤں اور تو ہی میری قوت ہے جب کہ میں کھانے کا ارادہ کروں۔

پھر اس نے کہا اے اللہ! اے میرے محبوب! اے میرے آقا! تو جانتا ہے کہ اس پیالہ کے سوا میرے پاس کچھ نہیں ہے پس مجھے اس پیالہ سے محروم نہ کیجیو۔ خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ کنویں کا پانی اوپر کناروں تک آ گیا اور اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور پیالہ پانی سے بھر کر نکال لیا اور وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑھی، اس کے بعد ریت مٹی اکٹھی کر کے پیالہ میں ڈالنا جا رہا تھا اور ہلا کر پئے جا رہا تھا، میں نے اس کے قریب جا کر سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا، میں نے کہا اللہ کے دیئے ہوئے اس انعام سے کچھ بچا کچھ مجھے عنایت فرمائیے، فرمایا اے شفیق! ہم پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں رہی ہیں پس تم اپنے رب کے ساتھ نیک گمان رکھو، پھر وہ پیالہ مجھے عنایت فرما دیا اور خود چل دیئے۔

میں نے جو اس کو پیا تو خدا کی قسم! وہ نہایت لذیذ خوشبودار اور بیٹھے ستوتھے کہ ایسے میں نے عمر بھر کبھی نہیں پئے تھے، میں نے خوب سیر ہو کر پئے، چنانچہ ان کی برکت و تاثیر سے کئی دن تک نہ مجھے بھوک لگی اور نہ پیاس، اس کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہونے تک میں نے اس کو نہ دیکھا، جب ہم لوگ مکہ مکرمہ پہنچے تو ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت پھر قہہ ززم زم کے پاس بڑے خشوع سے نماز پڑھتے اور خوب روتے ہوئے دیکھا صبح صادق تک اسی طرح نماز پڑھتا رہا پھر وہیں بیٹھ کر تسبیح پڑھتا رہا پھر فجر کی نماز پڑھ کر بیت اللہ شریف کا طواف کیا،

طواف کے بعد جب باہر جانے لگا تو میں بھی پیچھے چل پڑا، باہر جا کر دیکھا تو راستہ میں جس حالت میں دیکھتا آیا تھا اس کے بالکل خلاف اس کے ساتھ اس کے دوست خدام اور غلام موجود تھے، جنہوں نے اس کو آتے ہی چاروں طرف سے گھیر لیا اور ان کی خدمت میں سلام پیش کر رہے تھے میں نے ان میں سے ایک شخص سے پوچھا کہ مَنْ هَذَا الْقَتْلَى یہ تو جوان کون ہے؟ تو اس نے کہا:

هَذَا فَوْسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ
أَبِي طَالِبٍ۔ (روض الریاحین ص 58)

یہ حضرت موسیٰ (اکاظم) بن امام جعفر (الصادق) بن امام محمد (الباقر) بن امام علی
اوسط (زین العابدین) بن امام حسین بن امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔

2- حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں 113ھ میں حج کے لئے
پیدل چلتا ہوا مکہ مکرمہ پہنچا، عصر کی نماز کے وقت جبل ابوتیس پر گیا تو وہاں ایک بزرگ کو
دیکھا کہ بیٹھے دعائیں مانگ رہے ہیں، اور یا رَبُّ یا رَبُّ اتنی مرتبہ کہا کہ دم گھٹنے لگا۔ پھر
اسی طرح لگا تار یا زیناۃ یا زیناۃ کہا۔ پھر اسی طرح ایک سانس میں یا اَللّٰهُ یا اَللّٰهُ کہا۔ پھر اسی
طرح یا حَسْبُ یا حَسْبُ کہا۔ پھر اسی طرح یا رَحْمٰنُ یا رَحْمٰنُ پھر یا رَحِيْمٌ یا رَحِيْمٌ۔ پھر
یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ یا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ کہتے رہے، اس کے بعد کہا، یا اللہ میرا
انگوروں کو دل چاہتا ہے وہ عطا فرما اور میری چادریں پرانی ہو گئیں ہیں۔

لیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! اسی وقت میں نے ان کے پاس ایک نوکری
انگوروں سے بھری ہوئی رکھی دیکھی حالانکہ اس وقت روئے زمین پر کہیں انگور نہیں تھے اور
ساتھ ہی دوٹی چادریں رکھی ہوئی دیکھیں، جب وہ کھانے لگے تو میں نے کہا میں بھی آپ
کے ساتھ کھاؤں گا، فرمایا کیوں؟ میں نے کہا اس لئے کہ جب آپ دعا فرما رہے تھے تو میں
آمین آمین کہہ رہا تھا، فرمایا اچھا آؤ اور کھاؤ لیکن کچھ ساتھ نہ لے جانا، میں نے آگے بڑھ
کر ان کے ساتھ کھانے شروع کر دیئے، وہ انگور ایسے عجیب و لذیذ تھے کہ میں نے ان جیسے

انگور ہرگز کبھی نہیں کھائے تھے، ان میں دانہ بھی نہ تھا، میں نے خوب پیٹ بھر کر کھائے مگر لطف یہ کہ ٹوکری میں کچھ کمی نہ ہوئی، پھر وہ فرمانے لگے کہ ان دونوں چادروں میں ایک پسند کر لے، میں نے کہا کہ چادر کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ پھر فرمایا ذرا سامنے سے ہٹ جاؤ تاکہ میں ان کو پاؤں لوں، میں ایک طرف ہٹ گیا تو انہوں نے ایک تو تہہ کے طور پر باندھ لی اور دوسری اوڑھ لی اور جو چادریں پہلے سے پہنے ہوئے تھے ان کو ہاتھ میں لے کر پہاڑ کے نیچے اترے، میں بھی پیچھے ہو لیا، جب صفا دمر وہ کے درمیان پہنچے تو ایک سائل نے کہا:

اَكْسَيْتَنِي كَسَاكَ اللّٰهُ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ سُلَّةٌ مِّنْ سُلَّةِ النّٰحِيَةِ
فَلَمَّا فَتَحَهَا اِلَيْهِ فَلَجِحْتِ الرَّجُلَ فَقُلْتُ لَدَّ مِنْ هَذَا فَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ
مُحَمَّدٍ فَطَلَبْتُهُ لِاسْمَعَ مِنْهُ شَيْئًا لِانْتَفَعَّ بِهِ فَلَمْ اَجِدْهُ، رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالَى عَنْهُ (روض الריاضين ص 57)

اے رسول اللہ کے بیٹے! یہ کپڑا مجھے پہنا دیجئے، اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کا حلقہ پہنائے۔ تو انہوں نے وہ دونوں چادریں اس کو دے دیں میں نے اس سائل کے پاس جا کر اس سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا امام جعفر الصادق بن محمد ہیں، میں نے پھر ان کو ڈھونڈا تاکہ ان سے کچھ سنوں اور نفع حاصل کروں مگر میں ان کو نہ پاسکا۔ رضی اللہ عنہ۔

3- حضرت ابو جعفر امام محمد الباقر بن علی زین العابدین رضی اللہ عنہم جب حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور مسجد حرام میں داخل ہوئے تو بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہی اسے زور سے روئے کہ چشیں کھل گئیں، کسی نے کہا کہ سب لوگوں کی نظریں آپ کی طرف لگ گئی ہیں آپ اس قدر زور سے نہ چشیں۔

فَقَالَ وَلَمْ لَا اَبْكِي لَقُلَّ اللّٰهُ تَعَالَى يَنْظُرُ اِلَى بَرَحْمَةِ فَاَقْوَرُ بِهَا عِنْدَهُ
عَدَا ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ
فَاِذَا مَوْضِعُ سَجُودِهِ مُبْتَلًى بِمَمْنُوعٍ عَيْنِهِ (روض الריاضين ص 56)

تو فرمایا کیوں نہ روؤں؟ شاید اللہ تعالیٰ میرے رونے کی وجہ سے مجھ پر رحمت کی نظر

فرماتے اور میں کل قیامت کے دن اس کے نزدیک کامیاب ہو جاؤں پھر آپ نے طواف کیا اور مقام ابراہیم پر نماز پڑھی، جب سجدہ کر کے سر اٹھایا تو سجدہ کی جگہ آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھی۔

4- حضرت سیدنا امام علی اوسط زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہما تقویٰ و پرہیزگاری اتباع و اطاعت شکاری صبر و شکر گزاری سخاوت و بردباری علم و عرفان اور فقہ و کلام میں اپنی مثال آپ تھے اپنے عہد میں اہل بیت نبوت میں آپ افضل ترین شخصیت تھے، آپ کے فضائل و کمالات بے شمار ہیں۔ بایں ہمہ جب آپ حج کے لئے تشریف لے گئے اور احرام باندھا تو چہرہ زرد ہو گیا اور لبیک نہ کہہ سکے، لوگوں نے کہا آپ لبیک نہیں پڑھتے، فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ کہیں جواب میں لا لبیک نہ کہہ دیا جائے لوگوں نے کہا احرام باندھ کر لبیک کہنا ضروری ہے، آپ نے لبیک پڑھا تو بے ہوش ہو کر سواری پر سے گر پڑے اور اختتام حج تک یہی صورت رہی کہ جب بھی لبیک کہتے بے ہوش ہو جاتے۔

(تہذیب الجندی ج 7 ص 306)

اسی طرح جب آپ وضو کرتے تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا اور جب نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تو بدن کا پینے لگ جاتا، آپ سے کہا گیا کہ آپ کو کیا ہوتا ہے؟ تو فرمایا:

مَا تَذُرُونَ بَيْنَ يَدَيَّ مِنْ أَقْوَمٍ؟ (روض الریاحین ص 55)۔

جس میں معلوم نہیں کہ کس ذات پاک کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں؟
ایک مرتبہ آپ سجدہ میں تھے اور آپ کے مکان کو آگ لگ گئی، لوگوں نے شور مچایا:
اے ابن رسول ﷺ! آگ آگ۔ مگر آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا اور لوگوں نے آگ بجھادی، جب آپ فارغ ہوئے تو آپ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا:

أَلَيْسَ عِنْدَهَا النَّارُ الْأَخْرَى (روض الریاحین ص 55)۔

ایک دوسری (جہنم کی) آگ نے اس آگ کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیا۔
5- حضرت ربیع بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرا بھائی اور ایک

جماعت بصورت قافلہ ہم حج کے لئے جا رہے تھے، جب ہم کوفہ میں پہنچے تو میں ضروریات سفر خریدنے کے لئے بازاروں میں پھر رہا تھا، میں نے دیکھا کہ ایک دیران سی جگہ پر ایک فخر مرابو اڑا تھا اور ایک عورت جس کے کپڑے بہت پرانے اور بوسیدہ ہو چکے تھے، وہ چاقو سے اس کے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر ایک زنبیل میں رکھ رہی تھی، میں نے خیال کیا کہ یہ مردار کا گوشت لے جا رہی ہے اس پر خاموش نہیں رہنا چاہئے۔ ممکن ہے کہ یہ کوئی بھڑیاری عورت ہو کہ یہی پکا کر لوگوں کو کھلا دے، میں چپکے سے اس کے پیچھے ہولیا، اس طرح کہ وہ مجھ کو نہ دیکھے، وہ عورت ایک بڑے مکان میں جس کا دروازہ بھی اونچا تھا، پہنچی اور دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے آواز آئی کون ہے؟ اس نے کہا کھولو میں ہی بد حال ہوں، دروازہ کھلا اور اس میں سے چار لڑکیاں آئیں جن کے چہرہ سے بد حالی اور مصیبت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے، اس عورت نے اندر جا کر وہ زنبیل ان لڑکیوں کے سامنے رکھ دی، میں کواڑوں کے درازوں سے جھانک رہا تھا، میں نے دیکھا کہ اندر سے گھبرا لکل برباد اور خالی تھا، اس عورت نے روتے ہوئے لڑکیوں سے کہا کہ اس گوشت کو پکالو، اور اللہ کا شکر ادا کرو، اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر اختیار ہے، لوگوں کے دل اسی کے قبضے میں ہیں وہ لڑکیاں اس گوشت کو کاٹ کر آگ پر بھوننے لگیں، مجھے قلبی رنج ہوا تو میں نے باہر سے آواز دی اے اللہ کی بندی خدا کے لئے اس کو نہ کھانا، وہ بولی تو کون ہے؟ میں نے کہا میں ایک پرودہ کی آدمی ہوں، بولی اے پرودہ کی تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟ ہم خود ہی مقدر کے قیدی ہیں، تین سال سے ہمارا کوئی معین و مددگار نہیں تو ہم سے کیا چاہتا ہے؟ میں نے کہا مجوسیوں کے ایک فرقہ کے سوا کسی مذہب میں مردار کا کھانا جائز نہیں، وہ بولی ہم خاندان نبوت کے شریف (سید) ہیں، ان لڑکیوں کا باپ بڑا شریف تھا وہ اپنے ہی جیسوں سے ان کا نکاح کرنا چاہتا تھا اس کی نوبت نہ آئی اور اس کا انتقال ہو گیا، جو تر کہ اس نے چھوڑا تھا وہ ختم ہو گیا، ہمیں معلوم ہے کہ مردار کھانا جائز نہیں لیکن حالت اضطرار میں جائز ہو جاتا ہے اور ہمارا چارون کا فائدہ ہے۔

ان حالات کو سن کر مجھے رونا آ گیا اور میں روتے ہوئے انتہائی بے چینی کے ساتھ

وہاں سے واپس ہوا، بھائی کے پاس آ کر میں نے بھائی سے کہا کہ میرا ارادہ حج کا نہیں ہے اس نے مجھے بہت سمجھایا اور حج کے فضائل بتائے کہ حاجی ایسی حالت میں لوٹتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں رہتا وغیرہ وغیرہ۔

میں نے کہا بس لمبی چوڑی تقریر نہ کرو، یہ کہہ کر میں نے اپنے کپڑے، احرام کی چادریں اور جو سامان میرے ساتھ تھا جس میں چھ سو درہم نقدی تھے سب لیا اور چلا۔ بازار آ کر ایک سو درہم کا آنا اور ایک سو درہم کا کپڑا خریدا اور باقی چار سو درہم آٹے میں چھپا دیئے اور اس عورت کے گھر پہنچا اور سب سامان کپڑے اور آٹا وغیرہ اس کو دے دیا، اس عورت نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور کہا کہ اے ابن سلیمان! اللہ تیرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کرے اور تجھے حج کا ثواب اور اپنی جنت میں جگہ عطا فرمائے اور اس کا ایسا بدل عطا فرمائے جو تجھ پر بھی ظاہر ہو جائے، سب سے بڑی لڑکی نے کہا۔ اللہ جل شانہ تیرا اجر دو چند کرے اور تیرے گناہ معاف کرے، دوسری نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے اس سے بہت زیادہ عطا فرمائے جتنا تو نے ہمیں دیا۔ تیسری نے کہا اللہ تعالیٰ جل شانہ ہمارے دادا جان کے ساتھ تیرا شکر کرنے چوتھی نے جو سب سے چھوٹی تھی کہا اے اللہ! جس نے ہم پر احسان کیا تو اس کا نعم البدل اس کو جلدی عطا کر اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر۔

چنانچہ حجاج کا قافلہ روانہ ہو گیا اور میں کوفہ ہی میں مجبوراً پڑا رہا یہاں تک کہ وہ سب لوگ حج سے فارغ ہو کر واپس بھی آ گئے۔ مجھے خیال ہوا کہ ان حجاج کا استقبال کروں اور ان سے اپنے لئے دعا کروں کہ کسی مقبول کی دعا میرے حق میں قبول ہو جائے، جب حجاج کا قافلہ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا تو مجھے اپنے حج سے محروم رہ جانے پر بہت افسوس ہوا اور میرے آنسو نکل آئے، جب میں ان سے ملا تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول کرے اور تمہارے اخراجات کا بدل عطا فرمائے، ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ دعا کیسی؟ میں نے کہا ایسے شخص کی دعا جو دروازہ تک کی حاضری سے محروم رہا ہو، وہ کہنے لگے بڑے تعجب کی بات ہے اب تو وہاں جانے سے انکار کرتا ہے، کیا تو ہمارے ساتھ عرفات کے

میدان میں نہیں تھا، کیا تو نے ہمارے ساتھ رمی جمرات نہیں کی اور کیا تو نے ہمارے ساتھ طواف نہیں کئے؟ میں اپنے دل میں سوچنے لگا کہ یہ اللہ کا لطف و کرم ہے، اتنے میں میرے شہر کے حاجیوں کی جماعت بھی آگئی، میں نے ان سے بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری سعی مشکور فرمائے اور تمہارا حج قبول فرمائے اور وہ بھی یہی کہنے لگے کہ تو ہمارے ساتھ عرفات میں نہ تھا یا رمی جمرات نہیں کی، اب انکار کرتا ہے۔ ان میں سے ایک شخص آگے بڑھتا ہوا میرے قریب آیا اور کہا کہ بھائی اب انکار کیوں کرتے ہو کیا بات ہے آخر تم ہمارے ساتھ مکہ میں نہیں تھے یا مدینہ میں نہیں تھے یہ دیکھو تمہارے ساتھ ہونے کی دلیل کہ جب ہم روضۃ الطہر کی زیارت کر کے باب جبریل سے باہر کو آ رہے تھے تو اس وقت کثرت از وحام کی وجہ سے تم نے یہ تھیلی مجھے بطور امانت دی تھی جس کی مہر رکھا ہوا ہے:

مَنْ عَامَلَنَا بِحَجٍّ جَوْهَرٍ مِنْ عَامِلِنَا رَجَعَتْ عَنْهُ نَفْعٌ يَأْتِيهِ -

یہ لو اپنی تھیلی۔ حضرت رجع فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے اس تھیلی کو اس سے پہلے کبھی دیکھا بھی نہ تھا، میں نے اس تھیلی کو لے لیا اور واپس گھر آ گیا، عشاء کی نماز پڑھ کر اپنا وظیفہ پورا کیا اور اسی سوچ میں جاگتا رہا کہ آخر یہ قصہ کیا ہے؟ اسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی، میں نے حضور کو سلام کیا اور دست بوسی کی، آپ ﷺ نے تبسم فرماتے ہوئے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اے رجع! آخر ہم کتنے گواہ اس پر قائم کریں کہ تو نے حج کیا ہے پر تو ماننا ہی نہیں۔ سن بات یہ ہے کہ جب تو نے اس عورت پر جو میری اولاد سے تھی احسان کیا اور اپنا زادراہ اہلکار کر کے اپنا حج ملتوی کر دیا تو میں نے اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا کی کہ وہ اس کا نعم البدل تجھے عطا فرمائے، تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ تیری صورت پر پیدا کیا اور حکم دیا کہ وہ قیامت تک ہر سال تیری طرف سے حج کیا کرے اور دنیا میں تجھے یہ عوض دیا کہ چھ سو درہم کے بدلے چھ سو دینار (اشرفیاں) عطا فرمائیں تو اپنی آنکھ ٹھنڈی رکھ۔ پھر حضور ﷺ نے بھی وہی الفاظ ارشاد فرمائے کہ مَنْ عَامَلَنَا رَجَعَتْ عَنْهُ نَفْعٌ يَأْتِيهِ کہ جب میں سو کر اٹھا اور اس تھیلی کو کھولا تو اس

میں چھ سواثر فیاں تھیں۔

(رفعتہ الصادی ص 167 تا 170 مطبوعہ مطبعہ الاعلامیہ مصر 1303ھ)

8- حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک اپانچ دیکھا جو گھسٹ کر چل رہا تھا، میں نے اس سے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ کہنے لگا سمرقند سے۔ میں نے کہا کتنا عرصہ ہو وہاں سے چلے ہوئے؟ اس نے کہا دس برس سے زیادہ ہو گئے ہیں، میں بڑے تعجب سے اور حیرت سے اس کو دیکھنے لگا، تو اس نے کہا اے شقیق! کیا دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا تمہارے ضعف اور سفر کی درازی نے مجھے متعجب کر دیا، کہنے لگا اے شقیق! سفر کی دوری کو میرا شوق قریب کر دے گا اور میرے ضعف کا متحمل میرا مولا ہے۔ اے شقیق! تم ایک ضعیف بندے سے تعجب کر رہے ہو جس کو اس کا مالک اٹھائے ہوئے لئے جا رہا ہے۔ پھر اس نے یہ دو شعر پڑھے۔

أَزُودُكُمْ وَالْهَوَىٰ صَعَبٌ مَسَالِكُهُ وَالشُّوقُ يَحْمِلُ مَنْ لَأَمَالٍ يُسْعِدُهُ
میرے آقا! میں آپ کی زیارت کو آ رہا ہوں اور عشق کی منزل کٹھن ہے لیکن شوق اس
مغص کی مدد کیا کرتا ہے جس کی مال مدد نہیں کرتا۔

لَيْسَ الْمُحِبُّ الَّذِي يَخْشَى مَهَالِكَهُ كَمَلًا وَلَا هِدَّةَ الْإِسْفَارِ تُفْعِدُهُ
وہ عاشق ہرگز نہیں ہے جس کو راستے کی ہلاکت کا خوف ہو اور نہ وہ عاشق ہے جس کو

راستوں کی سختی چلنے سے روک دے۔ (روض الریاضین ص 59-60)

7- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال سخت گرمی کے زمانہ میں کہ لو بڑی شدت سے چلتی تھی حج کے لئے چلا، جب زمین حجاز کے وسط میں پہنچا تو اتفاقاً قافلہ حج سے ٹھکڑ گیا، کچھ غنودگی سی محسوس ہوئی تو ایک جگہ ڈرائیٹ گیا، جوں ہی آنکھ کھلی تو جنگل بیابان میں ایک کم سن لڑکا جس کی ابھی داڑھی بھی نہ نکلی تھی نظر آیا، میں جلدی جلدی اس کی طرف چلا، قریب جا کر دیکھا تو وہ اس قدر حسین و جمیل تھا کہ گویا چودھویں کا چاند یا دو پہر کا سورج ہے، اس پر ناز و نعمت کے آثار نمایاں تھے، میں نے اس کو سلام کیا اس نے کہا: وعلیکم السلام ورحمتہ

اللہ و برکات اے ابراہیم! میں نے بہت زیادہ تجھ ہو کر پوچھا صاحبزادے! تجھے میرا نام کس طرح معلوم ہوا؟ اس نے کہا اے ابراہیم! جب سے مجھے اس کی معرفت حاصل ہوئی ہے میں جاہل نہیں رہا اور جب سے مجھے اس کا وصل نصیب ہوا ہے میں جدا نہیں ہوا میں نے پوچھا اس سخت گرمی کے عالم میں تجھے کون سی چیز اس جنگل میں سمجھ لائی؟ کہنے لگا اے ابراہیم! اس کے سوا مجھے کسی سے اُس نہیں اور نہ اس کے سوا میرا کوئی ساتھی اور رفیق ہے، میں بالکل اسی کا ہو گیا ہوں اور اسی کی غلامی کا اقرار کر چکا ہوں، میں نے پوچھا تم کہا سے کھاتے پیتے ہو؟ کہنے لگا کہ میرا کفیل بھی وہی محبوب ہی ہے، میں نے کہا خدا کی قسم ان حالات میں مجھے تیرے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے۔ تو اس کی آنکھیں اٹکھبار ہو گئیں اور آنسو موتیوں کی طرح اس کے رخساروں پر گرنے لگے اور روتے ہوئے اس نے یہ اشعار پڑھے۔

مَنْ ذَا يُخَوِّفُنِي بِالْبَيْتِ أَقْطَعُهُ إِلَى الْمُحِبِّ وَقَدْ قَلَمْتُ إِيمَانًا
مجھ کو اس جنگل کی نختیوں سے کون ڈرا سکتا ہے جب کہ میں اس جنگل کو اپنے محبوب کی طرف یقین و ایمان کے ساتھ چل کر قطع کر رہا ہوں۔

الْحُبُّ أَقْلَقْنِي وَالشُّوقُ أَرْعَبْنِي وَلَا يَخَافُ مُحِبُّ اللَّهِ إِنْسَانًا
عشق مجھ کو بے چین کر رہا ہے۔ اور شوق مجھ کو ابھارے لئے جا رہا ہے اور اللہ کا عاشق کبھی کسی سے نہیں ڈرا کرتا۔

فَلَوْ أَجْرَعُ لِيَذْكُرَ اللَّهُ يُشْبِعُنِي وَلَا أَكُونُ بِحَمْدِ اللَّهِ عَطَشَانًا
اگر مجھے بھوک لگے گی تو اللہ کا ذکر میرا پیٹ بھرے گا اور اللہ کی حمد کی وجہ سے میں پیاسا بھی نہیں ہوں گا۔

وَأَنْ ضَعُفْتُ فَوَجَدَ مِنْهُ يَحْمِلُنِي مِنَ الْجَبَابِ إِلَى الْفَيْءِ نَحْرَاسَانًا
اور اگر میں ضعیف و کمزور ہوں تو بھی اس کا عشق تو مجھے حجاز سے خراسان تک لے جاسکتا ہے (یعنی مشرق سے مغرب تک)۔

فَهَلْ أَضْفَرِي تَكُونُ الْيَوْمَ نَحْفُورِي ذَعْ عَنْكَ عَدْلُكَ لِي قَدْ كَانَ مَا كَانَا
تو میرے بچپن کی وجہ سے مجھ کو حقیر سمجھتا ہے اپنی ملامت کو چھوڑ جو ہونا تھا ہوجکا۔

میں نے کہا میں تجھے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ تیری صحیح عمر کیا ہے؟ اس نے کہا
تو نے بہت بڑا واسطہ دے دیا جو میرے نزدیک بہت اہم ہے میری عمر بارہ سال کی ہے۔
پھر اس نے کہا اے ابراہیم! تجھے میری عمر پوچھنے کی کیا ضرورت پیش آئی جس کے متعلق میں
تجھے صحیح بتا چکا ہوں؟ میں نے کہا اس لئے کہ مجھے تیری باتوں نے حیرت میں ڈال دیا
ہے۔ تو اس نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے بڑی نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور اپنے بہت سے
مؤمن بندوں پر فضیلت بخشی ہے۔ حضرت ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے اس کے حسن صورت،
حسن سیرت اور اس کے شیریں کلام سے بڑا تعجب ہوا۔ میں نے کہا سبحان اللہ الخالق
المصور۔ تو اس نے تھوڑی دیر کے لئے سر کو نیچے جھکا لیا اور پھر آسمان کی طرف اٹھایا اور مجھے
ذرا ترجمی اور کڑوی نگاہ سے دیکھ کر یہ اشعار کہے۔

وَيَعِي إِذَا كَانَ الْجَحِيمُ جَزَائِي مَاذَا يَجْعَلُ بَيْنَهُ جَنِّي وَبَهَائِي
اگر میری سزا جہنم ہوئی تو میرے لئے ہلاکت ہے اس وقت میری یہ رونق اور خوب
صورتی کہاں رہے گی؟

يَبْلَى الْعَذَابَ مَحَاسِنِي وَيُشِينَهَا وَيَطْوِلُ مِنِّي فِي الْجَحِيمِ بُكَائِي
اس وقت عذاب میری خوبیوں کو عیب دار بنا دے گا اور جہنم میں ایک طویل
عرصہ تک رونا پڑے گا۔

وَيَقُولُ لِي الْجَبَّارُ جَلُّ جَلَالُهُ يَا عَبْدَ سُوءِ أَلْتَّ مِنْ أَعْدَائِي
اور جبار جل جلالہ مجھے فرمائے گا: اوبدترین غلام! تو میرے دشمنوں میں سے ہے۔

بَارَزْتَنِي وَعَصَبْتِ أَمْرِي جَاهِلًا أَسَيْتَ عَهْدِي ثُمَّ يَوْمَ لِقَائِي
تو نے (دنیا میں) میرا مقابلہ کیا اور جہالت سے میری نافرمانی کی اور میرے عہد و
پیمان کو بھلایا اور پھر قیامت کے دن میری ملاقات کو بھی بھلا دیا۔

وَتَرَىٰ وَجُوهُ الطَّاغِيَةِ كَأَنَّهَا بَدَزَ بِلَمَىٰ فِي لَيْلَةِ الظُّلَمَاءِ
اور (اے ابراہیم!) تم اس دن دیکھو گے کہ مطیع فرمانبردار لوگوں کے چہرے
چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔

كَشَفَ الْحِجَابَ فَعَابَنُوهُ فَأَذْهَبُوا وَنَسُوا نَعِيمَهُمْ وَكُلُّ رُحَمَاءِ
اور اللہ جل جلالہ اپنے اوپر سے انوار کے پردے ہٹادیں گے تو پھر یہ فرمانبردار لوگ
اس کی زیارت سے مدہوش ہو جائیں گے اور اس کے دیدار کے مقابلہ میں تمام نعمتوں اور
سرتوں کو بھول جائیں گے۔

وَكَسَاهُمْ حُلَّةَ الْمَهَابَةِ وَالرِّضَا وَحُبَّ الْوَجُوهِ بِنَصْرَةِ وَبَهَاءِ
اور اللہ تعالیٰ ان فرمانبرداروں کو مہابت و خوشنودی کے حلے پہنائے گا اور ان کے
چہروں کو شادابی اور نورانیت عطا ہوگی۔

پھر اس نے کہا اے ابراہیم! مجبور وہ ہے جو حبیب (کی فرمانبرداری) سے منقطع ہو گیا۔
اور واصل وہ ہے جس نے اس کی اطاعت سے حصہ پالیا لیکن اے ابراہیم! تم اپنے رفقاء
سفر سے منقطع ہو گئے ہو؟ میں نے کہا ہاں! اور تم اللہ سے میرے واسطے دعا کرو کہ میں اپنے
ساتھیوں سے جا ملوں، تو اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور آہستہ آہستہ کچھ زبان سے کہا،
اسی وقت مجھ پر غنودگی یا بیہوشی سی طاری ہوئی اور اس سے جو افاقہ ہوا تو میں نے اپنے آپ
کو قافلہ کے اندر اونٹ پر سوار پایا اور میرا ساتھی جو میرے ساتھ اونٹ پر سوار تھا وہ مجھ سے
کہہ رہا تھا کہ اے ابراہیم! ہوشیار ہو کر اور سنبھل کر بیٹھو ایسا نہ ہو کہ اونٹ پر سے گر جاؤ، اور
اس لڑکے کا مجھے کچھ پتہ نہ چلا کہ کہاں گیا، جب ہم لوگ سارا راستہ طے کر کے مکہ مکرمہ حرم
شریف میں پہنچے تو میں نے دیکھا کہ وہی لڑکا کعبہ شریف کا پردہ پکڑے ہوئے رو رہا ہے اور
یہ شعر پڑھ رہا ہے۔

تَعَلَّقْتُ بِالْأَسْتَارِ وَالْبَيْتِ زُرْتُهُ وَأَنْتَ بِمَا فِي الْقَلْبِ وَالسِّرِّ أَخْلَمْتُ
میں کعبہ شریف کا پردہ پکڑے ہوئے ہوں اور اس گھر کی زیارت بھی کر رہا ہوں لیکن

دل میں جو کچھ ہے اس کو اور اصل مجید کو تو خوب جانتا ہے۔

أَتَيْتُ إِلَيْهِ مَا هِيَآ عَيْنُو رَاكِبٍ لِأَتِي عَلَى صِفْوِي مُجِيبٌ مُتَقِيمٌ
میں اس گھر کی طرف سوار ہو کر نہیں پیدل چل کر آیا ہوں کیونکہ میں باوجود اپنی کم سنی
کے عاشق و فریفتہ ہوں۔

هُوَ يَتَكَبَّرُ جَلْفًا حَيْثُ لَا أَعْرِفُ الْهُوِي فَلَا تَعْدِلُونِي إِلَيْهِ مُتَعَلِّمٌ
میں بچپن ہی سے تیرا عاشق ہوں جب کہ میں عشق کو جانتا بھی نہیں ہوں تو مجھے ملامت
نہ کر دو کیونکہ میں ابھی عشق کا طفل کاتب ہوں۔

وَإِنْ كَانَ قَدْ حَانَ إِلَيْهِ مَنِيَّتِي لَعَلِّي بَوْضَلٍ مِنْكَ أَحْطَى وَأَخْتَمُ
اے اللہ اگر میری موت کا وقت آ گیا ہو تو شاید میں تیرے وصل سے بہرہ ور ہو سکوں۔

اس کے بعد وہ سجدہ میں گر گیا اور میں اس کو دیکھتا رہا، پھر میں اس کے پاس گیا اور اس
کو بلایا تو وہ انتقال کر چکا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابراہیم کہتے ہیں کہ مجھے اس کے انتقال کا بہت صدمہ ہوا، میں وہاں سے اٹھ
کر اپنی قیام گاہ پر آیا اور اس کے لئے کفن کا کپڑا لیا اور ایک دو آدمی مدد کے لئے اپنے ساتھ
لئے اور وہیں واپس آیا جہاں اس کو چھوڑ گیا تھا، تو میں نے اس کو وہاں نہ پایا، پھر میں نے
حجاج سے اس کے متعلق پوچھا تو کسی نے بھی اس کے متعلق کوئی خبر نہ دی سب یہی کہتے تھے
کہ ہم نے تو کوئی ایسا نہیں دیکھا، تو میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے سوا اور لوگوں کی
نگاہوں سے پوشیدہ فرما رکھا تھا۔ پھر جب میں اپنی قیام گاہ پر واپس آیا تو مجھ پر غنودگی سی
طاری ہوئی تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑی جماعت کے آگے آگے
آ رہا ہے اور اس پر اس قدر نور چمک رہا ہے کہ بیان سے باہر ہے اور ایسے خوب صورت صلے
پہنے ہوئے ہے کہ ان کی صفت بیان نہیں ہو سکتی، میں نے اس سے پوچھا کہ تو وہی میرا
دوست ہے نا؟ اس نے کہا ہاں، میں نے کہا کیا تیری وفات نہیں ہوئی؟ اس نے کہا ہاں
ہو گئی ہے میں نے کہا میں نے تو تجھے تجھیز و تکفیز اور نماز جنازہ کے لئے بہت تلاش کیا مگر کوئی

پتہ نہ چلا، اس نے کہا اے ابراہیم! سن! جس نے مجھے میرے شہر سے نکالا اور اپنی محبت میں فریفتہ کیا اور میرے عزیز و اقارب سے جدا کیا۔ اسی نے مجھے کفن دیا اور کسی دوسرے کا محتاج نہیں بننے دیا، میں نے کہا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کیا اے میرے محبوب اور اے میرے آقا! تو ہی میرا مقصود اور تو ہی میری آرزو ہے، فرمایا کہ بے شک تو میرا سچا بندہ ہے اور تیرے لئے وہی کچھ ہے جو کچھ تو مانگے، میں نے عرض کیا میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے زمانہ کے تمام آدمیوں کے معاملہ میں میری سفارش قبول فرما لے، فرمایا ہم نے ان سب کے بارے میں تیری سفارش قبول کی!

حضرت ابراہیم کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس نے مجھ سے معافی کیا اور میں نیند سے بیدار ہو گیا۔ پھر میں نے حج کے بقیہ ارکان پورے کئے، لیکن اس لڑکے کی یاد سے میرا دل ہر وقت بے قرار تھا، جب میں حج سے فارغ ہو کر واپس ہوا تو راستہ میں تمام قافلہ والے حجاج یہ کہتے تھے کہ ابراہیم تیرے ہاتھ کی مہک سے ہر شخص حیران ہے کہ کیسی عمدہ اور طیب خوشبو آ رہی ہے اور اس واقعہ کے نقل کرنے والے بعض محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کے ہاتھ سے وہ خوشبو آخری دم تک نہیں گئی۔ رحمۃ اللہ علیہ (روض الریاحین ص 51، 52)

8- حضرت شیخ فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے جنگل میں ایک نابالغ لڑکا دیکھا کہ پیدل چل رہا ہے اور اس کے ہونٹ حرکت کر رہے ہیں، میں نے اس کو سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا، میں نے پوچھا صا جزا دے کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا بیت اللہ شریف! میں نے کہا تمہارے ہونٹ حرکت کر رہے تھے؟ اس نے کہا قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔

میں نے کہا ابھی تو تم مکلف بھی نہیں ہو؟ اس نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ موت مجھ سے بھی کم عمر والوں کو پکڑ لیتی ہے، میں نے کہا تمہارے قدم چھوٹے ہیں اور راستہ بہت دور کا ہے، اس نے کہا قدم اٹھانا میرا کام ہے اور منزل مقصود پر پہنچانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، میں

نے کہا ازادراہ اور سواری کہاں ہے؟ اس نے کہا میرا ازادراہ میرا یقین ہے اور میری سواری میرے پاؤں ہیں، میں نے کہا میں تو تجھ سے روٹی اور پانی کے متعلق پوچھتا ہوں؟ اس نے کہا چچا ذرا غور تو کر کہ اگر تجھے کوئی آدمی اپنے گھربلائے تو کیا یہ مناسب ہے، تو کھانا پینا اپنے ساتھ لے کر اس کے گھر جائے؟ میں نے کہا نہیں، تو اس نے کہا کہ میرے آقا نے اپنے بندوں کو اپنے گھربلایا ہے اور زیارت کی اجازت دی ہے۔ ان لوگوں نے اپنے یقین کے ضعف کے سبب اپنے توشے وغیرہ ساتھ لئے ہیں، میں نے تو اس کو بہت برا سمجھا ہے اور اس کے آداب کے احترام کا لحاظ کیا اور کچھ ساتھ نہیں لیا۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ مجھ کو ضائع کر دے گا؟ میں نے کہا ہرگز نہیں حاشا وکلا! پھر وہ لڑکا میری نگاہوں سے قاصب ہو گیا اور میں نے اس کو نہ دیکھا، جب میں مکہ مکرمہ پہنچا تو وہ پہلے ہی وہاں موجود تھا، جونہی اس نے مجھ دیکھا تو کہا یا شیخ! تم ابھی تک اپنے اسی ضعیف یقین پر ہی ہو؟ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

مَالِكُ الْعَالَمِينَ ضَامِنٌ رِزْقِي فَلَمَّا ذَا كَتَلِفَ الْخَلْقَ رِزْقِي
سارے جہانوں کا مالک میرے رزق کا ذمہ دار ہے تو پھر میں مخلوق کو کیوں اپنے رزق کی تکلیف دوں۔

قَدْ قَطَعْتُ لِي بِمَا عَلَيَّ وَمَا لِي مَالِكِي فِي قَضَائِهِ قَبْلَ خَلْقِي
میرے مالک نے میرے پیدا ہونے سے پہلے جو کچھ مجھے پیش آتا ہے میرا قطع و نقصان وغیرہ میرے مقدر میں لکھ دیا ہے۔

صَاحِبُ الْبَدَلِ وَالنَّدَى فِي يَسَارِي وَرَفِيْقِي فِي عُسْرَتِي حُسْنُ صِدْقِي
وہ میری فراخی کی حالت میں بڑی عطا و بخشش کرنے والا ہے اور میری تنگ دستی میں میرا حسن صدق میرا ساتھی ہے۔

فَكَمَا لَا يَرُدُّ عَجْزِي رِزْقِي فَكَذَا لَا يَهْجُرُ رِزْقِي حِدْقِي
جیسا کہ میرا عاجز اور کم عقل ہونا میرے رزق کو نہیں ٹال سکتا ایسے ہی میری ذہانت و

طاقت بھی میرے رزق کو نہیں کھینچ سکتی۔ (روض الریاضین ص 59)

9- حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے سفر حج میں جنگل بیابان میں ایک نوجوان لڑکا ملا، نہایت خوب صورت گویا کہ چاندی کا ٹکڑا ہے۔ عشق اس کے بدن میں جوش مار رہا تھا اور وہ بھی حج کے لئے جا رہا تھا، میں نے اس سے کہا سفر بڑا طویل ہے تو اس نے ایک شعر پڑھا۔

بَعِيدَةً عَلَيَّ الْكُفْلَانِ أَوْ ذِي مَلَالَةٍ فَأَمَّا عَلَيَّ الْمُشْعَاقِ غَيْرُ بَعِيدٍ
کابلوں اور آستانے والوں کے لئے تو یہ سفر واقعی بعید ہے لیکن مشتاقوں کے لئے تو کچھ

بھی بعید نہیں۔ (روض الریاضین ص 49)

10- حضرت شیخ علی بن موقوف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال سواری پر حج کو جا رہا تھا، راستہ میں، میں نے پیدل چلنے والوں کا ایک قافلہ دیکھا جو حج کو جا رہا تھا مجھے بھی یہی اچھا لگا کہ میں بھی ان کے ساتھ پیدل چلوں، چنانچہ میں سواری سے اتر کر ان کے ساتھ پیدل چلنے لگا۔ اور ایک اور شخص کو اپنی سواری پر بٹھا دیا، چلتے چلتے ایک جگہ ہم لوگ کچھ دیر کے لئے ڈرائیٹ گئے، تو میں نے خواب میں دیکھا چند کنیریں آئیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے ٹپت اور چاندی کے لوٹے ہیں اور وہ پیدل چلنے والوں کے پاؤں دھونے لگ گئیں، جب میرے سوا سب کے دھو چکے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ بھی تو انہی میں سے ہے باقی سب کہنے لگیں نہیں اس کے پاس سواری ہے، تو وہ کہنے لگی کہ ہاں پیٹک ہے مگر اس نے سواری کے ہوتے ہوئے ان کے ساتھ پیدل چلنے کو پسند کیا ہے لہذا یہ بھی ان میں داخل ہو گیا تو پھر انہوں نے میرے بھی پاؤں دھوئے تو میری وہ ساری مکان اور کوفت وغیرہ جو مجھ پر پیدل چلنے کی وجہ سے تھی جاتی رہی۔ (روض الریاضین ص 64)

11- حضرت شیخ بنان الحمال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مصر سے حج کو جا رہا تھا، زادراہ وغیرہ میرے ساتھ تھا، راستہ میں ایک عورت ملی اور کہا ”بنان“ تم تو حمال (مزور) ہی نکلے، زادراہ اٹھائے لئے جا رہے ہو۔ یہ تمہارا وہم ہے کہ وہ تمہیں رزق نہیں دے گا، میں

نے یہ سن کر زادراہ وغیرہ پھینک دیا، پھر تین دن مجھ پر ایسے آئے کہ کچھ بھی کھانے کو نہ ملا، راستہ میں چلتے چلتے مجھے ایک پاؤں کا زیور پڑا ہوا ملا، میں نے یہ خیال کر کے اٹھالیا کہ اس کا مالک مل جائے گا تو اس کو دے دوں گا شاید وہ اس وجہ سے مجھے کچھ دے دے۔ تو وہی عورت پھر اچانک سامنے آگئی اور کہنے لگی تم تو کانداری نکلے کہ وہ شاید زیور کے بدلے میں کچھ دے دے۔ پھر اس نے میری طرف کچھ درہم پھینکے اور کہا لو انہیں خرچ کرتے رہنا میں نے ان کو خرچ کرنا شروع کیا تو انہوں نے مصر واپس پہنچنے تک مجھے کام دیا۔

(روض الریاضین ص 66)

12- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ کرمہ کے راستے میں ایک جوان کو دیکھا کہ وہ بڑے مزے سے اکڑتا ہوا چل رہا ہے۔ میں نے اس سے کہا یہ کیسی چال ہے؟ اس نے کہا یہ چال ان جوانوں کی ہے جو رخصت کے خادم ہیں۔ اور وہ شہر پڑھے۔

اِنَّيْهِ بِكَ الْفِضَاۗرَا غَيْرَ اَتَيْنِ اَذُوْبٌ مِّنَ الْمَهَابَةِ عِنْدَ ذِيْكَرٍ
میں تیرے ساتھ فخر کرتا ہوا حیران و سرگرداں پھرتا ہوں اور جب تیرا ذکر ہوتا ہے تو میں خوف و ہیبت سے کھلنے لگتا ہوں۔

وَلَوْ اَتَيْنِ قَدْرَتْ لِمِثْ شَوْقًا وَاَجْلَالًا لِاَجْلِ عَظِيْمٍ قَدْرِكَ
اگر مرنا میرے اختیار میں ہوتا تو تیرے اشتیاق اور تیرے جلال اور عظیم مرتبہ کے اکرام میں مرجاتا۔

پھر میں نے اس سے کہا کہ تیری سواری اور زادراہ کہاں ہے؟ تو اس نے مجھے گھور کر دیکھا اور کہا زانغور تو کر دو کہ اگر کوئی ضعیف غلام کسی کریم آقا کے دولت کدہ پر زیارت کے لئے جائے اور کھانا پینا باندھ کر لے جائے تو وہ آقا اپنے خدام کو حکم دے گا کہ اس کو میرے دروازے سے نکال دو۔

اِنَّ الْمَوْلٰى جَلَّتْ قَدْرَتُهُ لِمَا دَعَاۤنِيْ اِلَى الْقَصْدِ اِلَيْهِ رَزَقْنِيْ حُسْنَ
الْعَوْصَلِ عَلَيْهِ ثُمَّ غَابَ عَنِّيْ فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ (روض الریاضین ص 67، 68)

بے شک میرے مولیٰ جل قدر نے جب مجھے اپنے گھر بلایا ہے تو اس نے مجھے اپنے اوپر حسن توکل بھی عطا فرمایا ہے یہ کہہ کہہ کر وہ مجھ سے غائب ہو گیا اور اس کے بعد میں نے اس کو نہ دیکھا۔

13- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ میں حاضر تھا، ایک مرتبہ میں روضہ انور پر حاضر ہوا تو ایک عجیب شخص کو دیکھا جو روضہ انور پر الوداعی سلام عرض کر رہا تھا، جب وہ چلا تو میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا، جب وہ ذوالحلیفہ پہنچا تو اس نے نماز پڑھی اور احرام باندھا میں نے بھی نماز پڑھی اور احرام باندھ لیا، جب وہ چلا تو میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا، وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہوں! اس نے انکار کیا۔ میں نے خوشامد و عاجزی کی تو اس نے کہا اچھا میرے قدم پر قدم رکھتے چلے آؤ میں نے کہا اچھا وہ غیر معروف راستہ پر چلنے لگا اور میں بھی قدم بقدم اس کے پیچھے ہو لیا۔ تھوڑی سی رات گزری تھی کہ چراغ نظر آنے لگے، اس نے میری طرف دیکھا اور کہا یہ مسجد عائشہ ہے (جو مکہ مکرمہ سے تین میل محکم میں ہے) اب یا تو تم آگے بڑھ جاؤ یا میں آگے بڑھ جاتا ہوں میں نے کہا جیسے تم چاہو، تو وہ آگے بڑھ گئے اور میں وہاں سو گیا، جب سحری کا وقت ہوا، میں اٹھ کر مکہ مکرمہ پہنچا اور طوافِ وسیعی کے بعد حضرت شیخ ابو بکر کنانی کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت بہت سے مشائخ ان کی خدمت میں حاضر تھے، میں نے سلام کیا فرمایا کب آئے؟ میں نے عرض کیا ابھی حاضر ہوا ہوں، فرمایا کدھر سے آ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا مدینہ منورہ سے، فرمایا مدینہ منورہ سے کب چلے تھے؟ میں نے عرض کیا گزشتہ رات وہیں تھا، تو وہ تمام مشائخ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ شیخ ابو بکر کنانی نے کہا کس کے ساتھ آئے ہو؟ میں نے عرض کیا ایک بزرگ کے ساتھ آیا ہوں اور سارا واقعہ سنایا۔ شیخ ابو بکر کنانی نے فرمایا کہ یہ شیخ ابو جعفر الدامغانی ہیں اور تم نے جو حالات سنائے ہیں وہ ان کے احوال میں سے بہت معمولی چیز ہیں۔ اس کے بعد شیخ کنانی نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا چلو شیخ دامغانی کو تلاش کریں اور مجھ سے فرمایا کہ تمہارا یہ حال نہیں تھا کہ ایک شب

میں یہاں پہنچ جاتے، پھر فرمایا چلتے ہوئے زمین کیسی معلوم ہو رہی تھی؟ میں نے عرض کیا جیسے کشتی کے نیچے دریا کی موج معلوم ہوتی ہے۔ (روض الراحین ص 60)

14- حضرت ابراہیم الخواص رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو نہ کسی سے تذکرہ کرتے اور نہ کسی کو خبر ہوتی، صرف ایک لونا ہاتھ میں لیتے اور چل دیتے، حامد اسود کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ حسب معمول چلے، میں بھی پیچھے پیچھے ہولیا، جب ہم قادسیہ پہنچے تو آپ نے فرمایا حامد! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کیا اے میرے سردار! میں تو صرف ہر اسی کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں، فرمایا میرا ارادہ تو انشاء اللہ تعالیٰ مکہ مکرمہ کا ہے، میں نے عرض کیا انشاء اللہ میں بھی آپ کے ساتھ وہیں جاؤں گا، جب چلتے ہوئے تین روز ہو گئے تو ایک نوجوان اور بھی ہمارے ساتھ ہو گیا وہ ایک دن اور ایک رات برابر ہمارے ساتھ چلتا رہا لیکن اس نے ایک بھی نماز نہ پڑھی۔ حضرت شیخ نے اس سے پوچھا کہ تو نماز کیوں نہیں پڑھتا؟ اس نے کہا مجھ پر نماز نہیں ہے، فرمایا کیوں تو مسلمان نہیں ہے؟ اس نے کہا نہیں میں نصرانی ہوں لیکن نصرانیت میں بھی توکل پر گزار کرتا ہوں۔ میرے نفس نے توکل میں پختہ ہونے کا دعویٰ کیا تو میں نے اس کو بغرض امتحان اس جنگل میں لا ڈالا ہے جہاں معبود کے سوا کوئی نہیں ہے، حضرت شیخ نے اس کی بات سن کر مجھ سے فرمایا تم اس سے کچھ نہ کہو۔ ہمارے ساتھ پڑا چلتا رہے چنانچہ وہ ہمارے ساتھ چلتا رہا، جب ہم بطن مر پر پہنچے تو شیخ نے وہاں قیام کیا اور اپنے کپڑے وغیرہ دھوئے پھر اس نوجوان سے فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا عبد المسیح! حضرت شیخ نے فرمایا عبد المسیح! یہ حرم مکہ کی ولین ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس حرم کی حد میں مشرکوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا اَللّٰهُمَّ مَنَعْنَاكَ مِنَ الْكُفْرِ فَكَفِّرْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْكُفْرَانِ (التوبہ: 28) تیرا جنگل میں آنے کا مقصد یعنی نفس کے دعویٰ توکل کا امتحان تو پورا ہو ہی گیا ہے، اب دخول حرم سے بچاؤ دے، ہم تجھ پر اعتراض کریں گے اور تجھے منع کریں گے۔ حامد کہتے ہیں کہ اس کو وہیں چھوڑ کر ہم آگے بڑھ گئے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ پھر جب ہم عرفات میں پہنچے تو کیا دیکھا کہ

وہی نصرانی نوجوان احرام باندھے ہوئے لوگوں کا مونہہ دیکھتے دیکھتے ہم تک پہنچ گیا۔ جونہی اس نے شیخ کو دیکھا فرط عقیدت سے آپ پر گر پڑا اور آپ کے سر کو بوسہ دیا۔ شیخ نے فرمایا عبد اسح کیا معاملہ ہوا؟ اس نے کہا اب میں عبد اسح نہیں ہوں بلکہ اسی کا بندہ ہوں جس کے حضرت مسیح بھی بندے ہیں، شیخ نے فرمایا: مجھے پورا واقعہ سناؤ۔ اس نے کہا جب آپ مجھے وہاں چھوڑ کر چلے آئے تو میں اسی جگہ بیٹھا رہا یہاں تک کہ حاجیوں کا ایک قافلہ آ گیا، میں نے مسلمانوں کی طرح احرام باندھا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے ان کے ساتھ ہو گیا، جب مکہ مکرمہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کو دیکھا تو بیت اللہ شریف کو دیکھتے ہی اسلام کی صداقت مجھ پر ظاہر ہو گئی اور سوائے دین اسلام کے سب مذاہب میری نگاہ میں بے حقیقت ہو گئے، پس میں اسی وقت مسلمان ہو گیا اور غسل کر کے پھر احرام باندھا اور آج تمہیں ڈھونڈ رہا ہوں بعد ازیں وہ ہمارے ساتھ ہی رہا۔ یہاں تک کہ صوفیائے کرام کی جماعت میں ہی اس کا انتقال ہوا۔ (روض الریاحین ص 81، 82)

15- حضرت شیخ یوسف بن حمدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کے راستے سے مکہ مکرمہ جا رہا تھا، میرے ساتھ فقراء صوفیہ کی ایک جماعت تھی ان میں ایک نوجوان تھا جس کی بہترین صحبت و رفاقت اور اوقات و احوال کی حفاظت اور ہر وقت ذکر الہی میں مشغولیت اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے پر مجھے اس پر رشک آتا تھا، جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو وہ نوجوان سخت بیمار ہو کر ہم سے جدا ہو گیا، میں اپنے چند رفقاء کے ساتھ اس کی مزاج پرسی کو گیا، جب ہم نے اس کی حالت اور بیماری کی شدت دیکھی تو ہم میں سے بعض نے کہا کہ اگر کسی طیب کو بلایا جائے اور وہ بیماری کی تشخیص کر کے دوا دے تو شاید وہ دوا مفید ثابت ہو جائے یہ گفتگو اس نوجوان نے سنی تو اس نے مسکرا کر کہا بزرگو اور دوستو! موافقت کے بعد مخالفت کس قدر بری چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ کسی کے لئے ایک حالت کو پسند کرے اور وہ کسی دوسری حالت کا ارادہ کرے تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ کی مخالفت نہیں ہے؟

ہم لوگ اس کے کلام سے شرمسار ہوئے پھر اس نے ہمیں دیکھا اور کہا کہ اگر عشق کے

مارے ہوئے کی بیماری کی کوئی دوا کسی صحت یافتہ کے پاس تمہیں ملے تو بیمار عشق کے لئے دوا طلب کرو، باقی یہ بیماریاں تو بدن کی پاکی اور گناہوں کا کفارہ اور آخرت کو یاد دلانے والی ہیں اور عشق کے مارے ہوئے کی بیماری نفس کا مشاہدہ اور خواہشات کی اجتناب ہے پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

بِئْسَ دَوَاءٌ اللَّهُ دَوَاتِي وَيَعْلَمُ اللَّهُ ذَاتِي
میری دوا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اور وہی میری بیماری کو جانتا ہے۔
إِنَّمَا أَكْثَرُ نَفْسِي بِإِتِّبَاعِي لِهَوَاتِي
میں اپنی جان پر خواہشات کی اجتناب سے ظلم کر رہا ہوں۔
كُلَّمَا دَاوَيْتُ دَوَاتِي غَلَبَ الذَّاءُ دَوَاتِي
جب کسی مرض کا علاج کرتا ہوں تو مرض دوا پر غالب ہو جاتا ہے۔

(روض الریاحین ص 174)

16- حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج کے ارادے سے سفر میں ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ مجھ پر یاس کا سخت غلبہ ہوا۔ مجھے ایک قبیلہ بنی مخزوم کا پتا چلا، میں وہاں گیا تو میں نے ایک بہت کم عمر لڑکی جو نہایت ہی حسین تھی کو دیکھا کہ وہ ترنم کے ساتھ اشعار پڑھ رہی تھی۔ مجھے سخت تعجب ہوا کہ اس کم عمر میں اس طرح گارہی ہے، میں نے اس سے کہا اے لڑکی! تجھے حیا نہیں آتی کہ اس طرح گارہی ہے؟ کہنے لگی ذوالنون! چپ رہو، رات میں نے خوشی خوشی شراب محبت کا ایک پیالہ پیا ہے، جس سے میں اپنے مولا کی محبت کے نشہ میں سرشار ہوں۔

میں نے کہا تو تو بڑی حکیم معلوم ہوتی ہے، مجھے کوئی وصیت کر، کہنے لگی اے ذوالنون! خاموش رہنے کو اپنے اوپر لازم کر لو اور دنیا میں سے صرف اتنی روزی پر راضی رہو جس سے آدمی زندہ رہے تاکہ جنت میں اس جی و قیوم کی زیارت کر سکو، میں نے اس سے کہا کیا تمہارے پاس پینے کا پانی ہے؟ اس نے کہا تجھے پانی کے متعلق بتاؤں؟ میں نے گمان کیا کہ

کوئی کنواں یا چشمہ وغیرہ بتائے گی تو میں نے کہا ہاں تاؤ؟ کہنے لگی قیامت کے دن پینے والوں کے چار درجے ہوں گے ایک گروہ تو وہ ہوگا جس کو فرشتے پلائیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يَسْبَحُونَ لَكَ وَاللَّهُ بِهِنَّ عَلِيمٌ** (الصافات) (سفید رنگ کی بہتی شراب کے جام ہوں گے جو پینے والوں کے لئے لذیذ ہوگی)۔

دوسرا گروہ وہ ہوگا جس کو رضوان خازن جنت پلائیں گے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمِنْ أَجْلِهُ مِنَ الْمُسْتَنِينَ** (المطففين) (اس کی آمیزش تسنیم سے ہوگی جو ایک چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پیتے ہیں)۔

تیسرا گروہ وہ ہوگا جس کو خود مولیٰ تعالیٰ جل مجدہ پلائیں گے اور وہ اس کے بندوں میں سے خواص لوگ ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا: **وَسَقْنَهُمْ مِنْ شَرَابٍ أَبَدًا طَهُورًا** (المدہر) (کہ ان کا رب ان کو شراب طہور پلائے گا)۔

کہنے لگی اے ذوالنون! اپنا بھید سوائے اپنے مولیٰ کے دنیا میں کسی پر ظاہر نہ کرو تا کہ آخرت میں تمہارا مالک و مولیٰ تمہیں خود پلائے۔

مصنف کتاب حضرت امام عبداللہ بن اسد یا فہمی کی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار طبعوں میں سے تین کا ذکر اس لڑکی نے کیا ہے، چوتھے طبقے کا ذکر نہیں کیا غالباً چونکہ وہ ہے جن کو غلمان پلائیں گے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **يَطْلُوْنَ عَلَيْهِمْ وَلَدَانٌ مُّخَلَّدُونَ** (پانگوپ ڈا با لہنق ڈو گائیں جن موعونہ) (ان کے ارد گرد پھریں گے ہمیشہ رہنے والے لڑکے آنخورے اور آفتابے لے کر اور آنکھوں کے سامنے بہتی شراب کے جام لے کر)۔ (روض الراحین ص 218)

17- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ کو بڑی سختی و جنگی اور خوف شدید نے آگھیرا، میں اسی پریشانی کی حالت میں بغیر سواری و کسی زاد راہ کے مکہ مکرمہ چل نکلا، تین روز تک بغیر کھائے پئے چلتا رہا، چوتھے روز مجھ پر یاس کا اس قدر غلبہ ہوا کہ مجھے اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہو گیا، سخت دھوپ اور گرمی میں کوئی سایہ وارد رخصت بھی نہیں پاتا تھا جس کے سایہ میں

عی بیٹھ جاتا، میں نے اپنے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا اور قبلے کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا، بیٹھے بیٹھے مجھ کو نیند سی آگئی تو میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے میری طرف ہاتھ بڑھا کر فرمایا مجھے اپنا ہاتھ دو میں نے ہاتھ بڑھایا، تو انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا میں تجھے خوشخبری دیتا ہوں کہ تو سلامتی سے حج اور زیارتِ روضہ انور نبی اکرم ﷺ کرے گا، میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں حاضر ہوں، میں نے عرض کیا میرے لئے دعا فرمائیے، فرمایا تین مرتبہ یہ دعا پڑھو۔

يَا لَطِيفًا بِعَلْفِهِ يَا عَلِيمًا بِعَلْفِهِ يَا خَبِيرًا بِعَلْفِهِ اَلطُّفُ بِى يَا لَطِيفُ
يَا عَلِيمُ يَا خَبِيرُ

اے اپنی مخلوق پر بہت مہربان، اے اپنی مخلوق کے (احوال کو) جاننے والے! اے اپنی مخلوق کی خبر رکھنے والے! مجھ پر بھی لطف و کرم فرمائے لطیف، اے علیم، اے خبیر! پھر فرمایا یہ ایک تھکے ہوئے شخص کے پڑھنے سے تمہیں ہر آفت و مصیبت اور تنگی و تکلیف سے ہمیشہ نجات اور خلاصی ہوا کرے گی، پھر وہ مجھ سے عتاب ہو گئے تو میں نے سنا کہ ایک شخص یا شیخ یا شیخ کہہ کر مجھ کو آواز دے رہا تھا۔ میں بیدار ہوا تو ایک شخص اونٹنی پر سوار کھڑا تھا اس نے مجھ سے کہا کیا تم نے کوئی نوجوان ایسی صورت ایسے حلیہ کا دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں، اس نے کہا ہمارا ایک نوجوان ہے جس کو گھر سے نکلے ہوئے سات روز ہو گئے ہیں اور ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ وہ حج کو جا رہا ہے پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارا ارادہ کہاں کا ہے؟ میں نے کہا جہاں اللہ تعالیٰ چاہے! اس نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس سے اتر کر ایک توشہ دان سے دو روٹیاں سفید جن کے درمیان حلوہ رکھا ہوا تھا نکالیں اور پانی کا مٹکینہ اتار کر کھا بیو! میں نے پانی پیا اور پھر ایک روٹی کھائی جو مجھے کافی ہو گئی، پھر اس نے مجھ سے کہا اٹھو میرے ساتھ سوار ہو جاؤ۔ میں اس کے پیچھے اونٹنی پر سوار ہو گیا، ہم دورات اور ایک دن برابر چلے تو ہمیں قافلہ مل گیا، اس نے قافلہ والوں سے اس نوجوان کے متعلق پوچھا تو اس کو بتایا گیا کہ وہ قافلہ میں ہے، وہ مجھے چھوڑ کر اس کی تلاش میں گیا، تھوڑی دیر کے بعد اس نوجوان کو ساتھ

لئے ہوئے واپس آیا اور اس نوجوان سے کہنے لگا میرے بیٹے! اس شخص کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیرا مناجحہ پر آسان کر دیا، میں ان کو چھوڑ کر الگ ہو گیا تو وہ شخص پھر مجھ سے ملا اور ایک لپٹا ہوا کاغذ میرے ہاتھ میں رکھ کر اور میرے ہاتھ کو بوسہ دے کر چلا گیا، میں نے دیکھا تو اس کاغذ میں پانچ دینار تھے میں نے ان میں سے اونٹ کرایہ پر کیا اور ان ہی میں سے کھانے پینے کا انتظام کیا اور اسی سال مکہ مکرمہ پہنچ کر حج کیا اور پھر مدینہ منورہ پہنچ کر نبی کریم ﷺ کے روضہ انور کی زیارت کی اور پھر وہاں ہی میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے روضہ مبارک کی زیارت کی اور جب کبھی کوئی تکلیف و مصیبت پیش آئی تو میں نے حضرت خضر علیہ السلام کے بتائے ہوئے دعائیہ کلمات پڑھے، میں ان کے فضل و احسان کا معترف ہوں اور اللہ کا اس کی نعمت پر شکر گزار ہوں۔ (روض الراحین ص 174)

18- حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حج بیت اللہ شریف کے لئے جا رہا تھا، راستہ میں ایک نوجوان دیکھا جو بغیر سواری و زادراہ کے پیدل چل رہا تھا، میں نے اس کو سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا، میں نے کہا اے نوجوان! کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا اسی کے پاس سے، میں نے کہا کہاں جا رہے ہو؟ کہا اسی کے پاس میں نے کہا زادراہ کہاں ہے؟ کہا اسی کے ذمہ ہے، میں نے کہا یہ طویل راستہ بغیر پانی و توشہ کے طے نہیں ہوگا کیا تیرے پاس کچھ ہے؟ کہاں ہاں! میں نے گھر سے نکلنے وقت پانچ حروف زادراہ کے طور پر لے لئے تھے، میں نے کہا وہ پانچ حروف کون سے ہیں؟ اس نے کہا اللہ کا یہ فرمان کھلیتھص! میں نے کہا ان حروف کے کیا معنی ہیں؟ اس نے کہا کاف کے معنی کفایت کرنے والا، حاکم کے معنی ہدایت کرنے والا یا کے معنی پناہ دینے والا، عین کے معنی جاننے والا، ص کے معنی سچا۔ تو جس کا ساتھی تکالیفی و ہادی و مؤوی و عالم اور صادق ہو وہ کیسے ضائع یا پریشان ہو سکتا ہے؟ اور اس کو کیا ضرورت ہے کہ زادراہ اور پانی اٹھائے پھرے۔

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا کلام سن کر میں نے اس کو اپنا قمیص پیش

کیا، اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا اے شیخ! دنیا کے تمیص سے ننگا رہنا بہتر ہے، دنیا کی حلال چیزوں پر حساب ہے اور اس کی حرام اشیاء پر عذاب ہے۔ جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو اس نے منہ آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اے وہ پاک ذات جس کو بندوں کی اطاعت سے خوشی ہوتی ہے اور بندوں کے گناہوں سے کچھ نقصان نہیں ہوتا، مجھے وہ چیز عطا فرما جس سے تجھے خوشی ہوتی ہے اور وہ چیز معاف فرما دے جس سے تیرا کوئی نقصان نہیں۔

جب لوگوں نے احرام باندھ کر لبیک کہا تو وہ خاموش تھا، میں نے کہا تم لبیک کیوں نہیں کہتے؟ اس نے کہا مجھے ڈر ہے کہ میں کہوں لَبَّيْكَ اور وہ فرما دے لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَتُكَ وَلَا أَسْمَعُ تَكْلَامَكَ وَلَا أُنْظِرُ إِلَيْكَ۔ نہ حیرت لیبیک قبول ہے اور نہ سعدیک اور نہ میں تیرا کلام سنوں اور نہ تیری طرف دیکھوں۔

پھر وہ چلا گیا تو میں نے اس کو سارے راستے میں کہیں نہ دیکھا۔ منی پہنچ کر دیکھا کہ وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

إِنَّ الْحَبِيبَ الَّذِي يُرْضِيهِ سَفَكَ دَمِي خَلَّالَ لَهْ لِي الْجِلْدِ وَالْحَرَمِ
بے شک وہ حبیب جس کو میرا خون بہانا پسندیدہ ہے تو میرا خون اس کے لئے حلال ہے حرم میں بھی اور اس کے باہر بھی۔

وَاللَّهِ لَوْ عَلِمْتُ رُوحِي بِمَنْ عَلَقْتُ قَامَتْ عَلَى رَأْسِهَا فَضْلًا عَنِ الْقَدَمِ
خدا کی قسم! اگر میری روح کو علم ہو جائے کہ وہ کس ذات اقدس سے محبت کرتی ہے تو وہ قدم کے بجائے سر کے بل کھڑی ہو جائے۔

يَا لَا يَجِيءُ لَا تَلْمِئْنِي فِي هَوَاءِ فَلَوْ عَانَيْتَ مِنْهُ الَّذِي عَانَيْتَ لَمْ تَلَمَّ
اے مجھے ملامت کرنے والے! اس کے عشق میں مجھے ملامت نہ کر، اگر تجھے وہ نظر آجائے جو میں دیکھتا ہوں تو تو کبھی بھی ملامت نہ کرے۔

يَطُوفُ بِالْبَيْتِ قَوْمٌ لَوْ بِجَارِحَةٍ بِاللَّهِ طَافُوا لَأَغْنَاهُمْ عَنِ الْحَرَمِ
لوگ بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہیں اگر وہ اللہ کا طواف کرتے تو حرم سے بھی

بے نیاز ہو جاتے۔

صَحِيحُ الْحَبِيبُ بِنَفْسِي يَوْمَ عِيدِهِمْ وَالنَّاسُ ضَمُّوا بِجِذْلِ الشَّاءِ وَالنَّعْمِ
لوگوں نے عید کے دن بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کی قربانی کی اور محبوب نے اس دن
میری جان کی قربانی کی۔

لِلنَّاسِ سَحْجٌ وَلِيَّيْ سَحْجٌ اَلِي سَكْنِي تَهْدِي الْاَضَاجِي وَاهْدِي مُهَجِي وَفَعِي
لوگوں کا حج ہوا ہے اور میرا حج میرا محبوب ہے، لوگوں نے قربانیاں ہدیہ کیں اور میں
نے اپنی جان اور اپنے خون کی قربانی ہدیہ کی۔

پھر اس نے کہا اے اللہ! لوگوں نے قربانیاں کیں اور تیرا تقرب حاصل کیا اور میرے
پاس تو کچھ بھی نہیں جس کے ساتھ میں تیرا تقرب حاصل کروں سوائے اپنی جان کے تو اس کو
تیری بارگاہ میں نذر کرتا ہوں تو اس کو قبول فرما۔

ثُمَّ شَهِقَ شَهْقَةً فَخَوَّ مَتَيًّا رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى وَإِذَا بِقَائِلٍ يَقُولُ هَذَا
حَبِيبُ اللَّهِ هَذَا قَبِيلُ اللَّهِ قَبِيلَ اللَّهِ بِسْمِ اللَّهِ فَجَهَّزْتَهُ.

(روض الراحین ص 48)

پھر اس نے ایک چیخ ماری اور مردہ ہو کر گر گیا، اللہ تعالیٰ کی اس پر رحمت ہو اور ساتھ ہی
کسی نے غیب سے آواز دی کہ یہ اللہ کا حبیب ہے، یہ عشق الہی کا کشتہ ہے جو اللہ کے عشق
کی تلوار سے قتل ہوا ہے پھر میں نے اس کی تجھیز و تکھیز کی۔

19- حضرت اہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی اللہ کا لوگوں سے میل
جول رکھنا اذلت اور صرف اللہ تعالیٰ سے لگاؤ رکھنا عزت کا باعث ہے اور میں نے بہت کم
ولی اللہ ایسے دیکھے ہیں جو لوگوں سے میل جول رکھتے ہوں۔

عبد اللہ بن صالح ایک بزرگ ولی اللہ تھے، جن پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات تھیں وہ
لوگوں سے ہمیشہ بھاگتے اور اس سلسلہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں چلے جاتے، یہاں
تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے اور وہاں بہت طویل قیام کیا، میں نے ان سے کہا اس شہر میں تو آپ

نے بڑا لبا قیام کیا، فرمانے لگے اس شہر میں کیوں نہ قیام کروں میں نے ایسا شہر کوئی نہیں دیکھا جس میں اس شہر سے زیادہ رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہوں، اس میں صبح و شام فرشتے اترتے ہیں اور میں نے اس شہر میں بہت زیادہ اور بڑے بڑے عجاہبات دیکھے ہیں۔ فرشتے مختلف صورتوں میں بیت اللہ کا طواف کرتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا، اگر میں وہ سب کچھ بیان کروں جو میں دیکھتا ہوں تو جن لوگوں کا ایمان کامل نہیں ان کی عقلیں اس کو سمجھی گوارا بھی نہیں کریں گی، میں نے ان سے عرض کیا کہ خدا کے لئے مجھے تو اس میں سے کچھ ضرور بتاؤ؟ تو فرمانے لگے کوئی ولی اللہ جس کی ولایت صحیح ہو چکی ہو ایسا نہیں ہے جو ہر جمعہ کی رات کو اس شہر میں نہ آتا ہو، انہی لوگوں کو دیکھنے کے لئے میرا یہاں قیام ہے، چنانچہ میں نے ایک صاحب کو دیکھا جن کا نام مالک بن قاسم الجعفی تھا، وہ آئے تو ان کے ہاتھ پر گوشت کی چکناہٹ تھی، میں نے ان سے کہا شاید آپ ابھی کھانے سے فارغ ہوئے ہیں؟ تو انہوں نے کہا اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ میں نے تو ایک ہفتہ سے کچھ نہیں کھایا، میں اپنی والدہ کو کھلا کر آیا ہوں اور چلدی اس لئے کی تاکہ فجر کی نماز میں شریک ہو سکوں۔

وَبَيْنَهُ الْبَيْنُ الْمَوْضِعِ الَّذِي جَاءَ مِنْهُ يَسْعَمَانِيَةٌ قَوْمٌ (۶۷) قِيلَ
أَنْتَ مُؤْمِنٌ بِذَلِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي آزَانِي مُؤْمِنًا.

(روض الریاضین ص 54)

اور جس مقام سے وہ آئے تھے اس مقام اور مکہ کرمہ کے درمیان نو سو فرسخ (۶۷) کا فاصلہ ہے تو کیا تم اس کو مانتے ہو؟ میں نے کہاں ہاں ماننا ہوں، فرمانے لگے حمد ہے اس اللہ کے لئے جس نے مجھے ایک مؤمن آدمی ملایا۔

20- صالحین میں سے ایک صاحب فرماتے ہیں کہ میں کعبہ معظمہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ جنہوں نے اپنے منہ پر کپڑا ڈالا ہوا تھا تعریف لائے اور چشمہ زمزم میں داخل ہو کر اپنے برتن میں زمزم ڈال کر پینے لگے، میں نے ان سے ان کا جوٹھا طلب کیا اور

لے کر پینے لگا تو وہ شہد کی طرح بیٹھا اور ایسا لذیذ تھا کہ ایسا میں نے پہلے کبھی نہیں پیا تھا۔ پینے کے بعد میں نے دیکھا تو وہ بزرگ جا چکے تھے، دوسرے دن زم زم کے پاس انتظار میں پھر بیٹھ گیا تو وہ بزرگ چہرے پر کپڑا لٹکائے ہوئے پھر تشریف لائے اور زم زم کے کنویں سے ڈول نکال کر پیا۔

فَأَخَذْتُ فُضْلَتَهُ فَشَرِبْتُ مِنْهَا فَإِذَا لَبَنٌ مَمْرُوجٌ بِسُكَّرٍ لَمْ أَذُقْ
شَيْئًا أَطْيَبَ مِنْهُ (روض الریاحین ص 53، 54)

تو میں نے پھر ان سے ان کا جو ٹھالے کر جو پیا تو وہ ایسا بیٹھا دودھ تھا جیسے شکر ملا کر بنایا گیا ہو اور اس سے پہلے میں نے ایسا کبھی نہیں پیا تھا۔

21- حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کعبہ مقدسہ کے پاس ایک نوجوان کو دیکھا جو بڑی کثرت سے رکوع و سجود کر رہا تھا، میں نے اس کے قریب ہو کر اس سے کہا کہ بڑی کثرت سے نماز پڑھ رہے ہو، تو اس نے کہا کہ واپسی وطن کا اذن مانگ رہا ہوں۔

فَرَأَيْتُ رُفْعَةَ سَقَطَتْ عَلَيْهِ لَيْبَتُهَا مِنَ الْعَزِيزِ الْمَغْفُورِ إِلَى الْعَبْدِ
الصَّادِقِ الشُّكُورِ أَنْصَرَفَ مَغْفُورًا لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ
وَمَا تَأَخَّرَ (روض الریاحین ص 53)

تو میں دیکھا کہ ایک رقعہ اوپر سے اس پر گرا جس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ بڑے عزت والے بڑے بخشنے والے اللہ کی طرف سے اس بندے کی طرف ہے جو سچا اور شکر گزار ہے، جاؤ (واپسی کی اجازت ہے) تمہارے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیے گئے۔

22- حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد حرام میں حاضر ہوا تو میں نے ایک فقیر کو دیکھا جس پر دو پٹھے ہوئے کپڑے تھے اور وہ لوگوں سے سوال کر رہا تھا، میں نے اپنے دل میں کہا کہ ایسے ہی ہوتے ہیں جو لوگوں پر بوجھ بنتے ہیں، تو اس نے میری طرف دیکھا اور یہ آیت پڑھی۔

وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْتَغِي مَنَاقِبَ آلِهِ فَلَمَّا نَمَوْا كَانُوا فِيهَا يَسْتَفْتُونَ (البقرہ: 235)

جان لو بے شک اللہ جانتا ہے جو بھی تمہارے دلوں میں ہے پس اس سے ڈرو۔
میں نے دل ہی دل میں اس بدگمانی سے استغفار کیا تو اس نے آواز دی اور یہ آیت پڑھی۔

وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ

(الشوری: 25) (روض الیامین ص 58)

وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف فرماتا ہے۔

23- حضرت شیخ ابو یعقوب المصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حرم مکہ میں دس روز تک بھوکا رہا، جس سے مجھے بہت زیادہ ضعف ہو گیا تو مجھے میرے دل نے سخت مجبور کیا کہ باہر نکلوں شاید کوئی چیز مل جائے جس سے میری بھوک میں کچھ کمی ہو، میں باہر نکلا تو ایک گلاسز اشٹلم پڑا ہوا پایا، میں نے اس کو اٹھالیا، لیکن میرے دل میں اس سے ایک وحشت سی ہوئی گویا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ دس دن کی بھوک کے بعد بھی تیرے نصیب ہوا تو گلاسز اشٹلم۔ میں نے اس کو پھینک دیا اور واپس مسجد حرام میں آ کر بیٹھ گیا، تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی آیا اور میرے آگے آ کر بیٹھ گیا اور ایک جزدان میرے سامنے رکھ کر کہا کہ اس میں ایک تھیلی ہے، جس میں پانچ سو دینار ہیں، یہ آپ کی نذر ہے، میں نے اس سے کہا اس کے لئے آپ نے مجھے کیسے مخصوص کیا؟ اس نے کہا ہم لوگ دس روز سے سمندر میں تھے کہ ہماری کشتی ڈوبنے کے قریب ہو گئی تو ہم سے ہر ایک نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو اس مصیبت سے نجات عطا فرما کر صحیح و سلامت پہنچا دے تو ہم اپنی یہ نذریں پوری کریں گے اور میں نے یہ نذر مانی تھی کہ یہ اشرافیوں کی تھیلی حرم پاک کے مجاوروں میں سے اس کو دوں گا جس پر سب سے پہلے میری نظر پڑے گی، تو سب سے پہلے میں آپ سے ہی ملا ہوں لہذا یہ آپ کی نذر ہے، میں نے کہا اس کو کھولو۔

فَفَتَحَهَا فَإِذَا فِيهَا كَعَكٌ سَمِينَةٌ مِضْرَعِيٌّ وَلَوْزٌ مَّقَشَرٌ وَ سَكَّرٌ
كَعَابٍ فَتَبَضُّتُ قَبْضَةً مِّنْ ذَا وَقَبْضَةً مِّنْ ذَا وَقُلْتُ رُدُّ الْبَاهِي إِلَى

صَبَّأَيْكَ هَدِيَّةً مِنِّي إِلَيْهِمْ وَقَدْ قَبِلْتُهَا ثُمَّ قُلْتُ فِي نَفْسِي
رِزْقُكَ يَا نَفْسُ سَبْرَ إِلَيْكَ مِنْذُ عَشْرَةِ أَيَّامٍ وَأَنْتَ تَطْلِيهِ مِنْ
الْوَادِي (روض الريحين ص 65)۔

تو اس نے اس کو کھولا تو اس میں سفید آٹے کے بیٹھے ایک پھلے ہوئے بادام اور شکر پارے تھے، تو میں نے ہر ایک میں سے ایک ایک مٹھی بھری اور کہا یہ باقی میری طرف سے اپنے بچوں کے لئے ہدیہ لے جاؤ میں نے تمہاری نذر کو قبول کیا پھر میں نے اپنے دل میں کہا کہ تیرا رزق دس روز سے تیرے پاس کھینچا ہوا چلا آ رہا تھا اور تو اس کو باہر وادی میں طلب کرتا پھر تا ہے۔

24- حضرت شیخ ابو جعفر حداد رحمۃ اللہ علیہ جو امام الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا اور میرے ہال بہت بڑھ گئے اور میرے پاس کچھ نہ تھا کہ حجام کو دے کر حجامت بنوایا، تو میں ایک حجام کے پاس گیا جس میں خیر و برکت کے آثار ظاہر تھے اور کہا اللہ کے واسطے میرے ہال درست کر دو، اس نے کہا ہاں بڑی عزت و کرم کے ساتھ اوہ ایک دنیا دار کی حجامت بنا رہا تھا اس کو درمیان میں چھوڑ کر مجھے اپنے آگے بٹھالیا اور ہال درست کر کے مجھے ایک کاغذ کی پڑیادی جس میں چند درہم تھے۔ اور کہا یہ لو تمہیں کام دیں گے، میں نے وہ لے لئے اور دل میں یہ عہد کیا کہ مجھے سب سے پہلے جو کچھ ملے گا میں اس کو دوں گا، چنانچہ میں مسجد میں گیا تو مجھے میرا ایک بھائی ملا اور کہا کہ بھرہ سے تمہارا ایک بھائی تمہارے لئے تین سو اشرفیوں کی تھیلی ہدیہ لایا ہے اور مجھے دے گیا ہے۔

فَأَخَذْتُ الصُّرَّةَ وَحَمَلْتُهَا إِلَى الْمَزِينِ وَقُلْتُ هَذِهِ لِمَوْلَانِي دِينَارٍ
تَصَرَّفْتُهَا فِي بَعْضِ أُمُورِكَ فَقَالَ لَا تَسْتَعْبِي يَا شَيْخُ تَقُولُ لِي
أَخْلِقَ شِعْرِي لِلَّهِ ثُمَّ اخُذَ عَلَيْهِ شَيْئًا؟ إِنصَرَفَ عَافَاكَ اللَّهُ تَعَالَى

(روض الريحين ص 70)

تو میں نے وہ تھیلی لے لی اور اس کو حجام کے پاس لے جا کر کہا یہ تین سواشرفیاں ہیں تم ان کو اپنی بعض ضرورتوں میں خرچ کر لینا، تو اس نے کہا بڑے میاں تمہیں شرم نہیں آتی (پہلے تو) تم نے مجھے کہا کہ اللہ کے لئے میرے ہال کاٹ دو اور پھر (کہتے ہو کہ میں) اس پر کچھ لے لوں، جاؤ تمہیں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

25- حضرت ابوسعید خرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں تھا ایک دن میں نے باب بنی شیبہ سے گزرتے ہوئے ایک نہایت خوب صورت نوجوان کو مردہ دیکھا میں نے اس کے چہرہ کو غور سے جو دیکھا تو۔

فَتَبَسَّمْتُ فِي وَجْهِهِ وَقَالَ لِي يَا أَبَا سَعِيدَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْأَحْيَاءَ
أَحْيَاءَ وَإِنَّ مَاتُوا وَإِنَّمَا يَنْقَلُونَ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ

(روض الריاضین ص 97)

اس نے تبسم کیا اور مجھ سے کہا اے ابوسعید! کیا تجھے معلوم نہیں کہ عشاق ہمیشہ زندہ رہتے ہیں اور اگر مرتے ہیں تو سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے جاتے ہیں۔

26- حضرت شیخ ابو یوسف سنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک مرید میرے پاس آیا اور کہا یا حضرت! میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا، یہ لو ایک اشرفی اس میں سے نصف تو قبر کھودنے والے کو دینا اور نصف سے میرے کفن وغیرہ کا انتظام کرنا۔

فَلَمَّا كَانَ وَقْتُ الظُّهْرِ جَاءَ فَطَافَ ثُمَّ تَبَاعَدَ وَمَاتَ فَعَسَلَتْهُ
وَوَضَعَتْهُ فِي اللَّحْدِ فَفَتَحَ عَيْنَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ أَحْيَاءَ بَعْدَ الْمَوْتِ؟ فَقَالَ
أَنَا حَيٌّ وَكُلُّ مُحِبِّ اللَّهِ حَيٌّ۔ (روض الریاضین ص 97)

جب دوسرے دن ظہر کا وقت ہوا تو وہ آیا اور طواف کیا اور تھوڑی دور جا کر مر گیا، میں نے اس کو غسل وغیرہ دے کر جب قبر میں رکھا تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ میں نے اس سے کہا موت کے بعد زندگی؟ تو اس نے کہا (ہاں!) میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق

زندہ ہوتا ہے۔

27- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں صالحین کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ مکرمہ میں بیٹھا ہوا تھا، ہم میں ایک بزرگ ہاشمی بھی تھے تو ان پر غشی طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا تو انہوں نے فرمایا کیا تم نے بھی دیکھا جو میں نے دیکھا ہے؟ ہم نے کہا ہم نے تو کچھ نہیں دیکھا، تو انہوں نے فرمایا:

رَأَيْتَ الْمَلَائِكَةَ مُصْرِمِينَ يَطْوُلُونَ حَوْلَ الْكَعْبَةِ فَقُلْتُ لَهُمْ مَنْ
 أَنْتُمْ؟ قَالُوا مَلَائِكَةُ فَقُلْتُ كَيْفَ خَبَرِكُمْ لِلَّهِ تَعَالَى فَقَالُوا نَحْنُ حُبَانُ
 جَوَانِي وَخَبَرِكُمْ بَرَّانِي (روض الريحان ص 187)

میں نے دیکھا کہ فرشتے احرام باندھے ہوئے کعبہ کا طواف کر رہے ہیں! میں نے ان سے کہا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا فرشتے! میں نے کہا تمہاری محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسی ہے؟ تو انہوں نے کہا ہماری محبت پوشیدہ ہے اور تمہاری محبت ظاہر ہے۔

28- حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے آپ کی نگاہ ایک حسین نوجوان پر پڑی جس کے حسن و جمال سے لوگ بہت متعجب تھے، جب آپ نے اس کو غور سے دیکھا تو آپ رونے لگے، آپ کے بعض ساتھی (بدگمانی سے) کہنے لگے اِنَّا بِلَوْوِ اِنَّا اَلَيْسُو لَمْ يَجُوعُونَ شَيْخٍ پَرْتُو غَفْلَت طَارِي هُوَ غِي (کہ ایک حسین لڑکے کو دیکھ کر رونے لگے) ان میں سے ایک نے بطور طنز یہ کہا۔ حضرت جی یہ دیکھنا کیسا ہے جس کے ساتھ رونا بھی ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کیا ہوا ہے جس کے توڑنے کی طاقت نہیں رکھتا ورنہ میں اس لڑکے کو اپنے پاس بلاتا اور اس سے ملتا اس لئے کہ میرا بیٹا ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے، یہ بہت چھوٹا تھا جب میں اس کو اور تاج و تخت وغیرہ کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف نکل پڑا تھا، اب یہ جوان ہو گیا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو مگر مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ جس چیز کو میں اس کے لئے چھوڑ آیا تھا اب پھر اس کی طرف لوٹوں، اس کے بعد آپ نے یہ اشعار پڑھے

وَلَا عَرَضَتْ لِي نَظْرَةٌ مُدَّ عَرَفَتُهُ مَدَى النُّهْرِ إِلَّا كَانَ لِي حَيْثُ انْظَرْتُ
 جب سے میں نے اس ذاتِ اقدس کو پہچانا ہے اس وقت سے جدھر بھی میں نے نظر کی
 ادھر اسی ذات کو ہی پایا۔

أَخَارَ عَلَي طَرْفِي لَه فَكَأَلَيْنِي إِذَا زَامَ طَرْفِي غَيْرُهُ لَسْتُ أَبْصُرُ
 مجھے اپنی نظر پر یہ غیرت ہے کہ میری یہ نظر اس کے سوا کسی غیر کو نہیں دیکھتی۔

أَيَا مُتَّهِي ذُخْرِي وَسُوْلِي وَغُنِّي وَذَاذِكْ فِي قَلْبِي إِلَى يَوْمِ أَحْسَرُ
 اے میرے ذخیرہ کی انتہا! اے میرے سوال کی غایت! اے میرے اثاثہ کی پونجی!
 کاش تیری محبت حشر تک میرے دل میں رہے۔

پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم اس لڑکے کے پاس جاؤ اور اس کو سلام کرو شاید
 تمہارے اس پر سلام کرنے سے مجھے کچھ تسلی ہو اور میرے جگر کی آگ ٹھنڈی ہو، وہ شخص کہتا
 ہے کہ میں اس لڑکے کے پاس گیا اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کو تمہارے معاملے
 میں برکت دے تو اس نے کہا چچا جان! میرے والد کہاں وہ تو میرے بچپن ہی میں اللہ تعالیٰ
 کی تلاش میں نکل گئے تھے، کاش میں ایک مرتبہ علی ان کو دیکھ لوں پھر اسی وقت میری جان
 نکل جائے۔ ہائے افسوس ہائے افسوس کہہ کر وہ اس قدر روپا کہ اس کا دم گھٹنے لگا۔ پھر اس
 نے کہا خدا کی قسم میری یہ تمنا ہے کہ میں ایک مرتبہ ان کی زیارت کر لوں پھر اس وقت مر
 جاؤں، اس کے بعد وہ ذوق و شوق سے اشعار پڑھنے لگا اور میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ
 علیہ کے پاس واپس لوٹ آیا تو وہ سجدے میں پڑے ہوئے تھے اور سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر
 تھی اور نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے۔

هَجَرْتُ الْخَلْقَ طَوَامِي هَوَا كَمَا وَاقَعْتُ الْعِيَالِ لِكُنِّي أَرَا كَمَا
 میں نے ساری دنیا کو تیرے عشق میں چھوڑا اور اپنے عیال کو یتیم بنایا تاکہ تجھے دیکھ
 لوں۔

فَلَوْ قَطَعْتَنِي فِي الْحَبِّ أَرَبًا لَمَا سَكَنَ الْفُؤَادُ إِلَي سَوَاكَمَا

تو اگر تو بھی عشق میں میری حاجت روائی نہ کرے گا تو پھر یہ دل تیرے سوا کسی جگہ بھی سکون نہ پائے گا۔

میں نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ اس لڑکے کے لئے دعا فرمائیں تو آپ نے فرمایا۔

سَبَّحَنَہُ اللّٰهُ عَن مَّعَاصِیہِہِ وَاَعَاذَہُ عَلٰی مَا یُرْضِیہِ (روض الریاضین ص 61، 62)
اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے اور اپنی مرضیات پر عمل میں اس کی اعانت فرمائے۔

29- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سمعون رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ طواف میں جھوم جھوم کر چل رہے ہیں، میں نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تمہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کی قسم مجھے یہ بتاؤ کہ تم اللہ تک کیسے پہنچے؟ جب انہوں نے اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا لفظ سنا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش آیا تو دو شعر پڑھے۔ پھر فرمایا میں نے پانچ باتیں لازم پکڑ لی تھیں اور اپنے دل کو ان پر پکا کر لیا۔

پہلی یہ کہ جو چیز مجھ میں زندہ تھی یعنی خواہش نفس اس کو میں نے مار دیا اور جو چیز مجھ میں مردہ تھی یعنی دل اس کو میں نے زندہ کر لیا۔

دوسری یہ کہ جو چیز مجھ سے غائب تھی یعنی آخرت اس کو میں نے ہرقت اپنی آنکھوں کے سامنے کر لیا اور جو چیز میرے سامنے تھی یعنی دنیوی اغراض ان کو میں نے غائب کر دیا۔

تیسری یہ کہ جو چیز مجھ سے فنا ہو رہی تھی یعنی تقویٰ اس کو میں نے باقی رکھا اور جو میرے پاس جمع تھی یعنی خواہشات ان کو فنا کر دیا۔

چوتھی یہ کہ جس سے تم سب کو وحشت ہوتی ہے اس سے میں نے انس پیدا کر لیا اور جس سے تم سب کو انس ہے اس سے میں بھاگنے لگا۔ پھر وہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے چل دیئے۔

رُؤِیَ اِلَیْکَ بِمُحِبَّتِہَا قَدْ اَقْبَلْتُ لَوْ سَاکنَ فِیْکَ هَلَاکَہَا مَا اَقْلَعْتُ
میری روح پوری کی پوری آپ کی طرف متوجہ ہے، اگر وہ اس میں ہلاک ہو جائے

تب بھی میں اس کو آپ سے جدا نہیں کر سکوں گا۔

تَبَيَّنَ عَلَيْكَ تَحَوُّفًا وَتَلَهُّفًا حَتَّى يُقَالُ مِنَ الْبِكَاءِ تَقَطَّعَتْ
وہ آپ سے ڈرتی ہوئی اور افسوس کرتی ہوئی روتی رہتی ہے یہاں تک کہ کہا جاتا ہے
کہ وہ رونے سے نکلے نکلے ہو جائے گی۔

فَانظُرْ إِلَيْهَا نَظْرَةً بِمَعْطُوفٍ فَلَطَا لَمَّا مَنَعْتَهَا فَمَمَّعَتْ
پس ایک نظر کرم اس پر پھر کر دیجئے اگرچہ پہلے بھی میں نے آپ کی نظر کرم سے بہت
نفع حاصل کئے ہیں (روض الریاحین ص 65)۔

30- حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے طواف کرتے ہوئے ایک شخص سے
فرمایا کہ یہ بات اچھی طرح جان لے کہ تو صالحین کے درجہ کو اس وقت تک نہیں پاسکتا جب
تک ان سچے گناہیوں سے نہ گزر جائے۔

أُولَئِكَ تَعْلُقُ بِأَبِ الْبَيْعَةِ وَتَفْتَحُ بِأَبِ الشِّدَّةِ وَالثَّانِيَةَ تَعْلُقُ بِأَبِ
الْعِزِّ وَتَفْتَحُ بِأَبِ الدَّلِّ وَالثَّلَاثَةَ تَعْلُقُ بِأَبِ الرَّاحَةِ وَتَفْتَحُ بِأَبِ
الْجُهْدِ وَالرَّابِعَةَ تَعْلُقُ بِأَبِ النَّوْمِ وَتَفْتَحُ بِأَبِ السَّهْرِ وَالْخَامِسَةَ
تَعْلُقُ بِأَبِ الْغِنَى وَتَفْتَحُ بِأَبِ الْفَقْرِ وَالسَّادِسَةَ تَعْلُقُ بِأَبِ الْأَمَلِ
وَتَفْتَحُ بِأَبِ الْأَسْعَادِ لِلْمَوْتِ (روض الریاحین ص 71)۔

جہلی یہ کہ تو اپنے اوپر نعمت کا دروازہ بند کر لے اور سختی کا دروازہ کھول لے، دوسری یہ کہ
عزت کا دروازہ بند کر لے اور ذلت کا دروازہ کھول لے تیسری یہ کہ راحت کا دروازہ بند
کر لے اور مشقت کا دروازہ کھول لے چوتھی یہ کہ سونے کا دروازہ بند کر لے اور جاگنے کا
دروازہ کھول لے پانچویں یہ کہ غنی کا دروازہ بند کر لے اور فقیر کا دروازہ کھول لے چھٹی یہ کہ
امیدوں کا دروازہ بند کر لے اور موت کی تیاری کا دروازہ کھول لے۔

31- حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ شریف کا
طواف کر رہا تھا اور آنکھوں کو بیت اللہ شریف کے دیدار سے تسکین دے رہا تھا کہ دفعہ ایک

صاحب بیت اللہ شریف کے قریب آئے اور یوں کہنے لگے۔

میرے پروردگار! تیرا مسکین بندہ جو تیری بارگاہ سے دھنکارا ہوا ہے اور تیرے در سے بھاگا ہوا ہے اے اللہ! میں تجھ سے وہ چیز مانگتا ہوں جو سب چیزوں سے زیادہ تیرے قریب ہو اور وہ اطاعت مانگتا ہوں جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہو اور تجھ سے تیرے برگزیدہ بندوں حیرت مکرر ترین مخلوق انبیائے کرم علیہم السلام کے طفیل سوال کرتا ہوں کہ مجھے اپنی محبت کی شراب کا ایک پیالہ پلا دے اور اپنی معرفت سے میرے دل پر سے جہل کے پردے ہٹا دے تاکہ میں شوق کے بازوؤں سے اڑ کر تجھ تک پہنچ جاؤں اور عرفان کے بانوں میں تجھ سے سرگوشیاں کروں۔

پھر وہ صاحب اتنے روئے کہ ان کے آنسو ٹپ ٹپ زمین پر گرے رہے تھے۔ پھر وہ بیٹے اور چل دیئے، میں بھی ان کے پیچھے چل دیا اور میں دل میں یہ کہتا ہوا جا رہا تھا کہ یا تو یہ بڑے کامل ہیں اور یا پاگل ہیں، جب وہ مسجد سے نکل کر ویرانہ کی طرف چلے تو میں بھی پیچھے پیچھے تھا تو انہوں نے میری طرف دیکھا اور فرمایا تمہیں کیا ہوا کیوں میرے پیچھے آرہے ہو؟ جاؤ واپس لوٹ جاؤ، میں نے کہا اللہ تم پر رحم کرے تمہارا کیا نام ہے؟ فرمایا عبد اللہ! میں نے کہا آپ کے والد کا کیا نام ہے؟ فرمایا عبد اللہ! میں نے کہا یہ تو میں بھی خوب جانتا ہوں کہ سب اللہ کے بندے اور اللہ کے بندوں کی اولاد ہیں۔ تمہارا نام کیا ہے؟ فرمایا میرے باپ نے میرا نام ”سعدون“ رکھا تھا، میں نے کہا وہ سعدون جو مجنون کے نام سے مشہور ہیں؟ فرمانے لگے ہاں وہی ہوں، پھر انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

قُلُوبُ الْعَارِفِينَ تَجِدُ حَسْبِي فَجَلُّ بِقُرْبِهِ لِيْنِي شَكْلِي وَرَاحِ
عارفین کے دل ہر وقت اس کے شوق میں روتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کے قرب میں منزل بنا لیتے ہیں۔

صَفَتْ فِي وَدِّ مَوْلَاهَا فَلَيْسَتْ لَهَا عَنْ وَدِّ مَوْلَاهَا بَرَاحِ
اپنے مولا کی محبت میں ایسے غلوں سے لگتے ہیں کہ پھر اس کی محبت سے ہٹانے والی

ان کے لئے کوئی چیز نہیں رہتی۔ (روض الیاسین ص 31، 32)

32- شیخ اشیرخ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ تہاجج کے لئے مکہ مکرمہ گیا اور کچھ عرصہ وہاں قیام کیا، میری عادت تھی کہ رات کے اندھیرے میں طواف کیا کرتا، ایک رات میں نے ایک نو عمر لڑکی کو دیکھا کہ وہ طواف کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی ہے۔

أَيُّ الْحُبِّ أَنْ يُخْفِيَ وَتَحَمُّ لَقَدْ كَتَمْتُهُ فَاصْبَحْ عِنْدِي لَقَدْ آتَاخَ وَطَلَبْنَا
میں نے اپنے عشق و محبت کو کتنا چھپایا مگر اب وہ کسی طرح نہیں چھپتا، اب تو اس نے
خوب ظاہر ہو کر میرے پاس ڈیرہ ڈال دیا ہے۔

إِذَا اشْتَدَّ شَوْقِي هَامَ قَلْبِي بِذِكْرِهِ وَإِنْ رُمْتُ قُرْبًا مِّنْ حَبِيبِي تَقَرُّنَا
جب محبوب کے شوق کا مجھ پر غلبہ ہوتا ہے تو میرا دل اس کے ذکر سے تڑپنے لگتا ہے اور
اگر میں اپنے محبوب سے قربت چاہتی ہوں تو وہ بھی مجھ سے تقرب کرتا ہے۔

وَيَبْدُو قَالَتِي ثُمَّ أَحْبَبْنَا بِهِ لَكَ وَنَسَعَدِينِي حَتَّى أَلْدُو أَطْرُنَا
اور جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو میں اس میں فنا ہو جاتی ہوں اور پھر اسی کے ساتھ اسی کے
لئے زندہ ہو جاتی ہوں اور وہ میری حاجت روائی کرتا ہے یہاں تک کہ میں خوب لذت پاتی
ہوں اور مزے میں آ جاتی ہوں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا اے لڑکی! تو اللہ سے
نہیں ڈرتی؟ ایسے مقدس مقام پر ایسے شعر پڑھتی ہے؟ تو اس نے میری طرف دیکھا اور کہا
اے جنید!

لَوْ لَا النَّفْسُ لَمْ تَرْتَبِي أَهْجُرُ عَنْ طَيْبِ الْوَسْنِ
اگر اللہ تعالیٰ کا ڈر نہ ہوتا تو تو مجھے نہ دیکھتا کہ میں نے تم سے دور ہو کر چھوڑ کر پھرتی ہوں۔

إِنَّ النَّفْسَ شَرٌّ ذَلِيلِي كَمَا قَرَى عَنْ وَطِينِي
بے شک اسی ڈر اور خوف ہی نے مجھ کو میرے وطن سے نکالا اور بھگایا ہے جیسا کہ تو

میرے پاس چند درہم تھے وہ میں نے جیب سے نکالے اور اس سے کہا یہ لے اور جب قافلہ منزل پر ٹھہرے تو مجھے تلاش کر کے مل لینا، میں قافلہ والوں سے کچھ پیسے جمع کر کے تجھے دے دوں گا پھر سواری کرایہ پر کر لینا، تو اس نے اپنا ہاتھ اوپر کو پھیلا کر ہوا میں سے کچھ لیا تو وہ درہم تھے اور وہ درہم مجھے دے کر کہا۔

أَنْتَ أَخَذْتَهَا مِنَ الْعَصِيبِ وَنَعْنُ أَخَذْنَا مِنَ الْغَيْبِ

کہ تو نے ان کو حبیب سے لیا تھا اور ہم نے ان کو غیب سے لیا ہے۔

اس کے بعد میں نے اسی عورت کو دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کا پردہ پکڑے ہوئے یہ اشعار

پڑھ رہی ہے۔

يَا حَبِيبَ الْقُلُوبِ مَا لِي سِوَاكَ فَارْخِمِ الْيَوْمَ زَائِرٍ قَدْ آتَاكَ

اے دلوں کے حبیب! میرے لئے تیرے سوا کوئی نہیں۔ آج تو رحم فرمادے اس پر جو

تیری زیارت کو حاضر ہوئی۔

عَيْلٌ صَبْرِي وَزَادَ فِينِكَ إِشْتِيَاقِي وَأَبَى الْقَلْبُ أَنْ يُحِبَّ سِوَاكَ

میرا صبر جاتا رہا اور تیرا اشتیاق بہت زیادہ ہو گیا اور دل کو اس سے انکار ہے کہ وہ

تیرے سوا کسی کو محبوب رکھے۔

أَنْتَ سُؤْلِي وَبِعْيُنِي وَمُرَادِي لَيْتَ شِعْرِي مَعَى يَكُونُ لِقَاكَ

تو ہی میرا سوال اور میرا مطلوب اور میری مراد ہے، کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تیری

ملاقات کب ہو سکے گی۔

لَيْسَ قَصْدِي مِنَ الْجَنَانِ نَعِيمًا غَيْرُ آتِي أُرِيدُهَا لِزَارِكَ

مجھے جنت سے اس کی نعمتیں مقصود نہیں بلکہ مجھے جنت اس لئے مطلوب ہے کہ اس

میں تیرا دیدار ہوگا۔ (روض الراحین ص 58)

34- حضرت سخاک بن مزاحم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ کی جامع مسجد

کے محن میں جمعہ کی رات کو ایک نوجوان کو سجدہ میں پڑھے ہوئے بے تحاشا روتے ہوئے

دیکھا، میں نے خیال کیا کہ یہ کوئی ولی اللہ ہے، میں اس کے قریب گیا تاکہ سنوں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ تو وہ یہ کہہ رہا تھا۔

عَلَيْكَ يَا ذَا الْجَلَالِ مُعْتَمِدِي طُونِي لِمَنْ كُنْتَ أَنْتَ مَعْنَاةُ
اے جلال والے! مجھ کو تجھ پر ہی بھروسہ ہے، خوش نصیب ہے وہ جس کا تو مقصود ہے۔
طُونِي لِمَنْ بَاتَ خَائِفًا وَجِلًّا يَشْكُو إِلَى ذِي الْجَلَالِ بَلْوَاةُ
خوش حال ہے وہ جو ساری رات خوف و رقت میں گزارے اور اپنی تکلیف و مصیبت
کا اظہار عزت و جلال والے ہی سے کرے۔

وَمَا بِهِ عِلَّةٌ وَلَا سَقَمٌ أَكْثَرَ مِنْ حُبِّهِ لِمَوْلَاةُ
اور اس کو اپنے مولا کے عشق و محبت سے بڑھ کر نہ کوئی علت ہو اور نہ کوئی بیماری ہو۔
إِذَا خَلَا فِي الظُّلَمِ مَبْتَهَلًا أَجَابَهُ اللَّهُ ثُمَّ نَبَاهُ
جب وہ اندھیری راتوں میں تنہا گزرا کروہا کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے
اجابت اور لبیک ہو۔

اور پہلا مصرع عَلَيْكَ يَا ذَا الْجَلَالِ مُعْتَمِدِي وہ بار بار پڑھ رہا تھا۔ اس کے
بہت زیادہ رونے کی وجہ سے مجھے بھی اس پر ترس کھا کر وہ نا آ گیا، پھر اس نے ایسا کلام کیا
جس سے میں یہ سمجھا کہ اس نے کوئی خاص نور دیکھا ہے اور اس نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ
رہا ہے۔

لَيْتَكَ عَبْدِي فَأَنْتَ لِي كُنْفِي وَشَكْلِي مَا قُلْتَ قَدْ سَمِعْنَاةُ
اے میرے بندے! میں موجود ہوں اور تو میری حفاظت میں ہے اور جو کچھ بھی تو نے
کہا ہے بے شک ہم نے اس کو سنا ہے۔

صَوْتِكَ تَشْتَاةُ مَا لِي كُنْفِي وَذُنُوبِكَ أَلَانَ قَدْ غَفَرْنَاةُ
تیری آواز کے میرے فرشتے بھی مشتاق ہیں اور اس وقت ہم نے تیرے سارے گناہ
معاف کر دیے ہیں۔

حضرت ضحاک فرماتے ہیں میں نے اس کو سلام کیا، اس نے جواب دیا میں نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تمہاری اس رات میں بھی برکت فرمائے اور تم پر رحم کرے، تم کون ہو؟ اس نے کہا میں راشد بن سلیمان ہوں، میں نے نام سے ان کو پہچان لیا، کیونکہ میں پہلے سے ان کے حالات و واقعات سنتا رہتا تھا اور ملاقات کا مشاقق تھا مگر ملاقات نہ کر سکا تھا، اب اللہ تعالیٰ نے موقعہ میسر فرمایا تھا۔ چنانچہ میں نے خدمت میں رہنے کی درخواست کی تو فرمایا یہ بہت مشکل ہے، کیا وہ شخص مخلوقات سے انس رکھ سکتا ہے جو رب العالمین سے مناجات کر کے لطف و لذت پاتا ہو۔

نیز فرمایا: واللہ اگر ہمارے زمانہ کے لوگوں پر پہلے مشائخ کرام میں سے کسی شیخ کا گزر ہو تو وہ (ہمارے زمانہ کے لوگوں کے حالات دیکھ کر) کہہ دے گا کہ یہ لوگ قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے، یہ کہہ کر وہ میری نظروں سے ایسے غائب ہو گئے کہ نامعلوم آسمان پر چڑھ گئے یا زمین میں اتر گئے، مجھے ان کی جدائی کا بہت رنج ہوا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مرنے سے پہلے مجھے ان کی ملاقات نصیب ہو۔ حسن اتفاق سے میں ایک مرتبہ حج بیت اللہ شریف کے لئے گیا تو میں نے کعبہ شریف کی دیوار کے سایہ تلے ان کو بیٹھے دیکھا کہ ایک مجمع ان کے ارد گرد ہے جو ان کو قرآن شریف کی سورہ انعام سنارہا ہے۔ جب ان کی نظر مجھ پر پڑی تو تبسم کیا اور فرمایا یہ علماء کا لطف ہے اور وہ اولیاء کی تواضع تھی، پھر میری طرف اٹھے اور مجھ سے معاف و معافیہ کیا اور فرمایا: تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی تاکہ مرنے سے پہلے ان کی ملاقات ہو؟ میں نے عرض کیا، جی ہاں! فرمایا الحمد للہ رب العالمین علی ذالک۔

میں نے عرض کیا اللہ آپ پر رحم کرے، مجھے بتائیے کہ اس رات آپ نے کیا دیکھا اور کیا سنا تھا؟ تو انہوں نے زور سے ایک ایسی چیخ ماری کہ میں سمجھا کہ ان کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور ساتھ ہی بے ہوش ہو کر گر گئے اور جو لوگ ان کے پاس قرآن مجید پڑھنے والے تھے وہ سب چلے گئے، جب ان کو ہوش آیا تو فرمایا: بھائی کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت رکھنے والے اسرار و معجزات کھولنے سے کس قدر ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں؟ میں نے عرض کیا

اچھا یہ بتا دو یہ قرآن پڑھنے والے کون لوگ تھے؟ فرمایا یہ جنات کی ایک جماعت تھی، ان کے اور میرے پرانے تعلقات ہیں۔ یہ ہر سال میرے ساتھ حج کیا کرتے ہیں اور مجھ کو قرآن کریم سنایا کرتے ہیں، اس لئے میں ان کا احترام کرتا ہوں، پھر انہوں نے مجھے رخصت کیا اور فرمایا:

جَمَعَ اللَّهُ بَيْنِي وَ بَيْنَكَ فِي الْحَيَّةِ حَيْثُ لَا فُرْقَةَ وَلَا تَغَبُّ وَلَا حُزْنَ وَلَا تَنْصَبُ ثُمَّ هَابَ عَنْ عَيْنِي فَلَمْ أَرَ وَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَ نَفَعْنَا بِهِ الْإِيمَانَ (روض الريحين ص 66، 67)

اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں ملائے جہاں نہ جدائی نہ مشقت نہ غم نہ بیماری اور نہ تکلیف ہوگی پھر وہ میری نظروں سے غائب ہو گئے، بعد ازاں میں نے ان کو نہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو اور ہمیں ان سے نفع پہنچائے۔ آمین

35- حضرت محمد بن حسین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سال بسلسلہ حج مکہ مکرمہ حاضر ہوا، ایک دن مکہ کے بازار سے گزرتے ہوئے دیکھا کہ ایک بوڑھا ایک لڑکی کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑا تھا، لڑکی کا رنگ متغیر اور جسم لاغر و کمزور تھا لیکن اس کے چہرہ پر ایک نورانی چمک دکھتی تھی، وہ بوڑھا ندا کر رہا تھا۔

”بے کوئی جو اس لڑکی کو پسند کرے اور خریدے اور میں اشرفیوں سے زیادہ اس کی قیمت دے؟ اس شرط پر کہ میں اس کے ہر عیب سے بری ہوں؟“

میں نے اس بوڑھے کے قریب جا کر کہا کہ اس لونڈی کی قیمت تو مجھے معلوم ہو گئی، اس میں عیب کیا ہے؟ بوڑھے نے کہا، یہ دیوانی اور غم زدہ رہتی ہے، ساری رات نماز پڑھتی رہتی ہے اور ہمیشہ دن کو روزہ رکھتی ہے نہ کچھ کھاتی اور نہ کچھ پیتی ہے، ہر حالت میں تہائی پسند ہے۔ جب میں نے اس لڑکی کے متعلق یہ باتیں سنیں تو میرے دل میں اس کی محبت پیدا ہوئی، میں نے اس کو خرید لیا اور اپنی قیام گاہ پر لے آیا، وہ کچھ دیر سر جھکائے بیٹھی رہی پھر اس نے سراٹھا کر کہا اے میرے چھوٹے آقا! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کہاں کے رہنے

والے ہیں؟ میں نے کہا بغداد کا رہنے والا ہوں! کہنے لگی واہ واہ وہ تو عابدوں اور زاہدوں کا شہر ہے، میں نے تعجب کیا کہ یہ ایک حجرہ سے دوسرے حجرہ میں جانے والی لوطی اس کو عابدوں اور زاہدوں کی کیا خبر؟ میں نے دل لگی کے طور پر اس سے پوچھا کہ تو ان میں سے کن کن کو جانتی ہے؟ کہنے لگی مالک بن دینار، بشر حافی، صالح مری، ابو حاتم سجستانی، معروف کرخی، محمد حسین بغدادی، رابعہ عدویہ، شحوانہ اور سیمونہ کو۔

میں نے کہا، تجھے ان سب کی معرفت کیسے حاصل ہوئی؟ کہنے لگی میں ان کو کیسے نہ پہچانوں خدا کی قسم یہ لوگ دلوں کے طیب ہیں اور مجھوں کو محبوب سے ملاتے ہیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

قَوْمٌ هُمُومُهُمْ بِاللَّهِ قَدْ عَلَقَتْ فَمَا لَهُمْ هَمٌّ تَسْمُوا إِلَىٰ أَحَدٍ
یہ لوگ وہ ہیں کہ ان کے افکار اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہو گئے اب ان کو کسی اور کا کوئی فکر نہیں رہا۔

فَمَطْلَبُ الْقَوْمِ مَوْلَاهُمْ وَسَيِّدُهُمْ يَا حَسَنَ مَطْلَبُهُمْ لِلْوَاحِدِ الضَّمَدِ
ان لوگوں کا مطلوب صرف ان کا مولا اور ان کا آقا ہے تو ان کا مطلوب کتنا اچھا ہے جو واحد و صمد ہے۔

مَا إِنْ تَنَازَعَهُمْ ذُنُوبًا وَلَا حَرْفٍ مِنَ الْمَطَاعِمِ وَاللَّدَاتِ وَالْوَالِدِ
وَلَا لِبَاسٍ يَلْبَسُ يَلْتَوِبُ فَاَتَبَىٰ الْكَبِيَّ وَلَا التَّوَانِدَ فِي الْأَمْوَالِ وَالْعَدَدِ
دنیا کے سارے جھگڑوں سے الگ نہ کھانوں کی عمدگی، نہ دنیا کی لذتیں، نہ اولاد نہ تہمتی لباس، نہ مال کی زیادتی اور نہ تعداد کی کثرت کا خیال ہے۔

میں نے کہا اے لڑکی! محمد بن حسین میں ہی ہوں۔ کہنے لگی میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ میری تم سے ملاقات ہو جائے تمہاری آواز کتنی دلکش اور حسین ہے جس سے مریدوں کے دلوں کو زندہ کرتے اور سامعین کی آنکھوں کو بہایا کرتے ہو۔ خدا کے لئے مجھے کچھ قرآن کریم میں سے سناؤ، میں نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھا تو اس نے

ایک ایسی چیخ ماری کہ بے ہوش ہو گئی، میں نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا تو اس کو افاقہ ہوا پھر کہنے لگی اے ابو عبد اللہ! جس کے نام کا یہ اثر ہے اگر میں اس کو پہچان لوں اور جنت میں اس کو دیکھ لوں تو پھر کیا حال ہوگا؟ پڑھے اللہ آپ پر رحم کرے۔ میں نے یہ آیت پڑھی۔ آمد
 حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرُوا السُّبُوتِ أَنْ نَقْلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءٌ
 مَعِيَ اهْلُهُمْ وَمَسَاءَلُهُمْ سَاءٌ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٥١﴾ (الباقیہ) سن کر کہنے لگی:

اے ابو عبد اللہ! نہ ہم نے کبھی بتوں کی عبادت کی اور نہ کبھی ان کو چوما۔ اور پڑھے اللہ
 آپ پر رحم کرے۔ میں نے پھر پڑھا:

إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا ۖ أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْتَكْفِرُوا بَعَثْنَا فِيهِمْ
 كَذَّابًا يُشْوِي ۖ أَلْوَجُوهَ ۖ يَسْسُ الشَّرَابِ ۖ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٥٢﴾ (الکہف: 29) کہنے
 لگی تم نے اپنے دل پر ناامیدی لازم کر دی، اپنے دل کو خوف اور امید کے درمیان مسرور کرو
 اور مزید پڑھو، میں نے پھر پڑھا۔

وَجُودًا يُؤْمِنُ ۖ مُسَوِّدًا ﴿٥٣﴾ صَاحِبَةٌ مُّسْتَبْسِرَةٌ ﴿٥٤﴾ (حجس) وَجُودًا يُؤْمِنُ
 نَاصِرَةٌ ﴿٥٥﴾ اِنِّي سَأَلْتُكَ لِيَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴿٥٦﴾ (القیامہ) کہنے لگی ہائے مجھے اس دن کی ملاقات کا کتنا
 اشتیاق ہے جس دن وہ اپنے ولیوں کے لئے تجلی فرمائیں گے۔ کچھ اور پڑھے یرحمک اللہ۔
 میں نے پھر پڑھا۔

يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ﴿٥٧﴾ يَا كُوفُورُ يَا أَبَا لَيْسٍ ﴿٥٨﴾ وَكَانَ مِنْ مُّؤْمِنِينَ ﴿٥٩﴾
 لَا يُصَلُّونَ عَلَيْهَا وَلَا يَزُولُ فِئْتُونَ ﴿٦٠﴾ لَا ضَلِيلَ الْيَمِينِ ﴿٦١﴾ (واقفہ) تک سن کر کہنے لگی۔
 اے ابو عبد اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ تمہاری مقلی بھی حوروں سے ہوئی ہے۔ کیا تم نے ان کا مہر
 تیار کیا ہے؟ میں نے کہا ان کا مہر کیا ہے؟ میں تو فقیر آدمی ہوں! کہنے لگی رات کو قیام کرنا،
 دن کو روزہ رکھنا اور فقراء و مساکین سے محبت رکھنا، پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

يَا خَاطِبَ الْحَوْرَاءِ فِي خَيْرِهَا وَحَالِنَا ذَالِكَ عَلَي قَدْرِهَا
 اے حوروں سے پس پردہ مقلی کرنے والے! اور ان کی اس قدر منزلت کے باوجود

ان کی طلب کرنے والے!

إِنهَضْ بِجَهْدٍ لَمْ تَكُنْ زَانِيًا وَجَاهِدِ النَّفْسَ عَلَى صَبْرِهَا
پوری کوشش کے ساتھ کھڑا ہو جا، سستی ہرگز نہ کر، نفس کے ساتھ جہاد کر اور اس پر صبر
کر۔

وَقُمْ إِذَا اللَّيْلُ بَدَا سَطْرَةً وَصَمَّ نَهَارًا فَهَوَّ مِنْ مَهْرِهَا
رات کو قیام کر اور دن کو روزہ رکھ پس یہی ان کا مہر ہے۔

فَلَوْ زَأَتْ عَيْنَاكَ إِقْبَالَهَا وَقَدْ بَدَتْ زَمَانًا صَدْرِهَا
اگر تیری دونوں آنکھیں ان کو سامنے سے دیکھ لیں جب کہ ان کے سینہ پر اناروں کی
طرح پستان ابھرے ہوئے ہوں۔

وَهِيَ تَمَاشَى بَيْنَ اتْرَابِهَا وَعَقْدُهَا يُشْرِقُ فِي نَحْرِهَا
اور وہ اپنی ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ چل رہی ہوں ورنہ ان کے گلے میں چمکتے ہوئے
موتیوں کے ہار پڑے ہوئے ہوں۔

لَهَانَ فِي عَيْنَيْكَ هَذَا الْبَدِيَّ قَرَاةً فِي دُنْيَاكَ مِنْ زَهْرِهَا
تو اس وقت تیری نظر میں یہ ساری دنیا کی زینت و آرائش بے حقیقت بن جائے۔

ان اشعار کے پڑھنے سے اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی، میں نے پھر اس کے چہرہ پر
پانی چھڑکا تو اس کو آفتاب ہو اور اس نے پھر یہ اشعار پڑھے۔

إِلَهِي لَا تُعَذِّبْنِي فَإِنِّي مُقِرٌّ بِالْبَدِيِّ قَدْ كَانَ مِنِّي
اے اللہ! مجھے عذاب نہ دیجو، بے شک جو کچھ مجھ سے ہوا اس کا اقرار و اعتراف کرتی
ہوں۔

فَكَمْ مِنْ زَلَّةٍ لِي فِي الْعَطَايَا غَفَرْتَ وَأَنْتَ ذُو فَضْلِ وَمَنْ
تو نے میری بہت سی خطاؤں لغزشوں کو معاف فرمایا ہے، بے شک تو بڑے فضل و
احسان والا ہے۔

يُظَنُّ النَّاسُ بِيْ خَيْرًا وَّالْبَيِّنُ لَشَرِّ النَّاسِ اِنْ لَّمْ تَعْفُ عَنِّي
لوگ مجھے بہت اچھا گمان کرتے ہیں اور اگر تو مجھے معاف نہ کر دے تو میں سب سے
بدترین ہوں۔

وَمَا لِيْ حِيَدَةً اِلَّا رَجَائِيْ لِعَفْوِكَ اِنْ عَفَوْتَ وَحَسَنَ ظَنِّيْ
میرے لئے کوئی حیلہ تدبیر نہیں سوائے اس کے کہ تجھ سے بخشش کی امید ہے اور تیرے
ساتھ مجھے حسن ظن ہے (کہ تیرا کرم ضرور ہوگا)۔

ان اشعار کے پڑھنے سے پھر اس کو غشی ہوگئی، میں جو اس کے قریب پہنچا تو وہ مر چکی
تھی۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا۔

مجھے اس کے انتقال کا بے حد صدمہ ہوا، میں بازار گیا تاکہ اس کی جمبیر و عقیقین کا سامان
لاؤں، جب سامان لے کر واپس آیا وہ کفنی کفنائی خوشبو سے معطر و معنبر رکھی ہوئی تھی، اس کا
کفن دو بیز جنتی حلوں کا تھا۔ جن پر نور سے دو سطر میں لکھی ہوئی تھیں پہلی سطر پر لَا اِلَهَ اِلَّا
اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور دوسری سطر پر اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ
يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۰﴾ (یونس) لکھا ہوا تھا۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے اس کے جنازہ کو اٹھایا
پھر اس پر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا، میں نے اس کے سر کی طرف کھڑے ہو کر سورۃ یٰسین
پڑھی اور واپس اپنے حجرہ میں آ گیا، میری آنکھوں سے لگانا ر آنسو بہ رہے تھے اور دل
اس کے فراق سے نہایت غمگین تھا، میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور سو گیا، خواب میں دیکھا
کہ وہی باندی جنت میں ریشم اور استبرق کے حلے پہنے ہوئے سر پر موتیوں سے جڑا ہوا تاج
رکھے ہوئے اور پاؤں میں سرخ یا قوت کا جوڑا پہنے ہوئے زعفران کے بہت مہکتے ہوئے
باغ میں پھر رہی ہے، اس کا چہرہ شمس و قمر سے زیادہ روشن تھا اور اس سے مشک و عنبر سے بڑھ
کر خوشبو آ رہی تھی، میں نے کہا اے باندی! ذرا ٹھہرو اور یہ تو تانا دو کہ یہ مرتبہ تمہیں کس عمل کی
بدولت ملا؟

اس نے کہا فقراء و مساکین کی محبت اور کثرت استغفار سے اور مسلمانوں کے راستہ

میں سے تکلیف دینے والی چیز کے ہٹا دینے سے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔
 طَوْبِي لِمَنْ سَهَوَتْ فِي اللَّيْلِ عَيْنَاهُ وَبَاتَ ذَا قَلْبِي فِي حُبِّ عَزْلَاهُ
 خوشخبری ہے واسطے اس کے جس کی آنکھیں رات کو جاگتی ہوں اور اپنے مالک و مولا
 کے عشق میں ساری رات بے چین رہتی ہوں۔

وَنَاحَ يَوْمًا عَلَيَّ تَفَرُّطُهُ وَبَكَى خَوْفًا لِمَا قَدْ بَجَنَاهُ مِنْ خَطَايَاهُ
 اور اس کے واسطے بھی جو کسی دن اپنی کوتاہیوں پر توجہ کر لیا کرے اور اپنی پوشیدہ
 خطاؤں پر خوف سے رو لیا کرے۔

وَقَامَ يَوْعَى لِنُجُومِ اللَّيْلِ مُنْقَرِدًا خَوْفًا الْوَعِيدِ وَعَيْنُ اللَّهِ تَرَعَاهُ
 اور ساری رات اختر شماری کرتے ہوئے تباہ گزار ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف
 سے اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ پاک اس کی حفاظت میں ہے۔

(روض الیاسین ص 72 تا 74)

36- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے طواف کعبہ کرتے ہوئے ایک لڑکی کو دیکھا
 کہ اس کے کاندھے پر ایک بہت کسن بچہ بیٹھا ہے اور وہ یہ ندا کر رہی ہے۔
 ”اے کریم! اے کریم! تیرا گزرا ہوا زمانہ (کس قدر عجیب اور موجب شکر ہے)۔“

میں نے طواف سے فارغ ہو کر اس سے پوچھا کہ وہ گزرے ہوئے زمانے کا معاملہ کیا
 ہے جو تیرے اور رب تعالیٰ کے درمیان ہے؟ اس نے کہا میں کشتی میں سوار تھی اور اسی کشتی
 میں تاجروں کی ایک جماعت بھی تھی سمندر میں طوفانی ہوا اس زور سے چلی کہ وہ کشتی غرق
 ہو گئی، تمام اہل کشتی غرق ہو گئے، سوائے میرے اور میرے اس بچے اور ایک جیشی مرد کے،
 ایک تختے پر میں تھی اور میری گود میں میرا یہ بچہ تھا اور دوسرے تختے پر وہ جیشی آدمی تھا، جب صبح
 کی روشنی ہوئی اور اس جیشی نے مجھے دیکھا تو وہ پانی کو پھٹاتا ہوا میرے قریب پہنچ گیا اور جب
 اس کا تختہ میرے تختے کے ساتھ مل گیا تو وہ بھی میرے تختے پر آ گیا اور مجھ سے بری بات کی
 خواہش کرنے لگا، میں نے کہا اللہ کے بندے اللہ سے ڈرا اور دیکھ کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا

ہیں، اگر اس کی اطاعت و بندگی سے بھی اس مصیبت سے نجات ہو جائے تو بڑی بات ہے۔
 چہ جائیکہ ہم اس کی نافرمانی اور گناہ کریں، کہنے لگا چھوڑ ان باتوں کو خدا کی قسم! اب تو یہ کام
 ہو کر رہی رہے گا، یہ بچہ میری گود میں سو رہا تھا، میں نے اس کے ایک چنگلی بھری جس سے یہ
 ایک دم رونے لگا، میں نے اس حبشی سے کہا اچھا ذرا ٹھہر جا میں اس بچہ کو سلا دوں پھر جو اللہ
 نے مقدر کیا ہے وہ ہو جائے گا، اس نے ہاتھ بڑھا کر اس بچہ کو میری گود سے لیا اور سمندر میں
 پھینک دیا، میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں التجا کی! وہ پاک ذات جو انسان اور
 اس کے قلبی ارادہ میں بھی حائل ہو جاتی ہے، میرے اور اس حبشی کے درمیان تو ہی اپنی
 قدرت و طاقت سے حائل ہو جا، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ خدا کی قسم! ابھی میرے یہ
 الفاظ پورے بھی نہ ہونے پائے تھے کہ ایک بہت بڑے جانور نے منہ کھولے ہوئے پانی
 سے سر باہر نکالا اور اس حبشی کا ایک لقمہ بنا کر سمندر میں غوطہ زن ہو گیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے
 محض اپنی قدرت و طاقت سے اس حبشی سے بچایا، وہ ہر چیز پر قادر ہے اس کی ذات پاک
 ہے اور اس کی شان بڑی ہے۔

اس کے بعد سمندر کی موجوں کے تھپیڑے میرے تختے کو دھکیلتے رہے یہاں تک کہ وہ
 ایک جزیرہ کے کنارے لگ گیا، میں وہاں اتر پڑی اور یہ سوچ لیا کہ گھاس پھوس کھا کر اور
 پانی پی کر وقت گزارتی رہوں گی، جب تک اللہ تعالیٰ میرے لئے کوئی آسان صورت پیدا نہ
 فرمادے اور وہی پیدا کرنے والا ہے۔ چنانچہ میں نے اسی حالت میں چار روز وہاں
 گزارے، پانچویں روز ایک بہت بڑی کشتی سمندر میں چلتی ہوئی مجھے نظر آئی میں نے ایک
 ٹیلے پر چڑھ کر اس کشتی کی طرف کپڑے سے اشارہ کیا اور اس کپڑے کو زور زور سے خوب
 ہلایا، اس کشتی میں سے تین آدمی ایک چھوٹی سی ناؤ پر بیٹھ کر میرے پاس آئے میں ان کے
 ساتھ بیٹھ کر اس بڑی کشتی پر پہنچی جونہی میں نے دیکھا تو میرا یہ بچہ جس کو حبشی نے سمندر میں
 پھینک دیا تھا کشتی والوں میں سے ایک کے پاس تھا، میں اس کو دیکھتے ہی اس پر گر پڑی اور
 یہ کہتے ہوئے کہ خدا کی قسم یہ میرا بیٹا اور میرے جگر کا گلہ ہے! بے تحاشا اس کو چومنے اور سینے

سے لگانے لگی، وہ کشتی والے کہنے لگے تو پاگل ہو گئی ہے یا تیری عقل ماری گئی ہے؟ میں نے کہا خدا کی قسم نہ میں پاگل ہوں اور نہ میری عقل ماری گئی ہے، میرا قصہ عجیب ہے۔ چنانچہ میں نے ان کو سارا قصہ سنایا، میرا قصہ سن کر سب نے حیرت سے سر جھکا لیا اور کہنے لگے کہ تو نے حیرت انگیز بات سنائی ہے۔ اب ہم بھی تجھے ایسی ہی حیرت انگیز بات سناتے ہیں چنانچہ ہم کشتی میں بڑے لطف و سرور کے ساتھ چلے آ رہے تھے کہ دفعۃً ایک بہت بڑا جانور پانی کی سطح پر نمودار ہوا جس کی پشت پر یہ بچہ تھا اور ساتھ ہی کسی ندا کرنے والے نے غیب سے ندا دی کہ اگر تم نے اس بچہ کو اس جانور کی پشت پر سے اٹھا کر اپنے ساتھ نہ لیا تو تمہاری کشتی غرق کر دی جائے گی، ہم میں سے ایک آدمی نے اٹھ کر اس بچہ کو اس کی پشت پر سے اٹھا لیا اور وہ جانور پانی کے اندر چلا گیا۔

بلاشبہ یہ دونوں واقعات بڑے حیرت انگیز ہیں اور آج سے ہم سب تو بہہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اب کبھی کسی گناہ پر نہیں دیکھے گا۔ فَسُبْحَانَ اللَّهِ اللَّطِيفِ الْخَبِيرِ جَمِيلِ الْعَوَابِدِ مُبْحَانَ مَلِكِ الْمَلْهُوفِ عِنْدَ الشَّدَائِدِ۔ وہ پاک ذات اللہ تعالیٰ لطیف وخبیر بہترین احسانات کرنے والا ہے وہ پاک ذات اللہ تعالیٰ سخت مصیبتوں کے وقت فریاد کرنے والے مظلوم کی مدد کو اسی وقت پہنچتا ہے۔

(روض الریاحین ص 138)

37- ایک نوجوان طواف کعبہ کرتے ہوئے فقط درود شریف ہی پڑھ رہا تھا، کسی نے اس سے کہا کیا تجھے کوئی اور دعائے طواف نہیں آتی یا کوئی اور بات ہے؟ اس نے کہا ہاں دعائیں تو آتی ہیں مگر بات یہ ہے کہ میں اور میرے والد دونوں حج کے لئے نکلے تھے تو میرے والد راستہ میں بیمار ہو گئے اور مر گئے تو کچھ وقت کے بعد ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا، آنکھیں پھر گئیں اور پیٹ پھول گیا، میں روتا اور کہتا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُونَ افسوس میرے والد مسافر کی عالم میں وطن سے دور جنگل میں انتقال کر گئے۔ جب رات ہو گئی تو مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا میں سو گیا تو میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ نے سفید

کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور آپ سے نہایت پاکیزہ خوشبو آ رہی تھی، آپ نے میرے والد کے قریب ہو کر اس کے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو میرے والد کا چہرہ دودھ سے زیادہ سفید اور روشن ہو گیا اور پیٹ بھی ٹھیک حالت پر ہو گیا، پھر جب آپ واپس جانے لگے تو میں نے اٹھ کر آپ کی چادر کو کپڑا لیا اور عرض کیا۔

يَا سَيِّدِي بِاللَّيْلِ أَرْسَلَكِ إِلَى أَبِي زَخْمَةَ فِي أَرْضِ غُرَبَةَ مَنْ أَنْتِ؟
اے میرے سردار! آپ کو اس کی قسم جس نے آپ کو اس جنگل میں میرے والد کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے آپ کون ہیں؟

فَقَالَ أَوْ مَا تَعْرِفِينِي أَنَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ تَكُنْ أَبُوكَ هَذَا كَثِيرُ
الْمَعَاصِي وَالذُّنُوبَ غَيْرَ أَنَّهُ يُكْفِرُ الصَّلَاةَ عَلَيَّ فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ مَا
نَزَلَ اسْتَصْغَاتِ بَيْنِي فَأَغْطِيهِ وَأَنَا هَيَاثُ لَعَنَ يُكْفِرُ الصَّلَاةَ عَلَيَّ فِي
حَارِ الدُّنْيَا (روض الریاحین ص 62)

تو آپ نے فرمایا: کیا تو ہمیں نہیں پہچانتا ہم محمد رسول اللہ ہیں۔ حیرانہ باب بہت گنہگار تھا مگر یہ ہم پر درود شریف بہت پڑھتا تھا تو جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو اس نے ہم سے فریاد کی تو ہم نے اس کی فریاد رسی کی ہے اور ہم ہر اس شخص کی فریاد رسی کرتے ہیں جو اس دنیا میں ہم پر زیادہ درود بھیجتا ہے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

38- حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے میدان عرفات میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نہایت درود سوز کے ساتھ روتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہا ہے۔۔

سُبْحَانَ مَنْ لَوْ سَجَدْنَا بِالْعِيُونِ لَهٗ عَلَيَّ هَبَا الشُّوْكَ وَالْمَحْضَى مِنَ الْإِهْتِمِ
وہ ذات ہر صیب سے پاک ہے، اگر ہم اپنی آنکھوں سے کانٹوں اور گرم سوئیوں پر بھی
اس کو سجدہ کریں۔

لَمْ تَبْلُغِ الْعَشْرَ مِنْ مُمْشَارٍ نَعْمَعِهِ وَلَا الْعَشِيرَ وَلَا عَشْرًا مِنَ الْعَشْرِ
تو پھر بھی اس کی نعمتوں کا حق دسواں حصہ بلکہ دسویں کا دسواں نہیں بلکہ اس کا بھی

دسواں حصہ حق ادا نہ ہو۔

كَمْ قَدْ زَلَّتْ فَلَمْ اَذْكُرْكَ فِي زُلْمِي وَاَنْتَ يَا مَالِكِي بِالْقَيْبِ تَذْكُرُنِي
اے پاک ذات! میں نے کتنی مرتبہ لغزشیں کیں اور کبھی اپنی لغزشوں میں تجھے یاد نہ کیا
اور اے میرے مالک! تو ہمیشہ مجھے در پردہ یاد کرتا رہا۔

كَمْ اَكْشِفُ الشُّرُجَ جَهْلًا عِنْدَ مَا مَعْصِيَتِي وَاَنْتَ تَلَطَّفُ بِي حِلْمًا وَتَسْتُرُنِي
میں نے کتنی مرتبہ گناہوں کے وقت جہالت سے اپنی پردہ دہری کی اور تو نے ہمیشہ مجھ
پر لطف و کرم کیا اور اچھے حلم کے ساتھ میری پردہ پوشی کی۔

قَالَ ثُمَّ غَابَ عَنِّي وَحَجَبَ فَلَمْ اَرَهُ فَسَأَلْتُ عَنْهُ فَقِيلَ لِي هُوَ اَبُو
عَبِيْدَةَ الْخَوَاصِ اِحْدَ الْخَوَاصِ لَهُ سَبْعُونَ سَنَةً مَارَقَعَ وَجْهَهُ اِلَى
السَّمَاءِ فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ لَقَالَ اِنِّي لَا سَخِيْبِي اَنْ اَرْفَعَ اِلَى
الْمُحْسِنِ وَجْهًا مُسِيْنًا رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ

(روض الریاضین ص 48)

حضرت بشر فرماتے ہیں پھر وہ میری لگا ہوں سے غائب ہو گیا جب میں نے اس کو نہ
دیکھا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون تھا تو کسی نے مجھ سے کہا کہ یہ حضرت ابو عبیدہ خواص تھے
اور ان کے خواص میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے ستر برس تک آسمان کی طرف منہ نہیں
اٹھایا، کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا مجھے شرم آتی ہے کہ اتنے محسن کی طرف سیاہ
منہ کو اٹھاؤں۔

39- حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ جب عرفات میں پہنچے تو بالکل چپ رہے، سورج
غروب ہونے تک کوئی لفظ بھی منہ سے نہ نکالا، جب وہاں سے منیٰ کی طرف چلے اور حدود
حرم کے نشانات سے آگے بڑھے تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، روتے ہوئے انہوں نے
یہ اشعار پڑھے۔

اَرْوُحٌ وَقَدْ خَضَمْتُ عَلَى فُوَادِي بِخَبِيْكَ اَنْ يُجِلَّ بِهٖ سِوَا لَا

میں چل رہا ہوں اس حال میں کہ میں نے اپنے دل پر تیری محبت کی مہر لگادی تاکہ اس دل پر تیرے سوا کسی کا گزرنہ ہو۔

فَلَوْ أَنِّي اسْتَقْبَلْتُ عَمَضْتُ طَرْفِي فَلَمْ أَنْظُرْ بِهِ حَتَّى أَرَاكَ
اے کاش مجھ میں استطاعت ہوتی کہ میں انہی آنکھوں کو بند رکھتا اور اس وقت تک کسی کو نہ دیکھتا جب تک تجھے نہ دیکھ لیتا۔

وَفِي الْأَحْبَابِ مُخَصَّصٌ بِوَحْدٍ وَآخِرُ يَذْهَبِي مَعَهُ إِخْبِرَاكَ
اہل محبت میں بعض تو ایسے ہوتے ہیں جو ایک ہی کے ہو رہتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں دوسرے کی بھی شرکت ہوتی ہے۔

إِذَا انْسَكَبَتْ دُمُوعٌ فِي خُدُودٍ تَبِينَ مَنْ بَكَى مِمَّا تَبَاكَ
جب آنکھوں سے آنسو نکل کر رخساروں پر بہنے لگتے ہیں تو ظاہر ہو جاتا ہے کہ کون واقعی رورہا ہے اور کون بناوٹی رونا رورہا ہے۔ (روض الیاسین ص 49)

40- حضرت ابو عبد اللہ جو بری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سال میں عرفات کے میدان میں تھا، میری ذرا سی آنکھ لگی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے اترے، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس سال کتنے آدمیوں نے حج کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ چھ لاکھ آدمیوں نے! مگر ان میں سے قبول صرف چھ ہی آدمیوں کا ہوا ہے۔ یہ بات سن کر مجھے بہت رنج ہوا، دل چاہا کہ اپنے منہ پر طمانچے ماروں اور اپنی حالت پر خوب روؤں اتنے میں۔

فَقَالَ لَهُ الْآخِرُ مَا قَعَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْجَمِيعِ قَالَ نَظَرَ الْكُفْرِيْمَ
إِلَيْهِمْ بَعَيْنِ الْكُرْمِ فَوَهَبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مِائَةَ أَلْفٍ وَغَفَرَ لِمِائَةِ
مِائَةِ أَلْفٍ بِسَيِّئَةِ النَّفْسِ وَذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔ (روض الیاسین ص 53)

پہلے فرشتے نے دوسرے سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ جن کا حج

قبول نہیں ہوا کیا معاملہ کیا؟ دوسرے فرشتے نے کہا کہ کریم نے نظر کرم فرمائی اور چہ متبولین کے طفیل چھ لاکھ کاج بھی قبول فرمایا ہے اور یہ اللہ کا فضل ہے اور وہ اپنا فضل جسے چاہے عطا فرمائے وہ بڑے فضل و کرم والا ہے۔

41- حضرت ابراہیم الخواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں شدت پیاس سے نہایت بے تاب ہو کر گر پڑا، تو کسی نے میرے منہ پر پانی چھڑکا، میں نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھا کہ ایک حسین شخص خوبصورت گھوڑے پر سوار کھڑا ہے، اس نے مجھے پانی پلایا اور کہا میرے ساتھ سوار ہو جاؤ ابھی چند قدم ہی چلے تھے کہ انہوں نے کہا دیکھو کیا دیکھتے ہو؟ میں نے کہا یہ تو مدینہ منورہ ہے۔

فَقَالَ اَنْوَلْ فَاَقْرَءْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ

وَقُلْ لَّهٗ اَخْوَاكُمُ النَّحْسُ وَبِقُرْبِكَ السَّلَامَ (روض الریاضین ص 63)

تو انہوں نے فرمایا اترو اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں سلام عرض کرو اور یہ بھی عرض کرنا کہ آپ کے بھائی محض نے بھی آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔

42- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ منورہ میں حاضر تھے اور ان علامات و کرامات کا ذکر کر رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو عطا فرمائی ہیں۔ اور اس محبت و قرب کا ذکر تھا جو اس کے اصنیاء کو حاصل ہے کہ ایک نابینا جو ہمارے قریب ہی بیٹھا ہماری باتیں سن رہا تھا، ہمارے اور قریب ہو کر کہنے لگا مجھے تمہاری باتوں سے انس ہوا ہے، سنو! میں بھی تمہیں ایک بات سناؤں، میں عیال دار آدمی تھا اور تقیع میں لکڑیاں کاٹنے گیا، میں نے وہاں ایک نوجوان دیکھا اس کا کتان کا کرد تھا اور ہاتھوں میں جو تاتھا، میں نے گمان کیا کہ کوئی پاگل ہے، میں نے اس کے کپڑے پھیننے کا ارادہ کیا اور اس سے کہا کہ اپنے کپڑے اتار دے، اس نے کہا کہ اللہ کی حفاظت میں چلا جا، میں نے دوبارہ سہ بارہ اسی طرح تقاضا کیا، اس نے کہا باز نہیں آئے گا، میں نے کہا نہیں ہرگز نہیں۔

فَاَشَارَ بِاَصْبَعِيْهِ اِلٰى عَيْنِيْ فَسَقَطْنَا فَكُلْتُ لَهٗ بِاللّٰهِ عَلَيْكَ مَنْ

أَنْتَ؟ فَقَالَ أَنَا إِزَاهِمُهُمُ الْخَوَاصُّ (روض الریاحین ص 68)۔

تو اس نے اپنی دو اگھیوں سے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو وہ اسی وقت نکل کر باہر گر پڑیں، میں نے اس سے کہا تجھے خدا کی قسم بتادے کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ابراہیم خواص ہوں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

43- ابدال میں سے ایک نے حضرت ابو العباس خضر علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ نے اپنے سے زیادہ مرتبہ والا بھی کوئی ولی اللہ دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں! ایک مرتبہ مدینہ منورہ مسجد نبوی ﷺ میں امام عبدالرزاق محدث درس حدیث دے رہے تھے اور ایک جماعت ان کے ارد گرد بیٹھی احادیث مبارکہ سن رہی تھی اور ایک نوجوان مسجد کے کونے میں الگ اپنے گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے بیٹھا تھا، میں نے اس نوجوان سے کہا تو دیکھتا نہیں کہ لوگ احادیث رسول اللہ ﷺ سن رہے ہیں جا تو بھی ان کے ساتھ سن، اس نوجوان نے نہ تو سر اٹھایا اور نہ میری طرف دیکھا اور کہا۔

هُنَاكَ مَنْ يَسْمَعُ مِنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَهَنَا مَنْ يَسْمَعُ مِنَ الرَّزَّاقِ لَا
مِنْ عِبْدِهِ قَالَ الْخَضِرُ فَقُلْتُ أَنْ كَانَ مَا نَقُولُ حَقًّا فَمَنْ أَنَا؟
فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَيَّ وَقَالَ إِنْ كَانَتِ الْقِرَاسَةُ حَقًّا فَانْتِ الْخَضِرُ
فَعَلِمْتُ أَنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَوْلِيَاءَ لَا أَحْرَفُهُمْ لِعُلُورِ تَبِيهِمْ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَتَفَعَّلْنَا بِهِمْ آمِينَ (روض الریاحین ص 68)

وہاں وہ لوگ ہیں جو صرف عبدالرزاق سے سنتے ہیں اور یہاں وہ ہے جو خود رزاق سے سنتا ہے نہ کہ اس کے عابد سے، میں نے اس سے کہا اگر تمہارا کہنا حق ہے تو بتاؤ میں کون ہوں؟ اس نے میری طرف اپنا سر اٹھایا اور کہا اگر فراست حق ہے تو آپ خضر ہیں۔ پس میں نے جان لیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ایسے اولیاء بھی ہیں جن کو میں ان کے علوم مرتبہ کی وجہ سے نہیں پہچانتا۔ اللہ ان سے راضی ہو اور ہمیں ان سے نفع پہنچائے آمین۔

44- حضرت شیخ ابو عمران الواسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ سے

با ارادہ زیارت روضہ انور حضور اکرم ﷺ چلا راستہ میں مجھے اتنی سخت پیاس لگی کہ میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا اور اسی مایوسی کی حالت میں ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ دفعہ ایک شہ سوار سبز گھوڑے پر نمودار ہوئے اور میرے پاس آئے، ان کے گھوڑے کی لگام بھی اور زین بھی اور ان کا لباس بھی سبز تھا، ان کے ہاتھ میں پیالہ بھی سبز اور اس میں شربت بھی سبز ہی رنگ کا تھا، وہ انہوں نے مجھے دیا اور فرمایا پیو! میں نے تین مرتبہ پیانے مگر اس پیالہ میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا، پھر انہوں نے مجھ سے فرمایا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا مدینہ منورہ تاکہ نبی اکرم ﷺ پر اور آپ کے دونوں ساتھیوں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر سلام عرض کروں۔

فَقَاتِلْ إِذَا وَصَلْتَ وَ سَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَعَلَيْهِمَا فَقُلْ لَهُمْ رِضْوَانٌ يَقْرِنَكُمْ السَّلَامَ

(روض الریاضین ص 186)

تو فرمایا جب تم وہاں پہنچو اور حضور ﷺ پر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر سلام عرض کر لو تو ان تینوں سے عرض کرنا کہ رضوان (فروغ خازن جنت) بھی آپ حضرات کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے۔

45- ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ملک یمن کے شہر صنعاء سے با ارادہ حج نکلا

تو شہر کے بہت سے لوگ مجھے رخصت کرنے کے لئے شہر سے باہر تک آئے۔ ان میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ جب تم مدینہ منورہ پہنچو تو میری طرف سے بھی حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خدمت میں سلام عرض کرو۔

جب میں مدینہ منورہ حاضر ہوا تو اس آدمی کا سلام پہنچانا بھول گیا جب مدینہ منورہ سے رخصت ہو کر ذوالحلیفہ پہنچا اور احرام باندھنے کا ارادہ کیا تو مجھے اس آدمی کا سلام پہنچانا یاد آیا، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میرے واپس آنے تک میرے اونٹ کا خیال رکھنا،

مجھے مدینہ طیبہ ایک ضروری کام کے لئے جانا پڑ گیا ہے، ساتھیوں نے کہا کہ اب قافلہ کی روانگی کا وقت ہے اور ہمیں اندیشہ ہے کہ اگر تم قافلہ سے جدا ہو گئے تو پھر اس کو مکہ تک بھی نہ پاسکو گے میں نے کہا تو پھر میری سواری کو بھی اپنے ساتھ لیتے جانا۔

چنانچہ میں واپس مدینہ منورہ آیا اور روضہ انور پر حاضر ہو کر اس شخص کا سلام حضور انور ﷺ اور حضرات صحابہ کرام کی خدمت میں پیش کیا، رات ہو چکی تھی، میں مسجد سے باہر نکلا، تو ایک شخص ذوالحلیفہ کی طرف سے آتا ہوا ملا۔ میں نے اس سے قافلہ کے متعلق پوچھا اس نے کہا کہ قافلہ روانہ ہو چکا ہے، میں مسجد میں لوٹ آیا اور خیال کیا کہ کسی دوسرے قافلہ کے ساتھ چلا جاؤں گا اور سو گیا۔

آخر شب میں، میں نے حضور انور ﷺ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی زیارت کی۔ حضرت ابو بکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ! یہ شخص ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: ابو الوفاء؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری کنیت تو ابو العباس ہے۔ فرمایا تم ابو الوفاء (یعنی وقادار) ہو۔

وَ أَخَذَ بِيَدِي فَوَضَعَنِي فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَأَقَمْتُ بِمَكَّةَ ثَمَانِيَةَ
أَيَّامٍ حَتَّى وَرَدَتِ الرَّفِيقَةُ (روض الריاضین ص 182)

اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے مسجد حرام (یعنی مکہ مکرمہ میں) رکھ دیا میں نے مکہ مکرمہ میں آٹھ دن تک قیام کیا اس کے بعد میرے ساتھیوں کا قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا۔

46- حضرت الشیخ السید احمد الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ جب حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ روضہ انور پر حاضر ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے۔

فِي حَالَةِ الْبَيْدِ وَوَجِيئِ مَنكُثِ أُرْسِلَهَا تَقْبَلُ الْأَرْضُ عَنِّي وَفِيهِ نَائِبَتِي
دوری کی حالت میں، میں اپنی روح کو خدمت اقدس میں بھیجا کرتا تھا تو وہ میری نائب بن کر آستانہ مبارک کو چوما کرتی تھی۔

وَهَذِهِ نَوْبَةُ الْأَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ فَأَمُدُّ يَمِينِكَ سَتَنِي تُحِطِي بِهَا شَفِيعِي

اور اب جسموں کے ساتھ حاضر ہو کر ملنے کی باری آئی ہے تو اپنا دست مبارک دراز فرمائیے تاکہ میرے ہونٹ اس کوچہ میں۔

فَعَرَجَتِ الْيَدَ الشَّرِيفَةَ مِنَ الْقَبْرِ الشَّرِيفِ فَقَبَّلَهَا

(الحاوی للفتاویٰ ج 2 ص 481)

تو اس پر دستِ اقدس قبر شریف سے باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما۔

کہا جاتا ہے کہ اس وقت روضۂ انور پر نوے ہزار کا مجمع تھا۔ جن میں حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی تھے، ان سب نے اس واقعہ کو دیکھا اور دست مبارک کی زیارت کی۔ (الاقاضات الیومیہ ج 4 ص 472)

47- حضرت السید نور الدین اللاحی رحمۃ اللہ علیہ جب روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے تو عرض کیا اَلْسَلَامُ عَلَیْكُمْ اَیُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ تُوَجِّتُ لَوْکَ اس وقت وہاں حاضر تھے ان سب نے سنا کہ روضۂ انور سے جواب آیا وَعَلَیْکَ اَلْسَلَامُ يَا وَکَیْدِی (الحاوی للفتاویٰ ج 2 ص 481)

48- حضرت شیخ ابونصر عبدالواحد بن عبدالملک بن محمد بن ابوسعید الصوفی الکفرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ روضۂ انور پر حاضر ہوا۔ حجرہ شریفہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت شیخ ابوبکر الدیابکری تشریف لائے اور چہرہ انور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ اَلْسَلَامُ عَلَیْکَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ تو میں نے اور تمام حاضرین نے سنا کہ روضۂ شریفہ کے اندر سے آواز آئی وَعَلَیْکَ اَلْسَلَامُ يَا اَبَا بَکْرٍ۔

(الحاوی للفتاویٰ ج 2 ص 481)

49- حضرت ابوالحسن بنان الجمال الذہاب فرماتے ہیں کہ ہمارے بعض دوستوں نے ہمیں بتایا کہ مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ جو ابن ثابت کے نام سے مشہور تھے، رہتے تھے۔ متواتر ساٹھ سال تک وہ ہر سال فقط حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سلام عرض کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ حاضر ہوتے رہے، ایک سال کسی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے تو ایک دن

انہوں نے اپنے حجرہ میں بیٹھے ہوئے کچھ غنوغی کی حالت میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھا۔
 وَهُوَ يَقُولُ يَا بَيْنَ قَابَتِ لَمْ تَمُزْنَا فَمُزْنَاكَ۔ (الجمادی اللغنی ج 2 ص 483)
 کہ آپ فرما رہے تھے ابن ثابت! تم ہماری زیارت کو نہ آئے تو ہم تمہاری زیارت کو آ گئے۔

50- ایک عورت نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں
 حاضر ہو کر درخواست کی کہ مجھے حضور اکرم ﷺ کی قبر انور کی زیارت کرا دو۔
 فَكَشَفْتُهُ لَهَا فَبَكَتْ حَتَّى مَاتَتْ (شفاف شریف ج 2 ص 18)
 تو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کے لئے پر وہ اٹھا دیا تو وہ
 عورت (زیارت کر کے اس قدر) روئی کہ وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

51- حضرت داؤد بن ابی صالح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مردان
 حضور ﷺ کے روضہ انور پر حاضر ہوا۔

فَوَجَدَ رَجُلًا وَاضِعًا وَجْهَهُ عَلَى الْقَبْرِ فَأَخَذَ بِرُكْبَتِهِ وَقَالَ أَتَدْرِي
 مَا تَصْنَعُ؟ قَالَ نَعَمْ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ
 اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ فَقَالَ جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَمَّ
 أَنْتِ الْحَجَرُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
 لَا تَبْكُوا عَلَيَّ الَّذِينَ إِذَا وَلِيَتْهُمُ أَهْلُهُمْ وَلَكِنْ ابْكُوا عَلَيَّ إِذَا وَلِيَتْهُمُ غَيْرُ
 أَهْلِهِ۔

(المسند رک الجامع ج 4 ص 515۔ ابن عساکر ص 571/249۔ مسند احمد: 23982)
 تو اس نے ایک شخص کو قبر انور پر مندرکھے ہوئے دیکھا تو اس کی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا
 جانتے ہو کیا کر رہے ہو؟ وہ ”ہاں جاتا ہوں“ کہہ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ حضرت
 ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے! فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں
 حاضر ہوا ہوں، کسی پتھر کے پاس نہیں آیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے

کہ دین پر اس وقت نہ روؤ جب کہ اس کا والی اہل ہو۔ لیکن اس وقت ضرور روؤ جبکہ اس کا والی نا اہل ہو۔

52- حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دشمنوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو محصور کر رکھا تھا تو میں ان کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوا تو۔

فَقَالَ مَرَحِبًا بِأَخِي زَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
هَذِهِ الْخَوْخَةِ فَقَالَ يَا عُثْمَانُ حَصْرُوكَ قُلْتَ نَعْمًا قَالَ
عَطَشُوكَ قُلْتَ نَعَمْ فَأَذَلِّي لِي ذَلُّوا فِيهِ مَاءَ فَشَرِبْتُ حَتَّى رَوَيْتُ
حَتَّى إِنِّي لَا جِدَ بَرْدَهُ بَيْنَ يَدَيَّ وَبَيْنَ كَتِفِي فَقَالَ إِنْ شِئْتَ نُصِرْتُ
عَلَيْهِمْ وَإِنْ شِئْتَ أَفْطَرْتُ عِنْدَنَا فَاخْتَرْتُ أَنْ أَفْطِرَ عِنْدَهُ فَقَعِلَ
ذَلِكَ الْيَوْمَ (الحاوی للمصنوع ج 2 ص 482)

فرمایا مرحبا بھائی تم خوب آئے۔ میں نے اس کھڑکی میں رسول اللہ ﷺ کو (خواب میں) دیکھا۔ آپ نے فرمایا عثمان! تجھے ان لوگوں نے محصور کر رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! فرمایا تجھے پیاسا بھی کر رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! تو آپ ﷺ نے میرے لئے ایک پانی کا ڈول لٹکایا میں نے اس میں سے خوب پیایا تک کہ اس پانی کی ٹھنڈک ابھی تک میں اپنے دونوں شانوں اور دونوں چھاتیوں کے درمیان محسوس کر رہا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اگر چاہو تو ان کے مقابلہ میں تمہاری مدد کی جائے اور اگر چاہو تو روزہ ہمارے پاس آ کر اظہار کرو؟ تو میں نے آپ کے پاس روزہ اظہار کرنا ہی اختیار کر لیا ہے پس اسی دن شہید کر دیئے گئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

53- امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے اپنے سر کے قریب بٹھا کر فرمایا اے علی! جب میری وفات ہو جائے تو تم مجھے ان ہاتھوں سے غسل دینا جن ہاتھوں سے تم نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تھا۔ پھر خوشبو لگا کر مجھے روضہ رسول اللہ ﷺ پر

لے جانا اور اجازت مانگنا۔ اگر اجازت مانگتے پر دروازہ کھل جائے تو مجھے وہاں دفن کر دینا
ورنہ مسلمانوں کے قبرستان (بتحیح) میں دفن کر دینا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
ہیں کہ غسل اور تکفین کے بعد سب سے پہلے میں آگے بڑھا۔

فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ؟ فَرَأَيْتَ الْبَابَ قَدْ فَتِحَ
فَسَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ أَذْخِلُوا الْحَبِيبَ إِلَى حَبِيبِهِ فَإِنَّ الْحَبِيبَ إِلَى
الْحَبِيبِ مُشْتَقٌ

(خصائص کبری، ج 2، ص 281۔ تفسیر کبیر، ج 5، ص 478)

اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ ابو بکر ہیں یہاں دفن ہونے کی اجازت مانگتے ہیں۔ تو میں
نے دیکھا کہ ایک دم حجرہ شریفہ کے کواڑ کھل گئے اور اندر سے آواز آئی کہ حبیب کو حبیب
کے پاس پہنچا دو۔ بے شک حبیب اپنے حبیب کا مشتاق ہے۔

(خصائص 2/281۔ تفسیر کبیر 5/478)

54۔ حضرت شیخ شمس الدین صواب، حضور ﷺ کے روضۃ النور کے مجاور اور خدام
حرم نبوی ﷺ کے رئیس فرماتے ہیں کہ میرے ایک مخلص دوست تھے جو امیر مدینہ کے
ہاں کثرت سے آتے جاتے تھے۔ ایک دن میرے پاس آئے اور کہا کہ آج بہت بڑا حادثہ
پیش آ گیا۔ میں نے کہا کیا ہوا؟ کہنے لگے کہ حلب کے رہنے والے رافضیوں کی ایک
جماعت امیر کے پاس آئی ہے۔ اور بہت سامان بطور رشوت دے کر امیر کو اس بات پر
راضی کر لیا ہے کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو روضۃ النور میں سے
نکلانے کے سلسلہ میں ان کی مدد کرے۔ حضرت صواب فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں بہت ہی
زیادہ پریشان و مغموم ہوا۔ اسی فکر و غم کی حالت میں تھا کہ امیر کا قاصد مجھے بلانے آ گیا۔
میں گیا تو امیر نے مجھ سے کہا کہ آج رات کو کچھ لوگ مسجد میں آئیں گے۔ ان کے لئے
درازہ کھول دینا۔ اور جو کچھ وہ کریں ان کو کرنے دینا اور کسی بات میں دخل وغیرہ نہ دینا۔
میں بہت اچھا کہہ کر واپس آ گیا۔ اور حجرہ شریفہ کے پیچھے بیٹھ کر رونے لگ گیا۔ اور مسلسل

روتا ہی رہا۔ اور کسی کو خبر نہ تھی کہ مجھ پر کیا گزر رہی ہے۔ عشاء کی نماز کے بعد جب لوگ مسجد سے چلے گئے اور ہم نے دروازے وغیرہ بند کر لئے۔ تو باب السلام پر کسی نے دستک دی۔ میں نے دروازہ کھولا تو ان لوگوں نے اعدا آنا شروع کیا۔ میں چپکے چپکے ان کو ایک ایک کر کے گنتا جا رہا تھا۔ وہ چالیس آدمی تھے اور ان کے پاس پھاؤڑے، کدالیں، ٹوکریاں اور زمین کھودنے کے اور بہت سے آلات تھے۔ جب وہ اکٹھے ہو کر حجرہ شریفہ کی طرف چلے۔

فَوَاللّٰهِ مَا رَاصَلُوا الْجَنبَرَ حَتّٰى اِنْتَلَقَتْهُمُ الْاَرْضُ جَمِيعَتُهُمْ بِمَجْمُوعِ
مَا كَانَتْ مَعَهُمْ مِنَ الْاَلَاتِ وَلَمْ يَبْقِ لَهُمْ اَنْزَرٌ۔

تو خدا کی قسم! منبر تک بھی پہنچنے نہ پائے تھے کہ ایک دم ان کو زمین مع ان کے سارے ساز و سامان کے نگل گئی اور ان کا نشان تک بھی نہ چھوڑا۔

امیر نے بہت دیر تک ان کا انتظار کر کے مجھے بلایا اور پوچھا کیا وہ لوگ تمہارے پاس مسجد میں نہیں پہنچے؟ میں نے کہا ہاں آئے تھے لیکن ان کا یہ حشر ہوا ہے۔ امیر نے کہا دیکھو کیا کہہ رہے ہو؟

میں نے کہا بالکل ایسا ہی ہوا جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے۔ چلئے میں آپ کو وہ جگہ بتلاؤں جہاں وہ غرق ہوئے ہیں۔

امیر نے کہا اچھا ستویہ بات یہیں تک ہی رہے۔

وَ اِنَّ ظَهْرَ مَنْكَ كَانَ يَقَطِعُ رَاسِكَ۔

(دقاء الوفا ص 471 ج 4، جذب القلوب ص 126)

مگر تم نے اس کو کسی اور پر ظاہر کیا تو تمہارا سر اڑا دیا جائے گا۔

خاتمہ

اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ کے محبوں اور عاشقوں کے اس قسم کے پیشہ اور واقعات کتابوں میں مذکور و منقول ہیں۔ ان میں سے یہ چند واقعات ہدیہ الہی عقیدت و محبت ہیں۔ انشاء اللہ العزیز یہ واقعات الہی محبت کیلئے سرمایہ محبت و معرفت اور روحانی غذا ثابت ہوں گے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ الہی عشق اور الہی عرفان کے حالات و واقعات عام لوگوں کے حالات و واقعات سے بہت بلند اور ممتاز ہوتے ہیں۔ جس طرح بندوں کے درجات و مراتب میں بہت فرق ہوتا ہے اسی طرح ان کے علم و عمل اور صبر و توکل وغیرہ میں بھی بہت فرق ہوتا ہے اور اس فرق کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہئے۔ جو لوگ فرق مراتب نہیں کرتے وہ سخت الجھنوں میں مبتلا ہو کر رہ جاتے ہیں۔ بلکہ بعض مرتبہ گمراہ و بے دین ہو جاتے ہیں۔ ہم نااہلوں کو اپنی حیثیت و حالت پر نظر رکھنی چاہئے اور ان پاک اور بلند لوگوں کے حالات و معاملات کو اپنے اوپر قیاس نہیں کرنا چاہئے۔ عارف روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔۔۔

کار پاکاں را قیاس از خود مکبر

گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

اے عزیز! پاک لوگوں کے معاملہ کو اپنے پر قیاس نہ کرو۔ شیر (درندہ) لکھنے میں اگرچہ

شیر (دودھ) کا ہم شکل ہوتا ہے۔ مگر دونوں کے خواص میں فرق ہے۔۔۔

شیر آں باشد کہ مرد او را خورد

شیر آں باشد کہ مردم را درد

یعنی شیر و شیر اگرچہ کتابت میں یکساں نظر آتے ہیں مگر شیر وہ ہے جس کو آدمی کھا جاتا

ہے اور شیر وہ ہے جو آدمیوں کو پھاڑ ڈالتا ہے۔

جملہ عالم زیں سب گمراہ شد
کم کے زبدال حق آگاہ شد

اس غلط قیاس کے سبب سے تمام جہان گمراہ ہو گیا ہے اور شاہ و نادری کوئی شخص اللہ کے ابدال سے واقف ہوا ہو۔

ہمیری با انبیاء برداشتہ
اولیائے را بچھو خود پنداشتہ

(مثنوی)

چنانچہ اسی غلط قیاس کی وجہ سے کبھی انہوں نے انبیاء کرام کی برابری کا دعویٰ کر دیا اور کبھی اولیاء کرام کو اپنے برابر سمجھ لیا۔

اصل میں اہل عشق و محبت کے انداز بھی کچھ نرالے ہی ہوتے ہیں۔ یہ جلو توں سے مفروز اور خلوتوں میں سرور رہتے ہیں۔ ان کو آبادی سے وحشت اور ویرانے سے محبت ہوتی ہے۔ لوگ جن کو مصائب و تکالیف سمجھتے ہیں۔ یہ انہی مصائب و تکالیف میں فرحت و لذت محسوس کرتے ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

گر تو بنی شاں پدشواری دروں
نیمت شاں خونے وَلَا هُمْ يَنْعَزُونَ

اگر تم ان کو خلاف راحت کسی مشکل میں مبتلا دیکھو تو اس کو محض ظاہری دشواری سمجھو اور واقع میں ان کو نہ کوئی خوف ہے نہ غم۔

بلاشبہ یہ لوگ محرم اسرار ہوتے ہیں اور ازل ہی سے سرفراز ہوتے ہیں۔ ان کو شرف حضوری حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ محض طالب دیدار ہوتے ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

کو کسے کہ پیش شہ بند و کمر
تا کسیک ہست بیروں سونے در

کہاں وہ شخص جو بادشاہ کے حضور میں کمر ہمت باندھ لے اور کہاں وہ جو دروازے

سے باہر ہے۔

فرق بسیارست ناید در حساب
 آں زائل کشف و این زائل حجاب
 ان دونوں میں بڑا فرق ہے جو حساب میں نہیں آسکتا۔ ایک اہل کشف میں سے اور
 ایک اہل حجاب میں سے ہے۔

کہاں ایک کامل اور کہاں ایک ناقص؟
 کہاں صاحب معارف و مقامات اور کہاں اہل ہوس و خواہشات؟
 کہاں نور و لطافت کا پیکر اور کہاں ظلمت و کثافت کا مظہر؟
 کہاں صفات ملکوتی اور کہاں اوصاف حیوانی؟
 کہاں حال اور کہاں قال؟

مولانا روم فرماتے ہیں ۔

کاملے گر خاک گیرد زر شود
 ناقص ار زر برو خاکستر شود
 کامل مرد اگر مٹی ہاتھ میں لے تو وہ سونا بن جائے برخلاف اس کے اگر ناقص آدمی سونا
 لے لے تو وہ بھی راکھ ہو جائے۔

جہل آید پیش او دانش شود
 جہل شد حکیمکہ در ناقص رود
 کامل کے سامنے تو جہل بھی آتے ہی علم و عقل بن جاتا ہے بخلاف اس کے ناقص میں
 جو علم داخل ہوتا ہے وہ جہل بن جاتا ہے۔

زلت او برز طاعت پیش حق
 نزد کفرش جملہ ایمانہا علق
 اس کی لغزش خدا تعالیٰ کے نزدیک دوسرے لوگوں کی طاعت سے بڑھ کر ہے۔ اس

کے کفر کے مقابلے میں تمام لوگوں کے ایمان بوسیدہ ہیں۔

ہر دمے اور اچکے معراج خاص

بر سر تپش نہد حق تاج خاص

اس کو ہر لحظہ ایک خاص معراج ہوتی رہتی ہے اور اس کے مقام و منصب کے تاج پر حق

تعالیٰ ایک اور خاص تاج رکھ دیتا ہے۔

صورتش بر خاک و جاں در لامکاں

لا مکانے فوق وہم ساکاں

اس کا ظاہری وجود تو زمین پر ہوتا ہے اور روح لامکاں میں ہوتی ہے وہ لامکاں جو

ساکلوں کے وہم سے بھی بلند ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہم نہ تو ان پر کسی قسم کا اعتراض کریں اور نہ ان کے حالات و واقعات کو

دیکھ کر ان کی برابری کیونکہ ان کا مقام اور ہے اور ہمارا مقام اور ہاں اگر اللہ تبارک و تعالیٰ

اپنے فضل و کرم سے اپنے ان پاکیزہ بندوں کے طفیل کسی کو شرابِ عشق و محبت پلا دے اور ان

کے مرتبہ پر پہنچا دے تو وہاں کانی ذلک علی اللہ یسئو

تو بزن یا رینا آب طہور

تا شود این نار عالم جملہ نور

اے ہمارے پروردگار! تو رحمت کا پاک کرنے والا پانی ہم پر چھڑک دے تاکہ یہ

(صفاتِ ذمیہ کی) دنیوی آگ سر بسر (صفاتِ حمیدہ کا) نور بن جائے۔

کوہ و دریا جملہ در فرمان تست

آب و آتش اے خداوند آہن تست

تیری قدرت اس قدر وسیع ہے کہ پہاڑ دریا سب حیرے حکم میں ہیں اے خداوند! پانی

اور آگ تیری مملوک ہیں۔

گر تو خواہی آتش آب خوش شود
 در نخواستی آب ہم آتش شود
 اگر تو چاہے تو آگ خوش گوار پانی بن جائے اگر نہ چاہے تو پانی بھی آگ ہو جائے۔
 در عدم کے بود مارا خود طلب
 بے سبب کردی عطا ہائے عجب
 ہم عدم میں تھے تو تُو نے ہم کو نعمت و جود سے ممتاز کرنا چاہا بھلا اس وقت ہمارا مطالبہ
 کہاں تھا تو نے بلا سبب نعمتیں بخشی ہیں۔

جان و نال دادی و عمر جاوداں
 سارِ نعمت کہ ناید در بیاں
 تو نے ہم کو بلا طلب جان دی، رزق دیا، ابدی زندگی عطا فرمائی اور باقی تمام نعمتیں
 دیں جو احاطہ بیان میں نہیں آسکتیں۔

هَكَذَا اَنْعَمَ اِلٰى ذَاوِ السَّلَامِ
 بِالنَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى خَيْرِ الْاَنَامِ
 الہی اسی طرح ہمارے بہشت میں داخل ہونے تک بطفیل سرور کائنات نبی ﷺ ہم
 کو نعمتیں عطا فرمائے جا۔ (آمین)

بندہ

محمد شفیع الخطیب الاداکاڑوی مغلہ

کراچی

فہرست تصاویر

- | | | | |
|-------|--|-----|-------------------------------|
| 34- | مسیح ٹھیکہ (انجیل) | 1- | نرنگی کوئی تھوڑے ایک منظر |
| 35- | مسیح سے منہ اکٹرا (تعمیر) | 2- | اندر اور اندر ایک منظر |
| 36- | مسیح حیران | 3- | نجر ۱۳ |
| 37- | مسیح | 4- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 38- | مسیح سے اٹھ | 5- | نجر ۱۳ |
| 39- | بناک المعنی (اندر سے اٹھ کر) | 6- | نرنگی کوئی ایک منظر |
| 40- | بناک المعنی (اندر سے اٹھ کر) | 7- | نجر ۱۳ |
| 41- | نرنگی (نرنگی کوئی ایک منظر) | 8- | انجیل (نجر ۱۳) |
| 42- | نجر ۱۳ (اندر سے اٹھ کر) | 9- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 43- | نجر ۱۳ (نرنگی کوئی ایک منظر) | 10- | نجر ۱۳ |
| 44- | نجر ۱۳ (نرنگی کوئی ایک منظر) | 11- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 46- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 12- | نجر ۱۳ |
| 46- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر | 13- | نجر ۱۳ |
| 47- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 14- | نجر ۱۳ |
| 48- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 15- | نجر ۱۳ |
| 49- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 16- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 50- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 17- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 51- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 18- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 52- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 19- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 53- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 20- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 54- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 21- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 61-55 | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 22- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 62 | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 23- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 63 | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 24- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 64 | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 25- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 66 | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 26- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 68 | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 27- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 69 | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 28- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 70 | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 29- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 71 | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 30- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| 72 | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر (نجر ۱۳ سے اٹھ کر) | 31- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| | | 32- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |
| | | 33- | نجر ۱۳ سے نرنگی کوئی ایک منظر |